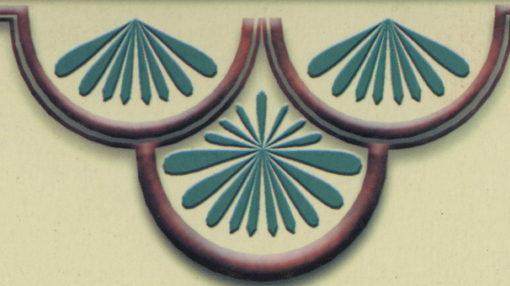


فضائل

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ابوالحسن میاں محمد محبوب الٰہی رضوی

امام دین ٹرسٹ (لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل

حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(حصہ اوّل)

تصنیف وتالیف

ابوالاحسن محمد محبوب الٰھی رضوی

ناشر

میاں امام الدین (ٹرسٹ)

مکتبہ اسلامیہ (لائبریری) 5-ڈی سبزہ زار لاہور-54780

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حصہ اول، حصہ دوم)
مصنف	ابوالاحسن محمد محبوب الٰہی رضوی
کمپوزنگ	محمد نعیم قادری رضوی
پروف ریڈنگ	سید انعام الحق شاہ
ایڈیشن	ہشتم محرم الحرام ۱۴۲۷ھ فروری 2006ء
صفحات	156
تعداد	1000
ناشر	میاں امام الدین (ٹرسٹ)
زیر نگرانی	محمد سلیم جلالی

ہدیہ بیرون جات کے حضرات 25 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر حاصل کریں

باتعاون

صاحبزادگان محمد احسن الجواد، محمد محسن الجواد، محمد منعم المحبوب، محمد مستحسن، محمد صلاح الدین، محمد مصباح الدین، لاہور

میاں امام الدین (ٹرسٹ)

مکتبہ اسلامیہ (لائبریری)، 5-ڈی سبزہ زار، لاہور 54780

مختصر تعارف مصنّف

نام محمد محبوب الٰہی ابوالاحسن تاریخ پیدائش 25 دسمبر 1920ء

والد کے مختصر حالات

نام میاں امام الدین ، چونیاں کی معروف مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیت جو پچاس سال سے زائد عرصہ میونسپل کمشنر رہے۔اس دوران بیس سال کے قریب سیشن کورٹ لاہور میں اسیسر رہے۔کئی مساجد بنوائیں۔ چاہ آبنوشی لگوائے۔ مدرسہ اسلامیہ قائم کیا۔ جامع مسجد ٹرسٹ بنایا۔تحریک پاکستان میں بھرپور کام کیا، مسلم لیگ بنائی، مسلم لیگ کے واحد رکن اسمبلی ملک برکت علی اسی حلقہ سے کامیاب ہوئے تھے۔ ہزاروں تنازعات کے مصالحتی فیصلے کر کے فریقین کو مطمئن کیا۔ پہلے فرسٹ کلاس انجینئر تھے جن کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں تک ہے۔ انہی کی کوششوں سے چونیاں انجینئروں کا شہر بن گیا۔ ہر چہار سلاسل تصوف سے فیض یاب تھے۔ان کی ٹیکنیکل قابلیت کے اعتراف کے طور پر مارشل کمپنی کے افسران نے چونیاں آ کر ان کو دس گزی منقش دستار اور اوزار ہدیۃً پیش کیے اور پنجاب بھر میں اپنا نمائندہ انجینئر ایریکٹر (Erector) مقرر کیا۔ ان کی بے شمار خدمات کے شہر بھر معترف تھا۔ 77 سال کی عمر میں 1950ء میں وفات پائی۔آپ کے چار صاحبزادے تھے جن میں محمد فضل الٰہی، محمد نور الٰہی، محمد منظور الٰہی اور محبوب الٰہی ہیں۔

میاں محبوب الٰہی نے میٹرک کیا اور پھر 1920ء میں فرسٹ کلاس انجینئر کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ پنجاب کی بہت بڑی بڑی فیکٹریوں، ملوں وغیرہ میں ایک کامیاب انجینئر ایریکٹر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ 1937ء میں والد صاحب

کے حکم پر ملک برکت علی مرحوم کے لیے کام کیا۔ 1939ء میں سٹی چونیاں کی مسلم لیگ کے جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے اور بعد میں ضلع لاہور کے لیے کونسلر نامزد ہوئے۔ جہاں 1958ء تک کام کیا۔ 1942ء میں لائل پور مسلم لیگ کے فقید المثال جلسہ کے موقعہ پر استقبالیہ کے رکن کی حیثیت سے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ علاقہ چونیاں میں مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کے لیے مقدور بھر کام کیا۔ 1946ء میں ملک برکت علی مرحوم کے لیے علامہ علاؤالدین صدیقی، محمد بخش مُسلم، بشیر احمد اخگر صاحبان کے ساتھ کام کیا۔ اس الیکشن میں ملک صاحب کے مخالفین کی ضمانتیں ضبط ہوئیں۔ ملک صاحب کی وفات کے بعد حمید اللہ بیگ کے لیے بھی بھرپور کام کیا۔ چونیاں سے سو فیصدی ووٹ ان کو ملے۔ پیسہ اخبار کے مطبوعہ ناول فتح قسطنطنیہ میں قائداعظم اور مسلم لیگ کے خلاف مضمون چھپنے پر احتجاج کر کے تمام کتب سے وہ ورق نکلوائے۔ اخبار نے معذرت نامہ شائع کیا۔ پاکستان بننے پر چونیاں کے جو لوگ ہندوستان میں تھے ان کو لانے کے لیے علامہ علاؤالدین صدیقی کی معاونت سے ملٹری کے ٹرک بھیجنے کا بندوبست کیا۔ چونیاں کو ہندوستان میں شامل کرنے کی سازش کے خلاف صوبائی مسلم لیگ کی معاونت سے دُرست اعداد و شماری حاصل کر کے جسٹس دین محمد صاحب سے رابطہ قائم کر کے بونڈری کمیشن کو صحیح صورت سے مطلع کیا جس کے نتیجہ میں عید رات کو چونیاں کے پاکستان میں شامل ہونیکا اعلان ہوا۔ فوراً اپنے مکان پر 60، 70 فٹ اونچائی پر پاکستان کا جھنڈا لہرایا۔ اسی جھنڈے کے بعد نماز عید بلوچ رجمنٹ نے تحصیل کے سامنے سلامی دی۔

مہاجرین کے آمد پر ہر قسم کی خدمات کیں حتیٰ کہ اپنی کمر پر بھنے ہوئے چنوں کی بوریاں اُٹھا کر کیمپوں تک پہنچائیں۔ علامہ علاؤالدین صدیقی کے زیر صدارت جلسہ میں

تقریر کر کے بعد مہاجرین نے اظہار عقیدت وتشکر کے جذبات کے ساتھ اپنے کندھوں پر اُٹھا کر پورے شہر میں جلوس نکالا۔

پنجاب لیبر لیگ کی تشکیل پر پنجاب کے انجینئروں کی نمائندگی اور ترجمانی کی۔ ویسٹ پاکستان بوائیلر انجینئرز ایسوسی ایشن میں جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے۔ اٹک آئیل جیسی بڑی کمپنی کی ٹریڈ یونین میں قریباً بیس سال عہدیدار رہے۔ کسی ادارہ میں دو یا تین ٹریڈ یونین کی صورت میں ان کے لیے ریفرنڈم کروانے کا طریقہ رائج کروایا جو مستقل قانون بن گیا۔

گوجرانوالہ کی بہت بری لمیٹڈ انڈسٹریل کمپنی میں قریباً اٹھارہ سال ڈائریکٹر کے فرائض سرانجام دیئے۔ چونیاں میں سالانہ اجلاس وجلوس عید میلاد النبی ﷺ کے انتظام والنصرام میں نائب ناظم کی حیثیت سے سال ہا سال کام کیا۔ 1945ء میں ذاتی خرچ سے لائبریری قائم کی جس کا مقصد تحریک پاکستان کی معاونت، اُردو زبان کی ترویج وترقی اور مذہبی شعور پیدا کرنا تھا جو تاہنوز بلا معاوضہ خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ انجمن اصلاح المسلمین کے ناظم کی حیثیت سے کام کیا جس کے ذریعہ مدرسہ اسلامیہ میں مذہبی تعلیم کا انتظام کیا گیا تھا۔

1953ء تحریک ختم نبوت میں تحصیل کی سطح پر سیکریٹری کی حیثیت سے کام کیا۔ 1973ء میں بھی حتی المقدور کام کیا۔ تحریک نظام مصطفےٰ میں گرفتار ہوئے۔ اتحاد العلماء چکوال کے جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے۔ متعدد مذہبی اور سماجی انجمنوں میں مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے۔ 1956ء میں شاہ احمد نورانی اور شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج وزیارات سے شرفیاب ہوئے۔

موجودہ وقت میں جامع مسجد ٹرسٹ اور میاں امام الدین ٹرسٹ کے چیئر مین ہیں۔ جمعیت علماء پاکستان، جماعت اہل سنت اور انجمن طلبہ اسلام کے ساتھ ہمیشہ معاونت کی بلکہ کافی عرصہ عہدیدار بھی رہے۔ اپنے خاندان کے سربراہ ہیں۔ ان کی اولاد میں کافی تعلیم یافتہ ہیں۔ سات بچے گریجویٹ اور ایم اے ہیں۔ پہلے اخبارات ورسائل میں خبریں اور چھوٹے مضامین لکھتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ میں جمیل احمد شرقپوری اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی ترغیب واصرار پر بڑے مقالے لکھے جن میں کئی سات سات بار طبع ہو چکے ہیں۔ اس وقت دس بارہ مقالہ جات زیر ترتیب ہیں۔ پاکستان سی رائٹرز گلڈ کے رکن ہیں۔ علم طب، ہیئت، نجوم وتکسیر میں ایک حد تک دسترس رکھتے ہیں۔

اگرچہ اپنے والد صاحب مرحوم کی طرف سے ہر چہار سلسلہ تصوف سے تعلق خاطر تھے اور اجازت تھی ان کے علاوہ ملک کے متعدد مشائخ حضرات سے فیض یافتہ ہیں اور سلسلہ اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بالواسطہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ منسلک ہیں۔ اسی بناء پر رضوی نام کے آخر لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں دینِ متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب گرامی قدر کی محبت وولا سے ہمیشہ سرشار رکھے اور ان کے مخلصانہ جدوجہد کے لیے اجر عظم عطا فرماوے۔ آمین

الحاج محمد ہدایت اللہ مجاہد اکاؤنٹینٹ

امام الاصفیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابوالاحسن محمد محبوب الٰہی رضوی

تعارف

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے پیارے حبیب پاک حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کو آخری رسول کی حیثیت سے مبعوث فرمایا تو آپ پر سب سے پہلے بلاتردد ایمان لاکر ایمان کا اظہار کرنے والی پُروقار وبااثر شخصیت آپ ہی کے بچپن کے ساتھی، سفر وحضر کے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو شروع سے ہی آپ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے زمانہ قبل از اسلام میں بھی نہایت پاکیزہ سیرت، متقی اور بلند اخلاق تھے، اس زمانہ میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کبھی شراب نوشی نہ کی۔ کبھی بتوں کے آگے سر نہ جھکایا بلکہ بچپن میں ہی بُت شکنی فرمائی۔

آپ کے فضائل وکمالات قبل از اسلام وبعد از اسلام اتنے ہیں کہ جن کا احاطہ ناممکن ہے۔ مختصراً یہ کہ اُمت مُحمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں ہر خوبی میں سب سے بڑھے ہوئے اور رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ ومحبوب بھی ایسے کہ کوئی ثانی نہیں۔ فنافی الرسول کا وہ مقام کہ قول وفعل بلکہ صورت وسیرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ممکن مماثل آپ ہی ہیں۔

آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اسم مبارک عبداللہ (نووی) کنیت ابوبکر اور بوجہ حسن وجمال بارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ("کہ جس نے دوزخ سے آزاد شدہ کو دیکھنا ہو ابوبکر کو دیکھے"۔ الحدیث) عتیق کے لقب سے ملقب ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر موقعہ پر تصدیق کرنے کی بنا پر صدیق کا لقب بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلیفۃ رسول اللہ کے خطاب سے مشرف ہوئے اور یہ جملہ القاب آپ کی ذات اطہر کے لیے مخصوص ہیں۔ آپ قریش کی معزز شاخ بنی تیم کے فرد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مرّہ کے درمیان چھ آباؤ اجداد ہیں۔ اور اس

طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مرہ کے درمیان بھی چھ آباؤ اجداد۔ (تاریخ مسعودی ص ۱۲۵)

آپ کی والدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ ہیں (مسعودی) جو آپ کے والد کے چچا کی بیٹی تھیں کنیت اُم الخیر تھی۔

(تاریخ الخلفاء، سیوطی اردو ص ۴۰)

عمر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً اڑھائی سال چھوٹے تھے تجارت کرتے تھے جو خاندانی پیشہ تھا اور معاشرہ میں قریش کے رؤساء میں شمار ہوتے تھے خون بہا کا فیصلہ کرنے کے مجاز آپ ہی تھے جو قریش کے نزدیک واجب العمل تھا۔ جودوسخا، صداقت، مہمان نوازی غرضیکہ ہر خوبی سے آپ مشرف تھے اور دوست دشمن سبھی اس کے معترف تھے۔

حُلیہ

بلند و بالا قد، رنگ گندم گوں سفید، دبلے پتلے، داڑھی گھنی، پیشانی ابھری ہوئی، دونوں رخسار بھرے ہوئے۔ (اکمال فی اسماء الرجال)

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے مطابق تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر پا کر ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو واصل بحق ہوئے اور اپنی جگہ حضرت عمر فاروق اعظم کو اپنا خلیفہ مقرر فرما گئے۔ جو امیر المومنین کے لقب سے ملقب ہوئے اور جملہ صحابہ کرام و مومنین نے ان کے دست مبارک پر بیعت کرلی۔

مُسلم اوّل

محدثین کی کثیر جماعت نے یہ تسلیم کیا ہے کہ سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ایمان لائے۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سب سے پہلے اسلام کون لایا؟ تو انہوں نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر فرمایا کیا تم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا قول نہیں سُنا؟

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقة	اگر تو اپنے معتمد بھائی کا غم یاد کرے
فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا	تو اپنے بھائی ابوبکر کے کارنامے یاد کر
خیر البریة اتقاها واعدلها	جو نبی کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر سب سے زیادہ متقی
بعدالنبی واوفاها بما حملا	عادل اور اپنے فرائض انجام دینے والے
والثانی التالیٰ المحمود مشهده	غار میں رسول کے ساتھ رہنے کا فخر انہیں حاصل ہے
واول الناس منهم صدق الرسلا	اور انہوں نے ہی سب سے پہلے رسول کی تصدیق کی

(فضائل الشیخین، تاریخ الخلفاء بحوالہ طبرانی، سیرت صدیق اکبر علامہ محمد رضا مصری)

علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا ۔

آن امن الناس برمولائے ما	آن کلیم اوّل سینائے ما
ہستی او کِشتِ ملّت راچو ابر	ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

مشہور شاعر ابومجن ثقفی نے یوں اظہار کیا۔

وسمیت صدیقا و کل مهاجر	اے ابوبکر آپ کا نام صدیق رکھا گیا یہ اتنا
سواک یسمی باسمه غیرمنكم	اچھا نام ہے کہ ہر مہاجر بڑے شوق سے یہ
سبقت الی الا سلام والله شاهد	نام رکھے گا۔ اللہ شاہد ہے کہ آپ سب
وکنت جليسا فی العریش المشهد	سے پہلے اسلام لائے اور اس وقت اسلام
	لائے جب آپ مشہور چھپر میں بیٹھے تھے۔

(سیرت صدیق اکبر، رضا مصری، ص ۵)

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب احبار سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا سبب ایک وحی آسمانی تھا۔ وہ ملک شام میں تجارت کیا کرتے تھے انہوں نے وہاں ایک خواب دیکھا جس کو بحیرہ راہب کے سامنے بیان کیا اس نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے اور کون سے قبیلے سے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ مکّہ کا رہنے والا

قریشی تاجر ہوں۔ اُس نے کہاتم نے اللہ کے طرف سے ایک سچا خواب دیکھا ہے۔ تمہاری قوم میں ایک نبی ہوگا تم اس کے وزیر ہوگے اور پھر خلیفہ ہوگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات پر اسی خواب کا تذکرہ فرما کر دعوت اسلام دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلاتردّد اسی وقت اسلام قبول کرلیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کو بوسہ دے کر عرض کیا۔ اشهد انک رسول الله ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (تفسیر آیات قرآنی۔ ص ۴۸۵)

یہ مضمون حملہ حیدری کے شیعہ مصنف نے بھی بہ تغیّر الفاظ نقل کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق مجھ سے چار باتوں میں سبقت لے گئے کہ مجھے نہ ملیں۔ (۱) اسلام پہلے آشکار کیا۔ (۲) ہجرت کی۔ (۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے یار غار ہوئے۔ (۴) نماز قائم کی۔

میمون بن مہران نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو بحیرہ راہب کے زمانہ میں ہی اسلام لا چکے تھے حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ (ابونعیم)

(تاریخ الخلفاء۔ ص ۴۵)

بلکہ جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ کو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں تو اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ (بیہقی وابونعیم بحوالہ البدایۃ والنہایۃ ابن کثیرہ، ص ۹۵)

شیعی مفسر علامہ طبرسی نے ''السابقون الاولون من المهاجرين والانصار'' کے تحت لکھا کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں اور ان کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پیشتر ابوبکر صدیق ہی ایمان لائے۔

(ابن عساکر)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے خود بھی فرمایا

الست اَوَّلَ من اَسلم۔ (ترمذی، جلد دوم)

کیا میں وہ نہیں جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۴۴)

ابن عساکر حارث سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں پہلے لوگوں میں اسلام لانے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ایضاً)

خشیمہ بسند صحیح زید ابن ارقم سے نقل کرتے ہیں پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ایضاً)

ابن سعد ابن اروی دوسی صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ پہلا شخص جو اسلام لایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ایضاً)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بلا تردّد فوراً اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دلائل اور آثارِ بعثتِ رسول اللہ پہلے تحقیق کر چکے تھے۔ پھر بروایت میسرہ (حضرت عباس کے آزاد کردہ غلام) سے نقل کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبی آواز آتی تھی۔ یا محمد! یہ بات انہوں نے قبل بعثت رازدارانہ طور پر ابوبکر سے بیان کی جو کہ ان کے دوست صادق تھے۔ (ایضاً ص ۴۸)

مُبلّغ اوّل

اُمّتِ مُحمّدیہ میں یہ شرف خصوصی بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی حاصل ہوا کہ سب سے پہلے تبلیغِ اسلام (حضور اکرم کے بعد) آپ نے ہی فرمائی۔ آپ کی تبلیغ وترغیب کے نتیجے میں عشرہ مبشرہ (۱) میں سے اسلام کی پانچ بزرگ ترین ہستیاں اور کئی قریشی مشرف با اسلام ہوئے۔

---

(۱) عشرہ مبشرہ جن کی فضیلت اسلام میں سب سے بڑھ کر ہے، یہ ہیں: (ابوبکر صدیق، عمرِ فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، ابوعبیدہ بن الجراح، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین

آپ نے ہی سب سے پہلے اپنے مکان پر مسجد بنائی جہاں سے تبلیغ اسلام جاری رہی بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ کی موجودمیں سب سے پہلا خطبہ تبلیغی آپ ہی نے دیا جس پر قریش سیخ پا ہو کر آپ پر ٹوٹ پڑے اور زدوکوب کیا۔

(بخاری، سیرت صدیق اکبر رضا مصری)

اسی تبلیغ کی وجہ سے ہی علاّمہ ابن کثیر نے فرمایا: ”وکان الایمان النافع المتعدی نفعه الی الناس ایمان الصدیق“ (کہ سب سے زیادہ نفع بخش ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کا ایمان تھا جس نے بہت لوگوں تک اسلام پھیلایا)۔ (البدائیۃ والنہایۃ، ۷/۲۲۳)

آپ کے جذبہ تبلیغ کا یہ عالم کہ جس دن اعلانیہ وعظ کرنے پر آپ کو مشرکین نے مار مار کر لہولہان کر دیا تو ہوش میں آنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لپٹ کر روئے جس پر آپ بھی رو پڑے اور دیگر صحابی بھی رونے لگے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت اتنی نازک تھی کہ دیکھی نہ جاتی تھی اور پھر عرض کیا تو یہ ہی کہ یارسول اللہ میری والدہ کے لیے ہدایت کی دُعا فرمائیں لہٰذا آپ نے دُعا کے بعد ترغیب دی تو والدہ مسلمان ہو گئیں۔ (تاریخ الخمیس)

ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا انہوں نے اسلام ظاہر کر دیا اور لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۳)

کعب بن زہیر (مشہور شاعر جو رسول کریم کے بارے میں ہجویہ اشعار کہا کرتا تھا) کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا تھا من لقا کعباً فلیقتله اسے جو دیکھے قتل کر دے اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینے کا منصوبہ بھی بنایا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے مدینہ بھیجا لیکن اس کا بھائی بجیر وہاں جا کر مسلمان ہو گیا اور بھائی کو اطلاع دی کہ تمہارے قتل کا حکم ہو چکا ہے تو اس نے اپنے بھائی کو کچھ اشعار لکھے

اور اس کے بعد اسے احساس ہوا کہ اس نے غلطی کی ہے مدینہ شریف میں آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رقیق القلب صحابی کا سہارا لینے کے لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سفارش چاہی تو وہ اس صورت میں کعب کو لے کر حاضر خدمت ہوئے کہ آگے آپ خود اور پیچھے آپ کے کعب چہرہ چھپائے ہوئے تھا اور سفارشی صدیقی سے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت قبول فرمالی تو کعب نے اپنا نام ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا ابو بکر میں نے کیا کہا تھا؟ تو اُنہوں نے اس کے چند اشعار سنائے جس میں یہ شعر تھا۔ ؎

سقاک بها المامون کأسا روية　　فانهلک المامون منها وعلکا

(اس نئی بات کو تمہیں مامون نے بار بار سکھایا گویا وہ جام مے تھا کہ تم کو دوبارہ پلایا گیا) یہ شعر اس نے اُپنے بھائی کو لکھا تھا۔ تو اس پر فوراً اس نے عرض کیا یارسول اللہ وہ نہیں بلکہ اس طرح ؎

سقاک ابوبکر بکأس روية　　فانهلک المامون منها وعلکا

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تم کو سیراب کر دینے والا پیالہ پلایا پھر مامون (محمد) نے تمہیں یہ جام بار بار پلائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم مامون وامین۔

یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے تم مسلمان ہوئے پھر خود بھی انہی کی وساطت سے شرف یاب ہوئے۔ (قصیدہ بانت سعاد)

صدیقیت وصدیق اکبر

آیت "والذی جاء بالصدق وصدّق بہ" جمہور مفسرین کا قول ہے کہ جاء بالصدق سے مراد حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور صدق بہٖ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیوں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام باتوں کی تصدیق کرنے میں پیش پیش رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کا (ابوبکر کا) نام صدیق رکھا اور جبرائیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بھی کہلوایا۔

(الحاکم، تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۳۹)

ابو یحیٰی کہتے ہیں کہ یہ شمار سے باہر ہے کہ میں نے کتنی مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پہ کہتے سُنا کہ خدا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام الصدیق نبی کی زبان پر رکھا۔

(دار قطنی، حاکم بحوالہ تاریخ الخلفاء سیوطی)

حکیم بن سعد سے نقل ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر یہ کہتے سُنا کہ بیشک خدا تعالیٰ نے آسمان سے ابوبکر کا نام الصدیق نازل کیا۔

(الطبرانی بحوالہ تاریخ الخلفاء سیوطی)

احد پہاڑ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کو مخاطب کر کے فرمایا ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابوبکر رضی اللہ عنہ (صدیق) عمر و عثمان (شہید) تھے۔ (الحدیث بخاری و مسلم)

ایک دفعہ بچپن میں آپ کے والد انہیں بتوں کے پاس لے گئے تو آپ نے بُت کو پتھر مار کر توڑ دیا تو آپ کی والدہ سلمیٰ ام الخیر نے ان کے والد کو بتایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر ہاتف نے آواز دی تھی "اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے خوش خبری ہو اس آزاد بچے کی اس کا نام آسمانوں پر صدیق ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یار و رفیق"۔

(التنزیہ المکانۃ الحیدریہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

صدیقیت ایک مرتبہ تلو نبوت" ہے اس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام ادق و اخفی کہ نصیبہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر اکرم و اتقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

(جزاء اللہ عدوہ بابایہ ختم النبوۃ ص ۵۴ از اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

ابوبکر صدیق، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں ----- صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام

اعلیٰ صدیقیت سے بلند وبالا ہے۔

(جزاء اللہ عدوہ بابایۂ ختم النبوۃ ص ۵۴ از اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اگر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس موطن میں تشریف نہ رکھتے ہوں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہوں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر صدیق مقام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اعلیٰ کوئی نہیں جو انہیں اس سے روکے۔ وہ اس وقت کے صادق وحکیم ہیں جو ان کے سوا ہیں سب ان کے زیرِ حکم۔ یہ مقام جو ہم نے ثابت کیا صدیقیت، نبوت اور شریعت کے بیچ میں ہے یہ مقام قربت فردوں کے لیے ہے۔ اللہ کے نزدیک نبوت شریعت سے نیچا اور صدیقیت سے مرتبے میں بالا ہے اسی کی طرف اس راز سے اشارہ ہے جو سینۂ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں متمکن ہوا جس کے باعث وہ تمام صدیقوں سے افضل قرار پائے کہ ان کے قلب میں وہ راز الٰہی حاصل ہوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اس کے لوازم سے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی شخص نہیں کہ وہ تو صدیقیت والے بھی ہیں اور صاحب راز بھی رضی اللہ عنہ۔

(فتوحات مکیہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ جزاء اللہ عدوہ بابایۂ ختم النبوت اعلیٰ حضرت)

شب معراج حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ میری قوم میں سے اس واقعہ کی تصدیق کون کرے گا تو انہوں نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ تصدیق کریں گے۔ وہ صدیق ہیں۔ (طبقات ابن سعد تذکرہ ابوبکر رضی اللہ عنہ)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وفوق آن (صدیقیت) مقامے نیست الا النبوۃ اھلھا الصلوٰت والتسلیمات ونشائد کہ میانِ صدیقیت ونبوت مقامے بودہ باشد بلکہ محالست وایں حکم بہ محالیت او بکشف صریح صحیح معلوم گشتہ۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی حصہ اول دفتر اول مکتوب ہجد ہم)

ترجمہ: مقام صدیقیت سے اوپر کوئی مقام نہیں مگر مقام نبوت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات صدیقیت اور نبوت کے درمیان اور کوئی مقام نہیں بلکہ کسی اور مقام کا ہونا محال اور

اس محال ہونے کا حکم کشف صریح صحیح سے معلوم ہو چکا ہے۔

(اردو ترجمہ مکتوبات مولانا محمد سعید صاحب نقشبندی جلد اول دفتر اول ص ۷۹)

صدیق کا مطلب ومفہوم

صدیق مبالغے کا صیغہ ہے۔ مرد بسیار صدق و دائم الصدق وآن کہ قول خود را بفعل خود راست گرداند یعنی بہمہ وقت بہمہ تن راستی ہی راستی قول و عمل دونوں میں راست باز، فی الحقیقت غور کیا جاوے تو صدیقیت ہی تصوف کا سرچشمہ ہے۔ صوفی کا مفہوم وتشریح اس سے بہتر کوئی نہیں کہ قول وفعل، ظاہر وباطن میں یکسانیت ہو اور شریعت طاہرہ کے مطابق ہو۔ اسی وجہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شریعت وطریقت وحقیقت کے امام ہیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہی تصدیق کی۔ مشرکین مکہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اس بات کو بھی سچ مانو گے کہ وہ (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) بیت المقدس گئے اور وہاں سے آسمان پر تشریف لے گئے اور وہاں کے عجائب وغرائب کی سیر کی اور پھر لوٹ آئے اور اتنا بڑا اسفر رات کے قلیل حصے میں طے ہو گیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا خوب جواب دیا۔ فرمایا ہم تو اس سے زیادہ بعید از عقل بات ان کی مان چکے وہ فرماتے ہیں کہ جبرائیل آسمانوں کے اوپر سے ابھی آئے اور ابھی گئے مطلب یہ کہ جب جبرائیل کی آمد ورفت چشمِ زدن میں ہم مان چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی لطافت ونورانیت تو جبرائیل سے بھی فائق ہے لہٰذا آپ کی آمد و رفت میں ہم کو کیا شک ہو سکتا ہے۔ (خلفائے راشدین، ص ۳۲)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج سے واپسی پر جبرائیل سے دریافت کیا کہ میرے اس سفر کی تصدیق کون کرے گا تو انہوں نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لہٰذا ایسا ہی ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا لقب حاصل کیا۔

مشیر ووزیر

آیت: ''وشاورھم فی الامر''

ترجمہ: ''آپ ان سے مشورہ لیں''

مفسرین کا اتفاق ہے کہ ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ پیش پیش ہیں۔ حضورِاکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان ہر دو حضرات سے مشورہ لیا اور اگر یہ دونوں متفق ہوئے تو اسی پر عمل فرمایا۔ لہٰذا ہر دو کی حیثیت وزراء کی رہی جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی کے دو وزیر آسمانی اور دو وزیر زمینی ہوتے ہیں پس میرے دونوں وزیر آسمانی جبرائیل اور میکائیل اور دو وزیرارضی ابوبکر وعمر ہیں۔

(تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۶ ص ۷۵، ترمذی باب مناقب ابوبکر وعمر)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں اطراف واکناف میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواریوں کی طرح تبلیغ کے لیے آدمی بھیجوں۔ کسی نے عرض کیا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کو کیوں نہیں بھیج دیتے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا ''میں ان سے بے نیاز نہیں ہوسکتا یہ دین کی کان اور آنکھیں ہیں۔''

(مستدرک حاکم ص ۷۴، ج ۳ تحفہ اثنا عشرہ ص ۵۵۵)

ایک مشاورتی مجلس میں حضرات عمر عثمان علی طلحہ زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تائید وتصویب فرمائی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے صحیح ہے۔ نیز فرمایا اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی معاملہ میں غلطی ہو۔ (برہان الاسلام ص ۱۵۳)

اِتقاء صدیق وامام الاصفیاء

والذی جاء بالصدق و صدق بہ اولئك ھم المتقون (زمر ع ۴) اور وہ جو

یہ سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔(ترجمہ اعلیٰحضرت بریلوی) حاشیہ بالصدق سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صدق بہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آیت میں صدق سے مراد حضورِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تصدیق کرنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔لہٰذا حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پرہیز گاروں کے سردار ہیں۔

وسیجنبها الا تقی الذی یوتی ماله یتزکیٰ وما لا حد عنده من نعمته تجزی (الشمس)

ترجمہ: جہنم سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار ہے اور پاکی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے اور اِس پر کسی کا احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیتا ہے۔ (مگر نسب اللہ کی خوشنودی کیلئے)

مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر ہی اسیران بدر کو فدیہ پر رہا فرمایا (جن میں حضرت عباس، عقیل، جعفر اور ابو العاص رضی اللہ عنہم جیسے اقربا بھی شامل تھے، ع

اصدق الصادقین سید المتقین چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش، اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

الرازی نے اپنی فوائد میں اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا کہ میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے "میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا بے شک اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا کریں"۔

(تاریخ الخلفاء اردو ص ۶۳)

الطبرانی وابو نعیم وغیرہما معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کو

یمن بھیجنا چاہا تو آپ نے پوچھا اے معاذ تیری کیا رائے ہے تو وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ جو ابوبکر کہتے ہیں میں اسے تسلیم کرتا ہوں تو اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ آسمان پر اس امر کو بُرا سمجھتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے غلطی ہو''۔

(تاریخ الخلفاء اردو ص ۶۳)

ابن اُسامہ اپنی مسند میں اس طرح لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اس امر کو پسند نہیں کرتا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ زمین پر غلطی کریں

اور طبرانی اپنی اوسط میں سہل بن سعد ساعدی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس امر کو بُرا سمجھتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کوئی غلطی کریں۔ان اللہ یکرہ فوق اسمایۂ ان یخطاء ابوبکر۔ (تاریخ الخلفاء اردو ص ۶۳)

لہٰذا جس شخص کو اللہ تعالیٰ غلطیوں سے مبرا رکھنا چاہتے ہوں وہ ہی مشورہ ووزارت کے لیے موزوں ترین ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ راست ومشیر خاص تھے اس وجہ سے عموماً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو باہر سرایہ وغیرہ پر نہ بھیجتے۔

آپ نے متعدد غلاموں کو محض اسلام کی خاطر زرِ خاص سے خرید کر آزاد کر دیا خصوصاً حضرات بلال، عامر بن فہیرہ، زنیرہ، نہدیہ بنت نہدیہ، جاریہ وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین--------

بقول امام زہری رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں کبھی شک واقع نہیں ہوا۔ (صواعق محرقہ امام ابن حجر مکی بحوالہ غایۃ التحقیق اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

آیت وما محمد الا رسول -----سیجزی اللّٰہُ الشاکرین (القران ۱۴۴/۳) عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا (ترجمہ اعلیٰ حضرت) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امین الشاکرین ہیں آیت اِنَّ رحمۃ اللّٰہ قریب'' من

المحسنین ۔ محسنین اور اللہ تعالیٰ کی رحمت یعنی ثواب کے درمیان کوئی روک نہیں سوائے موت کے صحیح میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھنا مروی ہے۔

وامراء مصبح فی اھلہ والموت ادنیٰ من شراک نعلمہ

ترجمہ: اکثر آدمی اپنے اہل وعیال میں صبح کرتا ہے حالانکہ موت اس کی جوتی کے تسمہ سے بھی اس سے بہت قریب ہے۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۸ ص ۱۴۶)

آیت ان الذین لیغضون اصواتھم عند رسول اللہO

(الحجرات ۴۹/۳)(ترجمہ اعلیٰحضرت)

بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

شان نزول یاایھاالذین اٰمنو لاترفعوا اصواتکم ----- کے نازل ہونے کے بعد حضرات ابوبکر وعمر وغیرہما رضوان اللہ علیہم نے اپنی آوازیں نہایت پست کرلیں جس پر یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی۔ (حاشیہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ)

محمد ابن زبیر کو عمر بن عبدالعزیز نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا تو محمد نے خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم کہ اللہ نے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں عالم ترین تھے اور اس کے لیے متقی ترین اور اس سے خائف ترین ایسے کہ اس کے لیے جان دے دیں گے اگرچہ ان کو حکم نہ کیا گیا ہو۔ (سیرۃ الخلفاء سیوطی (اردو) ص ۹۸)

آپ نے بچپن سے جوانی اور جوانی سے وصال تک شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ انہوں نے خود اس کی تفصیل بتائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات دھرائی جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس بیان کی تصدیق فرمائی۔

(الحدیث قول عائشہ رضی اللہ عنہا بحوالہ ابونعیم تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچپن کے ساتھی کی حیثیت سے ان کے قول وفعل عادات وخصائل سے بخوبی واقف تھے نیز باعلام الٰہی بھی ان کو یقیناً اس کا علم تھا۔

ان الصفا صفت الصدیق

ان اردت صوفیا علی التحقیق

یعنی صفا صدیق اکبر (ابوبکر) کی صفت ہے۔ اگر تو نے صوفی کی تحقیق کا ارادہ کیا تو اس کو دیکھ لے۔ (کشف المحجوب حضرت داتا صاحب اردو ترجمہ محمد حسین ص ۳۷)

اس لیے کہ صفا کی ایک اصل اور ایک فرع ہے اس کی اصل تو دل سے غیروں کا منقطع کر دینا اور اس کی فرع دنیا غدار سے دل کا خالی کرنا ہے اور یہ دونوں صفتیں صدیق اکبر (ابوبکر) کی ہیں اس وجہ سے وہ اس طریقے والوں کے امام ہیں اور اس کا دل اغیار سے اس وقت بالکل منقطع تھا جب کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہ کا دل حضور علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے شکستہ ہو رہا تھا۔

مَن نَظر اِلَی الخلقِ ھَلکَ

ومَن رجع اِلَیَ الحق مَلکَ

یعنی مخلوقات کی طرف توجہ کرنی ہلاکت کا موجب ہے اور حق کی طرف رجوع کرنا فرشتہ ہونے کی نشانی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل کا خالی ہونا دنیائے غدار سے اس لیے تھا کہ مال ومتاع سے جو کچھ آپ رکھتے تھے سب کچھ خدا کی راہ میں دے کر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ما خلقت لعیالک فقال اللہ تعالیٰ ورسولہ یعنی اے صدیق! تُو نے اپنے مال سے اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑا ہے تو عرض کیا (اللہ جل شانہ، اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم)، (یعنی دو خزانے بے انتہا چھوڑ کر آیا ہوں ایک تو اللہ عزوجل کی محبت اور دوسرے اس کے رسول علیہ السلام کی پیروی) اے طالب صادق! جب اس کا دل دنیا کی صفائی کے تعلق سے آزاد ہوا تو اس نے اس کی کدورت سے

ہاتھ خالی کیا اور یہ سب کی سب صفت سچے صوفی کی ہوتی ہے اور اس کا انکار حق کا انکار اور کھلم کھلا مکابرہ ہے۔

(کشف المحجوب حضرت داتا صاحب اردو ترجمہ محمد حسین ص ۳۸)

صوفیاء کرام کے پیشوا صحابہ رضی اللہ عنہم سے کون کون ہیں؟

اے طالب صادق اب قدرے بیان کرتا ہوں ان اماموں کا احوال اور یہ بھی کہ صحابہ میں سے ان کا کون سا صحابی معاملات میں پیشوا اور احوال میں پیشرو ہوا ہے تا کہ تیری مراد ان سے ثابت ہو۔ ایک ان میں صحابہ کرام میں سے شیخ الاسلام بعد از انبیاء خیر الانام علیہم السلام خلیفہ وامام تارکین دنیا کے سردار صاحبان خلوت کے شہنشاہ ہیں جو تمام انسانی آفتوں سے دور ہیں جن کا نام نامی حضرت امیر المومنین ابوبکر عبداللہ بن عثمان صدیق رضی اللہ عنہ ہے جن کی بے شمار کرامتیں مشہور ہیں اور معاملات اور حقیقتوں میں ان کے نشان اور دلائل ظاہر ہیں۔ اور مشائخ نے ان کو صاحبان مشاہدہ میں مقدم رکھا ہے۔

اہل علم کے نزدیک صحیح حدیثوں میں لکھا ہوا ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھتے تو قرآن کو آہستہ پڑھتے اور جب عمر رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھتے تو بلند آواز سے پڑھتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا کہ اے ابوبکر آپ قرآن کو آہستہ کیوں پڑھتے ہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اسمع من اناجیہ یعنی میں اس کو سناتا ہوں جس کی مناجات کرتا ہوں یعنی وہ بہت اچھا سننے والا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے غائب نہیں اور اس کے نزدیک بلند آواز آہستہ پڑھنا ایک جیسا ہے اور حضور علیہ السلام نے جب عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اُنہوں نے عرض کیا اد وقظ الوسنان ای النائم واطرد الشیطن یعنی بیدار کرتا ہوں سوئے ہوؤں کو اور دور کرتا ہوں شیطان کو یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجاہدہ کا نشان بتلایا اور اُس (ابوبکر صدیق) نے نشان مشاہدہ اور مجاہدہ کا مقام مشاہدہ کے مقام کے پہلو میں مانند ایک قطرہ کے ہے دریا سے اسی بنا پر حضور علیہ السلام نے فرمایا ھل انت

الا حسنة من حسنات ابی بکر یعنی اے عمر ابوبکر کی تمام نیکیوں سے تو ایک نیکی کے مرتبہ پر ہے۔ اے طالب صادق! سمجھ لے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ باوجود عزت اسلام ہونے کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں تو دیکھ کہ تمام جہان اس کے مقابلہ پر کس درجہ میں ہوگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقولوں میں سے ایک مقولہ یہ ہے دارُنا فانیۃ او احوالنا عاریۃ و انفاسنا معدودۃ و کسلنا موجودۃ کہ ہمارا مقام فانی اور ہمارا احوال اس میں عاریۃً ہے اور ہمارے سانس گنے ہوئے ہیں اور ہماری سستی اسی طرح موجود پس فانی گھر کی تعمیر میں مشغول ہونا از قبیل جہالت ہے۔

(کشف المحجوب حضرت داتا صاحب اردو ترجمہ ص ۷۹، ۸۰)

فقر کی صفت یہ ہے کہ غناء سے فقر میں پڑے نہ یہ کہ فقر سے غناء میں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعد انبیاء علیہم السلام کے اس صفت میں سب سے مقدم ہیں اور کسی کے لیے لائق نہیں کہ ان سے آگے قدم رکھے۔ (کشف المحجوب حضرت داتا صاحب اردو ترجمہ ص ۸۱)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جیسے ابتداء میں تسلیم کے درجہ کو اختیار کیا ویسے ہی انتہا میں اختیار کیا پس اس طائفہ کی اقتداء تجرید اور تمکین اور فقر پر حریص ہونے میں اور ریاست کی خواہش ترک کرنے میں اس کے ساتھ ہے۔ اس لیے کہ تمام عامہ مسلمین کا دین میں امام ہے اور خاص مسلمانوں کا طریقت میں امام ہے۔

آن عتیق اللہ امام المتقین

بود قلب خاشع سلطان دین

(اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابوالعباس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر مشائخ صوفیہ میں سے ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا کونوا ربانیین کا کیا مطلب ہے انہوں نے جواباً فرمایا کہ اس کا مطلب ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح ہو جاؤ۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توحید سے متعلق سب سے بلند مقولہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے کہ سبحان من لم یجعل للخلق طریقا الیٰ معرفتہٖ الا العجز عن معرفتہٖ (کتاب اللمع فی التصوف) پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کے لیے اپنی پہچان کا راستہ اس کے سوا کچھ بتایا ہی نہیں کہ لوگ اس کی معرفت سے عاجز ہیں۔

ایک مرتبہ غلام نے کوئی چیز لا کر دی تو آپ نے تناول فرمالی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عہد جاہلیت میں کہانت جھوٹ موٹ کا کام کرتا تھا جس کے معاوضہ میں یہ چیز ملی تھی تو آپ نے قے کر کے خارج کر دی۔ (بخاری)

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''تقرب الی اللہ'' کی ابتداء ورع و پرہیز گاری ہے۔ (مقالہ ۷۴ فتوح الغیب)

اور فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم گناہ میں مبتلا ہونے کے خوف سے مباح کے ستر (۷۰) دروازے چھوڑ دیتے ہیں (یہ کمال احتیاط اور خوفِ خدا میں مبالغہ تھا) یہ کام حرام کی نزدیکی کے خوف سے پرہیز گاری اور ورع کے لیے کرتے تھے۔

(مقالہ ۳۵ فتوح الغیب اردو ترجمہ شرح الغیب، ص ۱۱۶)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے ''جس نے اللہ کی خالص محبت کا مزہ چکھ لیا اس کا منہ دنیا سے پھر جائے گا اور اس کو تمام دنیا سے وحشت ہو جائے گی۔

(صدیق اکبر نمبر فیض الاسلام، ص ۸۵)

ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اُمت محمدیہ میں سب سے پہلے تصوف کا راز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے اشارۃً فاش ہوا جس سے اہل فہم نے لطائف اخذ کیے اور وہ راز یہ تھا کہ جب وہ اپنی مملوکات سے دست بردار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑا تو انہوں نے پہلے اللہ کا نام لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ حقائق تفرید میں اہل توحید کے لیے یہ ایک عظیم الشان اشارہ ہے۔ (بحوالہ اسوہ صحابہ حصہ دوم)

حضرت شاہ ولی اللہ نے تصوف صدیقی پر طویل بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ کمال طریقت کے لیے جن اوصاف کی ضرورت ہے مثلاً توکل، زہد، احتیاط، حفظ لسان، تواضع، شفقت بر خلقِ خدا رضا نفی ارادہ خشیت، عبرت، انکسار، رقت، فقر یہ سب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں کاملاً موجود تھے۔ (صدیق اکبر نمبر فیض الاسلام ص ۷۹)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں شیخ الطائفہ صوفیہ کہا جاتا ہے فرماتے ہیں۔ اگر حقیقی صوفی دیکھنا چاہو تو سمجھ لو کہ اصلی طریقت صدیق رضی اللہ عنہ کی صفت ہے۔ طریقت کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اصل یہ کہ دل غیر اللہ سے منقطع ہو اور فرع یہ ہے کہ حُبِ دنیا سے خالی ہو یہ دونوں صفتیں صدیق رضی اللہ عنہ میں موجود تھیں لہٰذا آپ امام اہل طریقت تھے---- صفت اول کی دلیل وہ خطبہ جو بر وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیا----صفت دوم کا ظہور اس وقت ہُوا جب اپنا سارا مال بقائے اسلام کے لیے خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔
(صدیق اکبر نمبر فیض الاسلام ص ۵۲)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے محبتِ الٰہی کا ذائقہ چکھا۔ یہی ذائقہ انہیں طلب دنیا سے بے پروا کرتا تھا اور لوگوں سے متوحش کرتا تھا اور یہی غایت درجہ لوازم محبت کا خاصہ ہے۔ (صدیق اکبر نمبر فیض الاسلام ص ۵۳)

من عرفه نفسه فقد عرف ربه کے سلسلہ میں:

یہی وہ معراج عبدیت اور مقام عرفان خودی ہے کہ حضرت خلیفہ اول سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہین کہ ”میں جس شے کو دیکھتا ہوں اس سے قبل اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہوں“۔ (اقبال کا نظریہ تصوف ص ۴۲)

بدر کے موقعہ پر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحالت استغراق مصروف دعا تھے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بس اللہ کافی ہے یعنی آپ کی دُعا قبول ہو چکی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فراست صادقہ

وحی باطنی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو الہام کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول ہو چکی۔ بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صفائی قلب کا نتیجہ تھا کہ جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہو رہے تھے اور وحی کا انعکاس آپ پر ہو گیا۔ ابو نعیم نے روایت کی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا اے خلیفہ رُسول اللہ آپ اہل بدر کو حکومت کا کوئی منصب نہیں دیتے؟ فرمایا ان کا مرتبہ پہچانتا ہوں مگر مجھے گوارا نہیں کہ انہیں دنیا میں ملوث کروں۔ یعنی جس طرح خود دنیا سے ملوث نہیں ہوئے اسی طرح صاحب فضیلت لوگوں کو بھی بچانے پر مستعد رہے۔

(فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۱۹۸ از یر عنوان ابو الخلفاء اور نظام خلافت بحوالہ تاریخ الخلفاء)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلا کر وصیت فرمائی اس میں یہ فرمایا---قسم اللہ کی میں نہیں سویا کہ خواب پریشان دیکھے اور کسی نے مجھ کو شبہ میں نہ ڈالا کہ وہم کرتا۔ اور ہر آئینہ میں راہ پر ہوں ٹیڑھا نہیں ہوا اور کوشش میں میں نے قصور نہیں کیا اور میں وصیت کرتا ہوں تجھ کو اللہ کے تقویٰ کی----

(تحفہ اثناء عشریہ ص ۵۵۹)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ جنت میں سب سے پہلے تم داخل ہو گے جنت کے ہر دروازے سے تم کو بلایا جائے گا۔ ان متعدد بشارات کے باوجود اللہ تعالیٰ کا خوف آپ پر اتنا زیادہ تھا کہ فرماتے، کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا---کاش میں گھاس ہوتا کہ جانور کھا لیتے----ایک پرندہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تو کھاتا پیتا ہے اور درختوں کے سایہ میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں کاش ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تجھ جیسا ہوتا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ایسے بے حس وحرکت کہ جیسے لکڑی گڑی ہو۔ (تاریخ الخلفاء)

ابو موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں اور الحاکم نے نقل کیا اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی

اللہ عنہ نے اس کی صحت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وعظ فرمایا کہ ''اللہ کی قسم میں کبھی بھی نہ کسی دن نہ رات سرداری کا حریص تھا اور نہ میری اس کی طرف رغبت تھی اور نہ ہی میں نے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ یا ظاہر میں دُعا مانگی۔ میں فتنہ سے ہمیشہ ڈرتا رہا۔

(تاریخ خلفائے اسلام سیوطی اردو ص ۱۰۸)

زہری سے نقل ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بزرگیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے کسی لحظہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات میں شک نہیں کیا۔ (تاریخ خلفائے اسلام سیوطی اردو ص ۹۱)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں عالم ترین اور اسے سے خائف ترین اور اس کے لیے متقی ترین ہیں ایسے کہ اس کے لیے اپنی جان دے دیں اگرچہ آپ کو اس کے لیے حکم کیا ہی نہ گیا ہو۔ (تاریخ خلفائے اسلام سیوطی اردو ص ۹۸)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک وعظ کے الفاظ ہیں جو تقویٰ و پرہیزگاری کی طرف مائل کرنے کے لیے ہیں ''کہاں ہیں وہ بادشاہ جنہوں نے شہروں کی بنیاد ڈالی اور ان کو شہر پناہوں سے مضبوط کیا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو جنگوں کے میدانوں کو سر کرتے تھے۔ بے شک ان کے ستون پست ہو گئے جب کہ زمانہ نے ان پر غلبہ پا کر برباد کر دیا اور وہ قبروں کی تاریکیوں میں چلے گئے''۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اے سلمان رضی اللہ عنہ! اللہ سے ڈر''۔

آپ دُعا میں کہا کرتے تھے ''اے میرے اللہ میری زندگی کا آخر اچھا کرنا۔ میرے عملوں کا انجام اچھا کرنا میرا اچھا دن تیری دید کا دن ہوگا''۔

آپ نے فرمایا: ''جو شخص رونے کی استطاعت رکھتا ہو وہ روئے ورنہ رونے کی کوشش کرے''۔

ابن سیرین سے ابن سعد نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی خوف کرنے والا نہ تھا (یعنی سب سے زیادہ اتقاء رکھنے والا)۔

(تاریخ خلفائے اسلام سیوطی اردو ۹۸)

صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے وظیفے کی تعلیم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہی سکھلائی۔ صوفیہ کرام کے ہاں ولایت کا ایک درجہ ہے فنافی الرسول، اس درجہ پر پہنچ کر بندے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی نسبت پیدا ہو جاتی ہے کہ قالب بندے کا رہ جاتا ہے اور قلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتے ہیں۔ اس درجے میں بندے کے ہاتھ سے عجیب عجیب کرشمے ظاہر ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات اس بندے کا سایہ بھی نہیں رہتا جیسا کہ قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی اور حضرت غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی فناء فی الرسول کے درجے علیٰ میں ہیں۔ بلکہ یہ سلسلہ چلا ہی آپ سے ہے اور آپ اس سلسلہ والوں کے امام مطلق ہیں۔ (تقریر مفتی احمد یار خاں صاحب مرحوم مطبوعہ آستانہ فیض عالم فروری ۶۱ء)

جانی خدمات جرأت وشجاعت صدیقی

آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جہادوں میں شریک رہے۔ جنگ بدر میں تو آپ چیف آف سٹاف کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات آپ کے ذریعے ہی مسلمانوں تک پہنچائے جاتے تھے جب کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے کمر بستہ تھے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عریش میں دُعا میں شامل تھے۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۹، ص ۲۰۲)

اور بدر کے دن ہی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ''اللھم انشدک عھدک ووعدک اللھم ان شئت لم تعبد'' (اے اللہ میرے، میں قسم دلاتا ہوں تجھ کو تیرے عہد کی اے اللہ اگر تو چاہے تو نہ تیرے عبادت کی جاوے) پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دست

مبارک کہ پکڑ لیا کہ ''یارسول اللہ! اللہ آپ کو کافی ہے۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۹، ص ۲۰۰)

اسی جنگ میں شامل صحابیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بخشش وطہارت کا اعلان فرمایا:

''لیطھر کم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطن ولیربط علی قلوبکم ویثبت بہ الاقدام O'' (سورہ الانفال آیت ۱۱)

(ترجمہ اعلیٰ حضرت) ''تمہیں اس سے ستھرا کردے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جمادے''۔

جنگ احد میں آپ ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے۔ خیبر میں پہلے دو قلعے آپ نے ہی فتح کیئے۔ ہجرت کے موقعہ پر آپ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی رہے اور راستے کی تمام تکلیفات خود برداشت کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثاری کا حق ادا کرتے رہے۔ بلکہ ہجرت کے واقعہ میں آپ کا پورا خاندان مع ملازموں کے راز دار تھا اور اپنی اپنی مقررہ ذمہ داری سب ادا کرتے رہے۔ تبلیغ کے سلسلے میں آپ نے مشرکین سے کافی اذیتیں برداشت کیں۔

جس زمانہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعب بنی ہاشم (جو بعد میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوا) میں محصور تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ازخود ان میں شامل ہو گئے جب کہ ان کا مقاطعہ نہ ہوا تھا۔

شجاعت کا یہ عالم کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک آپ اشجع الناس تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ اپنے احباب سے دریافت فرمایا کہ تمہارے نزدیک سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ تو کسی نے عرض کیا آپ۔ تو آپ نے فرمایا میں نے ہمیشہ برابر کے آدمی سے مقابلہ کیا ہے میں پوچھتا ہوں کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا آپ ہی ارشاد فرمادیں تو آپ نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بہادر اشجع الناس ہیں۔ اور ساتھ ہی بیان فرمایا کہ ایک دفعہ مشرکین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذارسانی کی ان کی کثرت کی وجہ سے

کوئی مدد نہ کر سکا کہ اچانک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو مار مار کر ہٹایا اور دھکے دیکر گراتے گئے اور ساتھ فرما رہے تھے کہ تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا معبود ایک ہے۔

(مسند بزاز)

اسی طرح ایک موقعہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یوم بدر کوئی شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے تیار نہ ہوا ہر بار حضرت ابو بکر نے ہی خود کو پیش کیا کیوں کہ اس وقت یہ کام سب سے زیادہ خطرناک تھا اور وہی اشجع الناس ہیں۔ ایک موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ میں اپنے باپ (جو اس وقت تک کافر تھے) کو قتل کر دوں تو آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔

ان کے لڑکے عبدالرحمٰن نے عرض کیا کہ فلاں موقعہ پر آپ میری تلوار کی زد میں آگئے (جب کہ وہ مسلمان نہ ہوا تھا) میں نے محبت پدری کی وجہ سے وار روک لیا تو آپ نے فرمایا اگر اس وقت تم میری تلوار کے سامنے آجاتے تو میں تلوار نہ روکتا اس وقت اسلام و کفر کا مقابلہ تھا۔

غزوہ خندق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کے لیے چند ٹولیاں مقرر فرمائیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی ٹولی میں شامل ہو کر تندھی سے مقررہ کام کرتے رہے اور پھر ایک دستہ کی کمان بھی سنبھالی۔ مخالفین کو اس حصہ کی طرف جانے کی جرات تک نہ ہوئی بعد میں اسی مقام پر مسجد صدیقی بنائی گئی۔

جنگ حنین میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑنے لگے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی مسلمانوں کو غیرت دلا رہے تھے۔ اور خود خوب ڈٹے رہے اس طرح دیگر مسلمانوں کی ہمت افزائی ہوئی اور اس جرأت کا مظاہرہ کیا کہ فتح و نصرت سے شاد کام ہوئے۔

غرضیکہ کوئی ایسا موقعہ آپ نے ہاتھ سے جانے نہ دیا کہ جب اُن کے مال و جان کی ضرورت اسلام کے لیے درکار ہوئی تو انہوں نے جوش و خروش سے والہانہ طور پر اپنے آپ کو پیش نہ کیا ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا، بے شبہ جان و مال کے لحاظ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ مجھ پر کسی کا احسان نہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ سن کر آبدیدہ ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ جان و مال کسی اور کے لئے ہے؟ (یعنی سب کچھ آپ کے لیے ہی تو ہے)۔

آپ کا مقولہ ہے جو شخص اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس کی امداد فرماتا ہے۔

حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بحیثیت خلیفۃ رسول اللہ آپ نے جو جہاد اور کارہائے نمایاں کیے ہیں۔ مختصراً بقول عمر ابو نصر مصری یوں ہیں۔

آغاز خلافت میں صورت حال یہ تھی کہ جھوٹے مدعیان نبوت، منکرین زکوٰۃ، مرتدین اور دوسرے دشمنان اسلام کی وجہ سے ملک کے اندر ہر طرف خانہ جنگی اور بغاوت کا طوفان برپا تھا اور سرحدوں پر قیصر و کسریٰ مسلمانوں کی تاک میں تھے اس نازک وقت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جس عزم و استقلال جرأت و بہادری اور حکمت و فراست کا ثبوت دیا روئے زمین پر اس کی مثال ملنی ناممکن ہے۔ قریب تھا کہ ارتداد کی آگ سارے جزیرہ عرب کو جلا کر خاک کر دے اور اسلام کا نام ہمیشہ کے لیے صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دینِ خدا کی وہ خدمت سرانجام دی جس نے اسلام کو دوبارہ اس جزیرہ میں زندگی بخشی۔ اسلام کی ساری تاریخ میں اس قسم کی مثال ملنی ناممکن ہے اور آج تک مسلمانوں میں کوئی ایسا فرد پیدا نہیں ہوا جس نے دین اسلام کی ایسی عظیم الشان خدمت کی ہو جیسی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے۔

(خلفائے محمد)

آیت: ستدعون اِلیٰ قومٍ اولی باسٍ شدید--- (الفتح ۱۶/ ۴۸ ترجمہ اعلیٰحضرت)

عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جاویں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا۔

اسے مسیلمہ کذاب کی قوم کے لوگ مراد ہیں جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ فرمائی۔ یہ آیت ''شیخین جلیلین'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صحت خلافت کی دلیل ہے کہ ان حضرات کی اطاعت پر جنت اوران کی مخالفت پر جہنم کا وعدہ دیا گیا۔ (سید محمد نعیم الدین رحمتہ اللہ علیہ)

آیت: الا تنصروہُ فقد نصرہُ اللہ اذاخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبه تحزن ان اللہ معنا.

ترجمہ اعلیٰحضرت (اگر تم محبوب خدا کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا۔ الخ

یعنی وقت ہجرت مکہ مکرمہ سے جب کہ کفار نے دار الندوہ میں حضور کے لئے قتل وقید وغیرہ کے بُرے بُرے مشورے کئے تھے۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے (یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت اس آیت سے ثابت ہے حسن بن فضل نے فرمایا جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ نص قرآنی کا منکر ہو کر کافر ہوا۔

غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ اس پر اپنا سکینہ اتارا (اور قلب کو اطمینان بخشا) یہ آیت شریف ظاہر فرما رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ذریعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تھے کیوں کہ انہوں نے ہی حق خدمت ادا کیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت جہاں زمین کی قیمت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی وہاں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محنت شاقہ سے تعمیر میں بھی حصہ لیا۔

بدر کے مقام پر آپ کا لڑکا مشرکین کی طرف سے آیا تھا۔ اس نے آواز دی میرا مقابلہ

کون کرتا ہے تو مقابلہ کے لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نکل آئے لیکن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روک کر فرمایا متعنی بنفسک تم مجھ کو اپنی ذات سے متمتع ہونے دو۔ (اسد الغابہ)

غزوہ تبوک میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعیناتی اسلامی فوج کا جائزہ لینے اور امارت کی تھی۔ اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سرایا میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہیں بھیجتے تھے بلکہ اپنے پاس رکھتے تھے لیکن چند سرایہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بھی بھیجے گئے۔ مثلاً بروایت سلمۃ بن اکوع سریہ بنوفزارہ میں آپ کو امارت سونپی گئی اور آپ کامیاب واپس آئے۔

بنو کلاب کی سرکوبی کے لیے جو سریہ بھیجا گیا اس کے امیر بھی حضرت ابو بکر صدیق ہی تھے۔ (طبری)

امام ابوالحسن الواحدی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔

ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک ادھڑی ہوئی قبا پہنے ہوئے ہیں جس پر کانٹے لگا رکھے ہیں اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے --- جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ ابو بکر پر سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے لیے تم نے فقر اختیار کر لیا ہے کیا تم اس بارے میں خوش ہو یا ناراض۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اپنے رب سے خوش ہوں۔ میں اپنے رب سے بہت خوش ہوں۔ (ابن عساکر)

ایک روایت کے مطابق جبرائیل علیہ السلام اسی لباس میں نازل ہوئے اور بتایا اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ابو بکر جیسا لباس پہن لو۔ (تاریخ الخلفاء)

ہجرت کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھوں پر اُٹھا کر غار تک مشکل ترین راستہ طے کیا اور پھر غار میں پہلے داخل ہو کر تمام سوراخ بند کیے اور آخری سوراخ پر اپنا پاؤں رکھ دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر بُلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ

کر استراحت فرما رہے تھے کہ سانپ نے پاؤں پر کاٹا۔ لیکن آپ نے درد کی شدت کے باوجود جسم کو حرکت نہ دی کہ مبادا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی استراحت میں خلل آئے البتہ آنکھوں سے قطرات اشک فرق اقدس پر گر گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہو کر پوچھا ابوبکر کیا ہوا؟ عرض کی سانپ نے ڈسا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک لگا کر درد رفع فرمائی۔ یہ درد آپ کی وفات پر پھر عود کر آئی۔ جو موت کا سبب بنی۔

(رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ احسن الهدایات ص ۱۴۸)

بذله نفسه ومفارقته اهله وماله وریاسته فی طاعة الله ورسوله ﷺ وملازمة النبی ﷺ ومعاداة الناس فیه. (خازن)

یعنی اللہ ورسول کی اطاعت وفرمانبرداری میں اپنے اہل وعیال خویش واقارب مال ومتاع اور گھربار کو خیر باد کہہ دینا اور اپنی جان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر کے تمام لوگوں سے دشمنی مول لینا یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہی حوصلہ تھا۔

جعله نفسه وقایة عنه (خازن)

یعنی اپنے نفس کو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچاؤ کے لیے ڈھال بنایا

قال لئن قتلت فانا رجل واحد وان قتلت هلک الامة (خازن)

(ابوبکر نے) عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں مارا جاؤں تو صرف میری جان ہی جائے گی لیکن (خدانخواستہ) اگر آپ قتل ہو گئے تو تمام اُمت ہلاک ہو جائے گی۔

(بحوالہ فضائل شیخین ص ۴۴)

جنگ احد کے موقعہ پر جب کچھ مسلمانوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نظر انداز کر دیا تو مشرکین نے پشت کی جانب سے حملہ کر کے بڑا نقصان پہنچایا حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہو گئے اور ایک گڑھے میں گرِ گئے اس موقعہ پر سب سے پہلے وہاں پہنچنے والے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ اس موقعہ پر مشرکین نے بڑا اظہار مسرت کیا

اوران کے سردار نے پکارا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب سے منع فرمایا۔ جواب نہ ملنے پر پھر پکارا کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب سے منع فرمایا۔ جواب نہ ملنے پر پھر پکارا کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں پھر جواب نہ ملنے پر پکارا کیا عمر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ خاموشی پا کر انہوں نے ہبل اور لات کی جے کے نعرے لگائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم سب زندہ وسلامت ہیں۔ (بخاری شریف جلد دوم)

یعنی مخالفین کے نزدیک بھی اسلام کے وجود کا انحصار ان ہی تین شخصیتوں پر تھا--

ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے اسلام ظاہر کر دیا (یعنی کمال جرأت وہمت کا مظاہرہ کیا) اور لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی۔

حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ مومن آل فرعون (رجل ٌ من آل فرعون) (الآیۃ) اچھا ہے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا، اللہ کی قسم ابوبکر کا ایک لمحہ مومن آل فرعون کے ہزار لمحات سے بہتر ہے کیوں کہ وہ شخص اپنا ایمان چھپاتا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ایمان ظاہر کیا"۔

(تاریخ الخلفاء جلد اول ص ۵۲، مسند بزاز)

آپ کا قول: "لایدع قوم الجهاد فی سبیل الله الا خذلهم الله بالذل"

جو قوم جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیتی ہے اُسے اللہ ذِلّت سے ہمکنار کر کے چھوڑ دیتا ہے۔ (پہلا خطبہ خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے پہلے تلوار کے ساتھ جس نے اظہار کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۴۵، بحوالہ شاہ ولی اللہ)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میرے باپ پر ایسے حوادثات ومصائب ٹوٹ پڑے کہ اگر بڑے بڑے مضبوط پہاڑوں پر بھی نازل ہوتے تو ان کو ریزہ ریزہ کردیتے ایک طرف نفاق گھسا ہوا تھا اور دوسری طرف عرب مرتد ہونے لگے۔ (فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ٦٧، بحوالہ شاہ ولی اللہ)

یعنی آپ کی استقامت وہمت کے طفیل سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔

(فتوح البلدان بلاذری)

مالی خدمات

آیت: ''لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃً من الذین انفقوا من بعد وقاتلو وکلا وعداللہ الحسنی واللہ بما تعملون خبیر O

(ترجمہ اعلیٰ حضرت) ''تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے۔'' (حاشیہ از سید محمد نعیم الدین مراد آبادی)

(شان نزول) کلبی نے کہا یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیوں کہ آپ پہلے وہ شخص ہیں جو اسلام لائے اور پہلے وہ شخص ہیں جس نے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی (اگرچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اللہ تعالیٰ نے جنّت کا وعدہ فرمایا ہے لیکن فتح مکہ سے پہلے مال وزر خرچ کرنے اور جہاد میں حصہ لینے والوں کا مرتبہ انتہائی بلند ہے ان کی برابری کوئی نہیں کرسکتا ان کے درجات کا تفاوت ہے)۔

سورہ والیل اذا یغشیٰ O ------- کی زیادہ تر آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خصوصی فضائل پر مشتمل ہیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مظفر گڑھ تشریف لے گئے اور سبق میں سورہ

واللیل کی تفسیر فرما کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایسے استدلال قائم کیے کہ حاضرین میں سے جو افراد شیعیت کی طرف مائل تھے وہ راہِ راست پر آ گئے۔ (مہرہ منیر ص ۳۰۷)

اس سورۃ کی چند آیات کا ذکر زیر عنوان اتقاء صدیق میں آ چکا ہے۔

رسیخها الاتقی ولسوف یرضی

(ترجمہ اعلیٰ حضرت) ''اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار ہے۔ جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو''

اور کسی کا اس پر احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔

شان نزول: یہ آیتیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُمیہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئیں جن میں سے ایک حضرت صدیق اتقیٰ ہیں اور دوسرا اُمیہ اشقیٰ۔ اُمیہ بن خلف حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو اس کی ملک میں تھے دین سے منحرف کرنے کے لیے طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا اور انتہائی ظلم اور سختیاں کرتا تھا۔ ایک روز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اُمیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو گرم زمین پر ڈال کر تپتے ہوئے پتھر ان کے سینہ پر رکھے ہیں اور اس حال میں کلمہ ایمان ان کی زبان پر جاری ہے آپ نے اُمیہ سے فرمایا اے بدنصیب ایک خدا پرست پر یہ سختیاں! اس نے کہا آپ کو اس کی تکلیف ناگوار گزری ہو تو خرید لیجئے آپ نے گراں قیمت پر ان کو خرید کر آزاد کر دیا اس پر یہ سورت نازل ہوئی ----- کُفار نے جب یہ سُنا کہ بڑی گراں رقم کے بدلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا ہے تو ان کو حیرت ہوئی کہ شاید بلال کا کوئی احسان ان پر ہو تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال کی تردید فرما دی کہ یہ محض خوشنودی اللہ و رسول کے لیے ہے۔ جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیگر متعدد غلاموں کو بھی خرید کر آزاد فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی جزاء کا بھی ساتھ ہی اعلان فرما دیا کہ جس طرح اللہ و رسول اللہ کو صدیق اکبر رضی اللہ نے راضی کیا ہے اللہ بھی ان کو جلد ہی راضی کر دے گا

اور یہ ایک خاص مقام ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نصیبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے ہی مخصوص ہے۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس پر اتفاق ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی اس کا شان نزول ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۴)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی خریداری اور آزادی حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی پسندیدہ تھی کہ آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ صدیق اس سودے میں ہمیں بھی شامل کرلو تو آپ نے عرض کیا۔

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو

کردمش آزاد پیش روئے تو

(مثنوی مولانا روم)

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے الامن والعلیٰ میں بایں الفاظ اظہار کیا ہے۔
افضل الاولیاء المحمد میں سیدنا صدیق اکبر امام المشاہدین رضی اللہ عنہ جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے حاضر بارگاہ عالم پناہ ہوئے یہ عرض کیا: گفت ما دو----(ص ۹۳)

مشہور غلام جو آپ نے خرید کر آزاد کیے، بلال، عامر بن فہیرہ، ابو فکیہ، زنیرہ، نہدیہ، بنت نہدیہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ما نفعنی مال'' قط ما نفعنی مال ابو بکر'' مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کی: ''ھل انا ومالی الا بک یارسول اللہ'' میری جان و مال کے مالک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کون ہے یارسول اللہ؟

(ترمذی، احمد فی مسند بسند صحیح عن ابی ہریرہ بحوالہ الامن والعلیٰ ص ٦٧)

مشرف باسلام ہوتے ہی جمع شدہ سرمایہ قریباً چالیس ہزار دینار یا درہم حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے صرف کر دیئے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۴)

مسجد نبوی کی زمین کی قیمت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا فرمائی جو دس دینار تھی۔ (فتح الباری ۱۹۳/ ۷)

اپنی لڑکی عائشہ صدیقہ طاہرہ ام المومنین کا حق مہر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خود ہی ادا فرمایا، جنگ تبوک میں گھر کا پورا مال لا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔ شعر ذیل میں اسی طرف اشارہ ہے۔

(مستدرک حاکم واستیعاب بحوالہ ازالۃ الخلفاء)

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

(اقبال)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح بلا جھجک استعمال فرمالیا کرتے تھے۔ (الخطیب بروایت سعید بن المسیب تاریخ الخلفاء ص ۵۴)

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ساتھ جس کسی نے کوئی بہتر سلوک یا احسان کیا میں نے اس سے بہتر بدلہ اس کو دے دیا لیکن ابوبکر صدیق کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ ہی ان کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائیگا۔

''اللہ ورسول اللہ کی اس سے بڑھ کر خوشنودی کسی شخص کو حاصل نہ ہو سکی۔''

بحیثیت خلیفہ رسول اللہ جو وظیفہ بیت المال سے حاصل کیا وہ بھی واپس بیت المال میں جمع کرا دیا جس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم نے اپنے بعد والوں کو نہایت مشکل میں ڈال دیا۔ انبیاء کرام علیھم السلام نے فرمایا تھا۔ لا اسئلکم علیہ اجراً تو خلیفۃ الرسول نے بھی عملاً ان کے نقش قدم پر چل کر پیروی کا حق ادا کر دیا کہ خدمات کا صلہ نہ لیا۔

انه لیس من الناس اَحَدُ اَمَنّ عَلَیَّ فی نفسہ و ما لہٖ من ابی بکر

(کنز العمال ج ٦ ص ٣١٦)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ ہجرت حبشہ کو روانہ ہوئے تو راستہ میں ابن دغنہ سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے تو آپ نے بتلایا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے تو اس نے کہا ''تم جیسے شخص کو کیسے شہر بدر کیا جاسکتا ہے تم غریبوں کی مالی امداد کرتے ہو صلہ رحمی کرتے ہو، اپاہجوں کا سہارا ہو اور حق کی طرف سے حوادث کا مقابلہ کرتے ہو چلو میں تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں تم خدا کی عبادت کرتے رہنا لیکن بعد میں آپ نے اس کی پناہ لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں (الہدایۃ ولنہیاۃ ابن اثیر) (بعینہ اسی قسم کے الفاظ حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے تھے جب کہ پہلی وحی آنے پر آپ نے اظہار پریشانی فرمایا تھا)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ جس شخص سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو یا کسی کا آپ کے ذمہ قرضہ ہو وہ میرے پاس آئے (تاکہ وعدہ پورا کروں اور رقم ادا کروں) (بخاری)

جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور خود معمولی ٹاٹ زیب تن کر کے حاضر خدمت ہوئے تو جبرائیل امین نازل ہوئے اور ان کی خدمات جلیلہ کے پیش نظر فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجتا ہے۔ (سیر الخلفاء سیوطی)

حضرت ابوبکر کے بارے میں البز از نقل کرتے ہیں کہ جب وہ اپنے والد ابو قحافہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم شیخ کو وہیں کیوں نہ چھوڑ آئے میں خود ان کے پاس چلا جاتا میں نے عرض کیا یہ ان کا فرض ہے کہ وہ خود آپ کے پاس آتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کی عزت ان کے لڑکے

(ابوبکر صدیق) کے احسانات کی وجہ سے کرتا ہوں۔ اور ابن عسا کر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے ہاتھوں نے مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچایا جس نے مجھے جانی اور مالی امداد دی اور اپنی بیٹی سے میری شادی کی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۷ اردو)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود تنگی و ترشی میں گزارا کیا کرتے تھے لیکن غرباء کو سردیوں میں کپڑے مہیا کرتے۔ (ابن اثیر ج ۲، ص ۲۹)

اعلم الصحابہ

ایام مرض میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کو اختیار دیا اگر وہ چاہے تو دنیا میں رہے اگر چاہے تو جوار اقدس کی جانب نقل کرے۔ اس بندہ نے بھی مولا کے پاس جانا منظور کیا ہے جتنے اصحاب موجود تھے ان میں سے کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ آپ کس بندے کا ذکر فرماتے ہیں سوائے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی فوراً رو پڑے اور سمجھ گئے کہ آپ اپنے حال کی خبر دے رہے ہیں۔ آپ کا سفر آخرت قریب آ پہنچا ہے اس کے بعد حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ سب آدمیوں میں سے مجھ پر خرچ اور مدد کرنے والا مال سے ابوبکر صدیق ہے اگر میں سوائے خدا کے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن اخوت اسلام باقی ہے مسجد کی طرف جتنے دروازے ہیں سب سوائے دروازہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بند کر دو۔

(النووی بحوالہ تاریخ الخلفاء ص ۵۹، جذب القلوب شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۵۹، بخاری جلد اول)

اسی اثنا میں بعض لوگوں نے کہا کہ اپنے دوست کا دروازہ کھول دیا اور سب کے

دروازے بند کردیئے ہیں آپ نے فرمایا میں نے یہ اللہ کے حکم سے کیا ہے۔اپنی طرف سے نہیں کیا اس میں مجھے اختیار نہیں ہے اور فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر میں ایک نور دیکھتا ہوں۔ (جذب القلوب ص ۱۶۰)

صحابہ کرام نے فرمایا و کان ابو بکر ھو اعلمنا کہ ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ (بخاری جلد اول فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما صب اللہ شیاً فی صدری الا وقد صببتہ فی صدر ابی بکر یعنی اللہ تعالیٰ نے جو میرے دل میں ڈالا تھا وہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ڈال دیا۔

(مکتوب ۹۳ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۲۲ جلد سوم، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جامع الاصول الاولیاء ص ۱۱۰ بحوالہ قانون تصوف ص ۱۰۶، تحفہ اثنا عشریہ ص ۴۳۲)

آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ما صب اللہ شیاً فی صدری الا صببتہ فی صدری ابی بکر اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں کوئی چیز نہیں ڈالی جس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں نہ ڈالا ہو۔اور جتنی مناسبت زیادہ ہوا تنے ہی محبت کے فوائد زیادہ ہوتے ہیں۔اس وجہ سے حضرت صدیق جمیع اصحاب سے افضل ہو گئے اور کوئی شخص ان میں سے ان کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکا کیوں کہ آپ کی مناسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ تھی۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز، روزہ کی زیادتی کی وجہ سے یہ فضیلت نہیں ملی بلکہ ایک دوسری چیز سے ملی جو اس کے سینہ میں ڈالی گئی۔

(یہ روایت مجالس المومنین شیعہ میں بھی موجود ہے)

علماء کہتے ہیں وہ چیز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور فنا فی حب الرسول ہے۔

(رسالہ درردِ روافض مؤلفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ حکیم غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ امرتسری ص ۵۸)

زمانہ قبل از اسلام میں آپ علم انساب، علم تعبیر اور فیصلہ ہائے خون بہا کے ماہر تھے اور چونکہ بچپن سے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق تھے لہذا فیض محبت کا اثر تھا کہ صحابہ کرام اپنے میں سے آپ کو سب سے زیادہ صاحب علم سمجھتے تھے۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضوان اللہ علیہم فتویٰ دیا کرتے تھے اور حضرت عثمان اور آپ نے قرآن حفظ کر لیا تھا۔

جن پاکباز شخصیتوں کو وحی الٰہی کی کتابت پر فائز فرمایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے کرام بررہ یعنی ذی مرتبہ اور پاکباز فرمایا اور ان پر طعن کرنے والوں کو سخت الفاظ سے یاد فرمایا۔ وہ ہیں حضرات ابو بکر، عمر، عثمان، علی، معاویہ، ابی بن کعب اور زید بن ثابت وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یہ وحی کے امین و مبلغ ہیں اور یہ ان کی بڑی عظمت و جلالت قدر ہے۔

جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچنے والے تھے تو شہر کے باہر قیام فرمایا آپ ایک جگہ تشریف فرما ہو گئے اور حضرت ابو بکر وہاں کھڑے ہوئے تھے کہ اچانک پتہ چلنے پر انصار مدینہ وہاں ہی پیش قدمی کے لیے پہنچ گئے تو ناواقف لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرنے لگے آپ نے فراست سے معلوم کر لیا کہ لوگ انہی کو رسول اللہ تصور کر رہے ہیں لہذا فوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں کھڑے ہو گئے کہ آنے والوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کا آقا و مولا کون ہے۔ (بخاری)

اس سے ظاہری مماثلت صدیقی بھی معلوم ہو رہی ہے۔

وکان ابوبکر مقدماً فی کل خیرٍ وکان رجلا نسابة (العقد الفرید)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر ہر اچھے کام میں آگے آگے رہتے تھے اور علم انساب میں بڑے ماہر تھے۔

کفار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو بیان کرتے تھے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جواب کی اجازت چاہی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر علم انساب کے ماہر

ہیں ان سے مشورہ کرلو تو حضرت حسان نے آپ سے مشورہ کے بعد جوابی اشعار کہے۔ قریش یہ اشعار سُن کر کہتے تھے کہ ان شعروں میں ابوبکر کا مشورہ ہے۔

استیعاب ابن عبدالبر (باب حسان رضی اللہ عنہ)

اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایام عرب یعنی عرب کے جھگڑوں وغیرہ یعنی تاریخ عرب کے بھی بخوبی واقف تھے بلکہ آپ کی وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی بھی معلومات بہت زیادہ تھیں جیسا کہ عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ **ولا اعجب من علمک بالشعر و ایام الناس اقول ابنة ابی بکر و کان اعلم الناس.**

اے اماں --- مجھے آپ کے علم شعر و تاریخ پر تعجب نہیں کہ آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں جو سب سے بڑے عالم تھے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۶)

تعبیر رویائے کے سلسلہ میں ابن سیرین جو تعبیر کے امام تسلیم کیے جاتے ہیں فرماتے ہیں۔ **کان ابوبکر اعبر هذه الامة بعد النبی** (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت میں فن تعبیر کے سب سے بڑے عالم ابوبکر ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خواب بیان فرمایا کہ میں نے پہلے کالی بھیڑیں دیکھیں اور پھر اور آئیں جن کی رنگت کا فرق تھا سفید بالوں والی جن میں سُرخی بھی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باجازت تعبیر بیان کی کالی بھیڑیں اہل عرب اور سفید عجمی لوگوں کے مسلمان ہونے کی بشارت جب کہ عجمی لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی بہ نسبت عرب والوں کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتہ نے بھی مجھے یہی کچھ بتلایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ان کے گھر میں تین چاند اُترے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا خواب سچا ہے تمہارے حجرہ میں تین دنیا کے بہترین افراد دفن ہوں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر بتلایا یہ ہے تمہارا پہلا چاند اس کے بعد خود اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس میں دفن ہوئے (ازالۃ الخلفاء بحوالہ موطا امام مالک)

شاہ ولی اللہ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خواب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان فرما کر تعبیر لیتے تھے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ تہذیب النوی لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے علماء نے اسے دلیلاً ثابت کیا ہے کہ آپ (یعنی صدیق اکبر) بہت بڑے عالم تھے ان کا قول صحیحین یعنی بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ خدا کی قسم اُسے ضرور قتل کردوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق ڈالے گا۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھے ایک نکیل کے لیے بھی منع کریں گے جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیا کرتے تھے میں اس کے روکنے پر ان کے ساتھ مقابلہ کروں گا۔ شیخ ابو اسحٰق نے یہ اور اس قسم کی دوسری چیزیں طبقات میں اس امر پر نقل کی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے زیادہ عقلمند تھے کیوں کہ جب کسی امر میں آپ کے ماسوائے صحابہ میں اختلاف پیدا ہوتا تھا تو وہ عاجز ہو کر آپ سے فیصلہ کراتے اور اسی پر عمل کرتے۔

(تاریخ الخلفاء اردو ص ۵۸)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کے مقدمات کے فیصلے کون کرتا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا میں ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کے سوا کسی کو نہیں جانتا۔ (تاریخ الخلفاء اردو ص ۵۸)

ابن کثیر کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے پڑھے لکھے تھے یعنی علم قرآن میں خصوصاً تمام صحابہ میں بڑے عالم تھے کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہی امام نماز بنایا جب کہ آپ ہی کا حکم ہے کہ علم قرآن کا سب سے زیادہ جاننے والا قوم کا امام ہوگا۔ (تاریخ الخلفاء اردو ص ۵۸)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم کے لیے مناسب نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کوئی اور امامت کرائے۔ (ترمذی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علم حدیث کے بھی بہت بڑے ماہر تھے جب کبھی کسی

موقعہ پر صحابہ نے آپ کی طرف رجوع کیا آپ ان کے سامنے اسی معاملہ کی حدیث لے کر آ گئے جس کو دوسرے نہ جانتے تھے۔ پھر ایسا کیوں نہ ہوتا آپ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعثت سے وصال تک رہے اور آپ خدا کے تمام بندوں میں سے ذکی ترین تھے اور عقلمند ترین بھی۔

ابو القاسم البغوی میموں ابن مہران سے نقل کرتے ہیں (مختصراً) آپ کسی معاملہ میں بھی پہلے قرآن مجید سے پھر حدیث سے فیصلہ کرتے اور اگر کسی معاملہ میں تردد ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فیصلہ کے بارے میں دریافت کرتے اگر کوئی فیصلہ نہ ملتا تو لوگوں سے مشورہ سے معاملہ طے کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے استفادہ کرتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء اردو ص ٦١)

جبیر ابن مطعم قریش اور علم الانساب کے بہت بڑے علامہ تھے کہتے تھے کہ میں نے یہ علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا۔ (تاریخ الخلفاء اردو ص ٦١)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا کہ اپنے خوابوں کی تعبیر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لیا کرو۔ (الدیلمی مسند الفردوس میں اور ابن عساکر نے سمرہ سے نقل کیا)

ابن کثیر کہتے ہیں ابوبکر تمام لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح اور اعلیٰ درجہ کے واعظ تھے۔

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بظاہر شرائط کچھ ناگوار معلوم ہوتی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم اپنے مذہب کے معاملے میں بے عزتی کیوں برداشت کریں؟ آپ نے موزوں جواب دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی اظہارِ احساس کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بعینہ وہی جواب دیا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ (بخاری)

ایک عیسائی مستشرق تاریخ دان الامنس نے لکھا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں میں سب سے زیادہ عقلمند، سب سے زیادہ مدبر اور سب سے زیادہ وسیع النظر تھے۔ (خلفائے محمد از ابونصر مصری سیرۃ صدیق رضی اللہ عنہ ص ١٤٤)

ایک موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: " رحم اللہ ابابکر ھو کان اعلم منی بالرجال " اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ مجھ سے زیادہ مردم شناس واقع ہوئے ہیں۔ (فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۶۳)

رسول اللہ نے سب سینۂ صدیق کو سونپا
جو ان کے سینۂ اقدس میں تھا نور مبین کوئی

(تاج)

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ نے ہی الصدیق کو خلیفہ بنایا کیوں کہ وہ سب سے زیادہ عالم سب سے زیادہ متقی، اور اللہ سے بہت ڈرنے والے تھے۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی)

علامہ محمد بن سیرین فرماتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علم وفضل حضرت امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حصہ تھا، فصاحت لسانی میں تمام عرب سرزمین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال پیدا نہ کرسکی۔ (برہان الاسلام ص ۱۵۳)

صحابہ کرام میں جب بھی کسی معاملے میں اختلاف پیدا ہوتا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب رجوع کرتے۔ آپ کے فیصلے میں کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہ تھی۔

(برہان الاسلام ص ۱۱۲)

مراتب صحابہ

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی تعظیم کرنا اور محبت رکھنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں صرف ترغیب ہی نہیں دی بلکہ حکم فرمایا کہ آپ کے صحابہ کرام سے محبت کی جاوے اور اس محبت کو اپنی محبت ہی قرار دیا اور صحابہ کرام سے بغض وعناد کو اپنے ساتھ بغض وعداوت قرار دیا اور ان کو ایذا پہنچانے کو اپنے ساتھ ایذا رسانی قرار دیا آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

بعض علمائے کرام نے والنجم (قسم ہے ستارے کی) سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام مراد لیے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو صحابہ کرام کے گھوڑوں کے سموں سے نکلنے والی چنگاریوں کی قسم اٹھائی ہے یہ صحابہ کرام ہی تو ہیں جن کی وساطت سے قرآن وسنت اسلام وایمان ہم تک پہنچا ہے اگرچہ صحابہ کرام معصوم نہیں۔ ان سے غلطی کا امکان ہے لیکن ان کے خلوص پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔ ان تمام صحابہ کرام کا مرتبہ بہت بلند ہے لیکن ان میں بھی مراتب کا فرق ہے۔ جیسا کہ فتح مکہ کے بعد کے صحابہ سے فتح مکہ سے پہلے والے صحابہ کا مرتبہ بلند ہے خصوصاً جنہوں نے مال وجان کی قربانیاں پیش کیں اور ''السابقون الاولون من المہاجرین والانصار'' کا اعزاز پایا پھر ان میں سے بھی بیعت رضوان والوں کا مرتبہ زیادہ ہے ان میں سے جنگ احد میں شامل ہونے والوں کا ان سب میں سے بلند مرتبہ والے بدری صحابہ ہیں۔ ان بدریوں میں سے عشرہ مبشرہ ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے بلند ترین مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہ اتنا بڑا مرتبہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد ان سے زیادہ افضل کوئی نہیں۔ تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے جیسا کہ عقائد کی تمام کتب میں تصریح ہے۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (النساء ٦٩)

(ترجمہ اعلیٰحضرت) ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔''

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مختصر اً مراتب جلیلہ کا اظہار فرمایا ہے اور بالترتیب عملاً بھی ایسا واقعہ ہوا کہ حضور رسولِ کریم صلی اللہ وسلم کے بعد خلافت رسالت پر حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ متمکن ہوئے اور پھر حسب مراتب ان کے جانشین بالترتیب حضرات عمر وعثمان وعلی رضوان اللہ علیہم شہداء کرام سے ہوئے اور پھر صالحین میں سے حضرات حسن ومعاویہ امیر المومنین کی حیثیت سے امور خلافت کے مختار ہوئے۔

اِهۡدِ نا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ O لا صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ O لا

ترجمہ: ہم کوسیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تونے احسان کیا۔

اعلیٰحضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان سے مراد حضرات ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ عنہم ہیں۔

اہل سنت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی رضی اللہ عنہم پھر باقی عشرہ مبشرہ پھر ان کے بعد باقی جو جنگ بدر میں تھے پھر ان کے بعد جو جنگ احد میں تھے پھر وہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور پھر ان کے ماسوا اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ابومنصور بغدادی نے اس کو ایک امر حق ذکر کیا ہے اور اس پر اجماع ہے۔

(تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۶۴)

اہلسنت و جماعت کی کتب میں سے چند حوالہ جات کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔

(۱) الفقہ الاکبر سراج الامتہ امام ابوحنیفہ۔ ص ۱۱

(۲) وصیت نامہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ۔ ص ۲۴

(۳) قصیدہ بداء لامالی۔ ص ۳۲

(۴) بیان السنتہ المعروف عقیدہ الطحاوی رحمتہ اللہ علیہ ص ۶۷

(۵) الصراط السوی ترجمہ عقائد توریشتی ص ۲۵۲

(۶) العقیدہ الحسنتہ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ۔ ص ۹۵

(۷) شرح العقائد نسفی تہذیب العقائد۔ ص ۱۵۵

(۸) شرح العقائد نسفی ملا تفتازانی۔ ص ۱۴۸

(۹) عقائد اسلام (حقانی) ص ۲۳۳

(۱۰) نوالایقان ترجمہ اردو تکمیل الایمان شاہ عبدالحق ص ۶۸

(۱۱) نعیم العرفان۔ص ۹۳

(۱۲) عقد الفرائد در بیان احسن العقائد اردو ترجمہ یواقیت الجواہر عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ ص ۲۴/۲۳

(۱۳) غایۃ التحقیق اعلیٰحضرت بریلوی مکمل کتاب

(۱۴) کتاب العقائد سید محمد نعیم الدین۔ص ۲۸

(۱۵) عقائد اہل سنت و جماعت علامہ نور بخش توکلی ص ۴۸

(۱۶) ہمارا اسلام حصہ چہارم۔ص ۲۸

(۱۷) مسلک مجدد ص ۱۳

(۱۸) عقائد نامہ مولانا ضیاء الدین خالد البغدادی انگریزی ترجمہ حسین الحلمی ترکی۔ص ۴۱

فضائل وافضلیت صدیقی

واتخذ الله ابراهیم خلیلا (النساء) اور ابراہیم علیہ السلام وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خلیل بنایا۔ زیر آیت مذکور صاحب تفسیر مواہب الرحمٰن تحریر فرماتے ہیں۔

ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر خطبہ میں فرمایا: ایُّها الناس كنت متخذ امن اهل الا رض خليلاً لا تخذت ابابكر ابن ابی قحافه خليلاً ولكن صاحبكم خليل الله۔ (روایت البخاری ومسلم)

یعنی اگر میں اہل زمین سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر بن ابی قحافہ کو خلیل بناتا۔ ولٰکن تمہارے صاحب کا خلیل اللہ تعالیٰ ہے اور یہ روایت کئی طرق سے آئی ہے اور یہ فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخصوص تھی۔ (پارہ پنجم ص ۲۰۳)

یا ایھاالذین آمنو امن یرتد.... واللہ واسع" علیم (المائدہ ۵۴)

آیت مذکور کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی حالت کے بیان میں اس کا نزول ہوالہذا کہا گیا کہ اس قوم سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اوران کالشکر صحابہ وتابعین ہے جنہوں نے مرتدوں پر جہاد کیا۔ صحابہ نے کہا انبیاء علیہ السلام کے بعد کوئی شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہوا کہ لڑائی کرنے میں انبیاء میں سے ایک نبی کے قائمقام ہوئے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدوں پر جہاد کا قصد کیا تو صحابہ نے اس کو مکروہ جانا اور بعض نے کہا کہ وہ اہل قبلہ ہیں ان پر کیوں کر جہاد ہوسکتا ہے اور بعض نے کہا کہ ہم کہاں تک اس بے شمار قوم سے لڑیں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر مشقت اٹھائی تھی۔ غرضیکہ سب نے اختلاف کیا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تنہا ان پر جہاد کرنے کا قصد فرمایا اور تلوار حمائیل کر کے باہر نکلے پس خواہ مخواہ سب لوگ ان کے پیچھے نکلے اور آخر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فتح دی۔ پس ابن مسعود نے فرمایا کہ ہم نے ابتداء میں اس جہاد کو مکروہ جانا پھر انتہا میں ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا یعنی "اگر وہ نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا" (مواہب الرحمٰن پارہ ۶ ص ۱۳۵)

ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذیقول لصاحبہٖ لا تحذن ان اللہ معنا۔

(غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی (ابوبکر صدیق) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مصاحب (ابوبکر) سے فرمایا خوف نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی معیت خصوصی رسول اللہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے)

فان اللہ ھوُ مولہٗ وجبریل و صالح المومنین و الملائکۃ بعد ذالک ظھیر اس آیت کی تفسیر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صالح المومنین ابوبکر وعمر (یہ نیک مسلمان صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہم ہیں۔ (رواہ الطبر انی الکبیر وابن مردویہ والخطیب عن ابن المسعود۔ ص ۴۹۔۲۴۱ الامن والعلیٰ اعلیحضر ت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم صحابہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب سے بہتر و افضل سمجھتے تھے۔ (بخاری باب فضل ابوبکر)

ابوالعلی اور طبرانی نے معجم اوسط میں ابن عساکر اور حسن بن عرفہ نے اپنے جُز مشہور میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج جس جس آسمان سے گزرا میں نے دیکھا۔

فیھا مکتوب "محمد رسول اللہ و ابو بکر الصدیق خلفی

یعنی اپنا نام لکھا ہوا محمد رسول اللہ اور اس کے بعد ابوبکر صدیق۔

(تفسیر آیات قرآنی ص ۴۸۶)

دارقطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابودرداء سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب مجھے معراج ہوئی۔

قال رایت لیلۃ اسریٰ فی العرش فرندۃ خضراء فیھا مکتوب بنور البیض

لا اِلہَ الا اللہ محمد رسول اللہ

ابو بکر ن الصدیق عمر الفاروق

میں نے عرش میں ایک سبز جواہر دیکھا جس میں سفید نور سے لکھا تھا۔ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ بوبکر ن الصدیق عمر فاروق یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اس کے رسول ہیں اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق۔ (تفسیر آیات قرآنی ص۔۴۸۷)

جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا تو اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق و مغرب تک تھا لکھا "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔ انہیں کے واسطہ سے لونگا انہی کے وسیلہ سے دونگا ان کی امت سب امتوں سے افضل اور ان کی امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ وافضلھا ابو بکر ن الصدیق

(الرافعی عن سلمٰن ص ۱۳۶ الامن والعلیٰ تالیف اعلیحضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ)

سید الناس یوم القیامۃ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ الکرامۃُ والمفاتیح یو میئذ بیدی، 'عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

کلید ہائے بہشت وابواب رحمت یعنی بہشت وابواب رحمت کی کنجیاں۔

(اشعۃ اللمعات)

ابن عبدربہ کتاب بہجۃ المجالس میں حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل فرماتے ہیں۔ (مختصراً) بروز قیامت مالک داروغہ دوزخ پکارے گا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کردوں اور رضوان داروغہ جنت پکارے گا کہ اے گروہِ مسلمین اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر کے سپرد کردوں۔ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔ گواہ ہو جاؤ۔

ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح جھنم الی محمد امرنی ان ادفع الی ابی بکر، ھاء اشھدوا

ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح الجنۃ الیٰ محمد امرنی ان ادفع الی ابی بکر، ھاء اشھدوا

(علامہ ابراہیم بن عبداللہ المدنی الشافعی فی باب السابع من کتاب التحقیق فی فضائل الصدیق من کتاب الاکتفاء فی فصل الاربعۃ الخلفاء بحوالہ الامن والعلیٰ ص ٦٢)

حافظ ابوسعید عبدالملک بن عثمان کتاب شرف النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بروز قیامت جب سب اگلے پچھلے جمع ہوں گے تو عرش کے پاس دو منبر نور کے بچھائے جائیں گے جن پر دو شخص چڑھ کر پکاریں گے۔ ایک کہے گا میں رضوان داروغہ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردوں۔

وان محمد امرنی ات اسلمها الی ابی بکر وعمر لیدخلا محیبھا الجنة

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو بکر وعمر کو دے دوں تا کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کر دیں۔

اور اس طرح داروغہ جہنم مالک پکارے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے کا حکم دیا ہے۔

ومحمد امرنی اسلمها الی ابی بکر وعمر لیدخلا بغضیهما النار الا فاشهدوا.

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہم کو دے دوں تا کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں۔ گواہ ہو جاؤ۔ (الامن والعلیٰ ص ۶۳)

ابو بکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کی ''بروز قیامت خلفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے شاہو جنت میں داخل کرو''۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض شرح الشفاء میں نقل کیا۔

(الامن والعلیٰ ص ۶۴)

بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی محمد شرح مسلم میں فرماتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین وابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاصحاب والاولیاء یعنی حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام اولیاء واصحاب سے افضل ہیں یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے سے انکار قرآن وسنّت واجماع امت کے ساتھ مکابرہ ہے۔ (جزاء اللہ عددہ بابایہ ختم النبوۃ اعلیٰ حضرت ص ۱۱۵-۱۱۶)

جب اپنا تمام مال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا تو دریافت کرنے پر عرض کیا ''**ابقیت لهم الله ورسول** ''یعنی میں نے گھر والوں کے لیے اللہ ورسول کو باقی رکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر کہا

''میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کبھی سبقت نہ لے جاسکوں گا''۔

(دارمی، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ بحوالہ الامن والعلیٰ، ص ۱۱۱)

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

''ماولد فی الاسلام مولود ازکیٰ ولا اطھر ولا افضل من ابی بکر ثم عمر''

''یعنی اسلام میں کوئی شخص ایسا پیدا نہ ہوا جو ابو بکر پھر عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ستھرا، پاکیزہ اور زیادہ فضیلت والا ہو''۔ (ابن عساکر، بحوالہ جزاء اللہ، ص ۶۳)

سیدنا علی فرماتے ہیں **وھل انا الاحسنة من حسنات ابی بکر** یعنی میں کون ہوں مگر ابو بکر کی نیکیوں سے ایک نیکی۔ (فضائل الصدیق، ابوطالب عشاری بحوالہ جزاء اللہ ص ۶۳)

ابن عساکر سالم بن ابی الجعد سے راوی کہ حضرت ابو بکر کے متعلق محمد بن حنفیہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: **''کان افضلھم اسلاما حین اسلم حتی لحق بربه''**

وہ جب سے مسلمان ہوئے اور جب تک اپنے رب کے پاس گئے ان کا ایمان (یعنی ابو بکر صدیق کا) افضل رہا۔ (جزاء اللہ ص ۶۵)

محمد عبداللہ محض بن امام حسن مثنیٰ نے فرمایا **یسئلونی عن ابی بکر وعمر لھما افضل عندی من علی.** مجھ سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کرتے ہیں میرے نزدیک ہر دو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(دار قطنی بحوالہ جزاء اللہ ص ۶۶)

حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد مکرم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ، عرض کیا پھر کون فرمایا عمر رضی اللہ عنہ --- میں نے عرض کیا ان کے بعد پھر آپ ہیں؟ تو فرمایا میں تو نہیں مگر ایک فرد مسلمانوں میں سے۔

(بخاری جلد دوم مترجم ابونعیم فی حلیۃ وغیرہ ص ۳۸۵)

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ترجمہ: ''اے لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے متنبہ کر چکا ہوتا تو اب سزا دیتا آج کے بعد جس نے ایسا کہا وہ مفتری ہے اور اسے مفتری کی حد آئے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ۔

(عشاری کتاب فضائل الصدیق، اصبہانی کتاب الحجۃ، ابن عساکر، تاریخ دمشق وغیرہ بحوالہ جزاء اللہ ۵۹)

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جو مجھے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم پر فضیلت دے گا اسے مفتری کی حد اسّی کوڑے لگاؤں گا۔

(استیعاب ودار قطنی وغیرہ بہ تغیر الفاظ ابن عساکر، امام احمد، حاکم مستدرک وغیرہ)

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون جائیں گے تو آپ نے فرمایا---وہ دونوں (ابوبکر وعمر) جنت کے پھل کھائیں گے اس کے پانی سے سیراب ہوں گے اور مسندوں پر آرام کریں گے اور میں ابھی حساب میں کھڑا ہوں گا۔

(کتاب الحجۃ اصبہانی وابوطالب عشاری بحوالہ جزاء اللہ ص ۶۱)

جب لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو آپ فرماتے ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑی سبقت والے کا ذکر کر رہے ہیں کمال پیشی لے جانے والے کا تذکرہ کرتے ہیں قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب ہم نے کسی خیر میں پیشی چاہی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے سبقت لے گئے۔ (طبرانی معجم اوسط)

جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتنہ ارتداد کے خلاف اعلان جہاد فرمایا جب کہ دیگر صحابہ کرام اس حق میں نہ تھے تو کامیابی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

'' واللہ ما اریٰ ابابکر الا ان شرح اللہ صدرہ للقتال''، یعنی واللہ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ

اللہ تعالیٰ نے مرتدین سے قتال کرنے کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا--- (کنزالاعمال ۶/۳۱۳)

"واللہ لیوم ولیلۃ ابی بکر خیر من عمرو آل عمر ثم ذکر لیلۃ الغار الی قال واما الیوم تذکر قتالہ لمن ارتد" (کنزالعمال جلد ۶، ص ۳۱۳)

اللہ کی قسم! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک رات اور ایک دن عمر و آل عمر کی پوری زندگی سے بہتر ہے۔ فرماتے ہیں وہ رات غارِ حرا کی رات اور وہ دن مرتدین سے جنگ کے فیصلے کا دن ہے۔

ابورجاء العطاروی مدینہ شریف گئے تو دیکھا کہ ایک بڑے مجمع میں ایک صاحب دوسرے کا سر چوم رہے ہیں اور چومنے والا کہہ رہا ہے۔ انا فداؤک ولولا انت لنھلک میں آپ پر فدا اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہوجاتے (بسلسلہ جنگ مانعین زکوٰۃ جو ذلیل وخوار ہوئے) یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر چومنے والے تھے۔ (ان کی ہمت، جرأت، پامردی، مستقل مزاجی اور عزم بالجزم اور ثابت قدمی کی داد دے رہے تھے۔
(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ جلد ۱ ص ۹۹)

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ مرقاۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ھو افقہ بعد الاربعہ یعنی خلفأ اربعہ کے بعد فقہ میں ان کا مرتبہ ہے جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تعلیم دینے کے لیے کوفہ بھیجا تو ان کو لکھا کہ میں ان کو اپنے سے علیحدہ نہ کرنا چاہتا تھا لیکن تم کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا قول ہے۔ لقد قمنا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً لانا نھلک فیہ لو لا ان اللہ من علینا بابی بکر--

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایسے مقام پر کھڑے ہو گئے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا خلیفہ عطا فرما کر احسان نہ کرتا تو

ہم ہلاک ہو جاتے۔ (فتوح البلدان بلاذری خبرۃ العرب ص ۱۰۴)

مذکورہ بالا کا تعلق اس موقعہ سے ہے کہ جب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا کچھ نومسلم مرتد ہونے لگے۔ مسیلمہ وغیرہ نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے اپنے ساتھ کچھ لوگ لگا لیے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا مسئلہ پیش آیا۔ حتیٰ کہ مخالف حکومتوں کے دلوں میں ولولہ پیدا ہوا کہ مسلمانوں سے اب بدلہ لیا جائے اور ان کو تاراج کر دیا جائے۔ ایسے غیر موافق حالات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات عالی ہی تھی جس نے اسلام کی حفاظت کے لیے وہ کچھ کیا کہ جو صرف نبیوں کی شان کے لائق تھا اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی جرأت و ہمت اور استقلال سے تمام حوادث پر قابو پالیا بلکہ اپنی قریباً ڈھائی سالہ خلافت میں مملکت اسلامی کو مزید وسیع کر دیا اور نتیجۃً مسلم و غیر مسلم سب کو ان کی عظیم ترین خدمات کا اعتراف کرنا پڑا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ ہی ان کی خدمات کا بہترین صلہ عطا فرمائے گا کیوں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں اور سلوک کا بدلہ نہیں دے سکا تو اور کون دے سکتا تھا۔

علامہ امام ابوبکر ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ (امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد اور قاضی عیاض صاحب الشفاء شریف کے استاد) اپنا چشم دید واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ ہے مدینۃ السلام (بغداد شریف) بنو العباس کا دار الخلافہ۔ ان کے اور بنو امیہ کے خلاف جو کچھ ہے لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ اس کی مسجدوں کے دروازوں پر لکھا ہوا ہے۔ خیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی ثم معاویه خال المومنین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین شخص ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی اور پھر معاویہ اہل ایمان کے ماموں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(العواصم من القواصم ص ۲۱۳ عربی مطبوعہ مصر)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی صحابہ میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب پر ترجیح دیا کرتے تھے پھر اس کے بعد حضرت عمر پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیگر صحابہ پر ترجیح دیتے تھے۔

(بخاری شریف مترجم ص ۳۷۹، ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر میرے بھائی اور مصاحب ہیں۔ اخی و صاحبی۔ (بخاری شریف مترجم ص۔۳۸۰)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نرمی اس درجہ پر تھی کہ مسلمانوں کے بچے جب انہیں دیکھتے تو باپ باپ کہتے ان کے پاس جاتے وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے قدم مبارک رکھتے تھے۔ فرمایا کافی ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ کے قدموں کی جگہ بیٹھوں اور خطبہ دیا۔

صدیق مسلمانوں کے والی ہوئے ان کی نرمی و رحمت و کرم کی حالت تم سب پر روشن ہے فکنت خادمہ دعونہ، جب کہ میں ان کا خادم اور سپاہی تھا اپنی شدت ان کی نرمی کے ساتھ ملاتا ان کے سامنے تیغ عریاں تھا وہ چاہتے تو نیام میں کرتے خواہ رواں فرماتے اسی حال میں رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہو گئے۔ (الامن والعلیٰ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ۔ ص ۹۴۔۹۵)

ابومریم بیان کرتے ہیں کہ میں کوفہ میں تھا حضرت حسن بن علی کرم اللہ وجہہ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا:

فرمایا کہ رات میں نے خواب عجیب دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش عظیم پر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ایک پایہ عرش کے پاس کھڑے ہوئے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آنحضور کے دوش مبارک پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ کے دوش پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت عثمان ذوالنورین تشریف لائے اس صورت میں کہ ان کے ہاتھ میں ان کا سر مبارک تھا

اورعرض کی یاالٰہی اپنے بندوں سے پوچھو کہ مجھے کس قصور میں قتل کیا۔اس کہنے پر آسمان سے دو پرنالے زمین پر خون کے بہنے لگے۔لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ حضرت حسن یہ کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا جو دیکھا وہی کہتے ہیں۔(امام احمد)

اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تقرب الی اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقام عالی کا بخوبی اظہار ہورہا ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام سب کے اسلام سے افضل اوران کا ایمان تمام امت کے ایمان سے ازید واکمل ہے۔'' (تنزیہہ المکانتہ المکانتہ الحید ریہ از اعلیٰ حضرت ص ۲۸)

عمر ابونصر مصری خلفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں زیر عنوان اسلام کا پہلا خلیفہ لکھتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل اور نیک خو تھے۔محبت وشفقت گویا آپ کی فطرت تھی اور ایمان ویقین کا مجسمہ تھے۔عزم وہمت اور قول وعمل میں پختگی آپ کی ہر حرکت سے ہویدا تھی۔اولوالعزمی اور مستقل مزاجی، راست بازی اور نیک خصالی میں کوئی آپ کی نظیر نہ تھا۔ہم نے اس فصل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض اخلاق وعادات کو بے حد مختصر طور پر بیان کیا ہے۔مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کے فضائل ریت کے ذروں کی طرح بے حساب وشمار ہیں۔اگلی فصلوں میں بھی ہم آپ کے فضائل پر بحث کریں گے۔لیکن حق یہی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گرد کو بھی کوئی نہیں پا سکتا۔

(حصہ سیرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ص ۳۰ تا ۳۲)

ایک غیر مسلم انگریز مصنف سر ولیم میور اپنی کتاب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق یوں تحریر کرتا ہے (ترجمہ) آپ کا عہد مختصر تھا۔مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی ایسا نہیں ہوا جس کا اسلام کو ان سے زیادہ ممنون اور مرہون احسان ہونا چاہیئے۔ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نفسانی عظمت وشوکت کا کبھی خیال نہیں آیا۔انہیں شاہانہ اقتدار حاصل تھا۔اور وہ بالکل

خودمختار تھے۔ مگر وہ اس طاقت واقتدار کو صرف اسلام کی بہتری اور کافہ انام کے فائدہ پہنچانے کی خاطر عمل میں لائے۔ ان کی ہوش مندی اس امر کی مقتضی نہ تھی کہ خود فریب کھالیں اور وہ خود ایسے متدین تھے کہ کسی کو دھوکہ نہ دے سکتے تھے۔ (بحوالہ تفسیر آیات قرآنی ص ۳۰۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ اتنا بلند ہے اہلِ علیین میں جیسا کہ تم لوگ روشن ستارہ کو آسمانوں کی بلندی پر دیکھتے ہو۔

(شرح السنۃ، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ تمتہ رابعہ مناقب ابوبکر وعمر ص ۱۶۷، احسن الھدایات)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابوبکر وعمر سید اکھول اھل الجنة من الاولین والاخرین الا النبین والمرسلین"

یعنی حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم اگلے پچھلے اہل جنت میں ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں ماسوائے انبیاء ومرسلین کے۔ (ترمذی، ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ تمتہ رابعہ ص ۱۶۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد نبوی میں تشریف لائے تو کوئی صحابی آپ کی طرف سر نہ اُٹھاتا ماسوائے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر متبسم ہوتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر مسکراتے۔

(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم ص ۱۶۹)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عادت وخصوصیت محبوبوں کی ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر متبسم وشاد ہوتے ہیں۔ (اشعۃ للمعات)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حجرہ مبارک سے بایں صورت نکل کر مسجد میں داخل ہوئے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم آپ کے دائیں بائیں اور آپ نے ان کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ پس آپ نے فرمایا: "ھکذا یبعث یوم

القیمة'' کہ اسی صورت میں ہم بروز قیامت اٹھائے جائیں گے۔
(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم)

حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر فرمایا: ''ھذان السمع والبصر'' یہ دونوں بمنزلہ شنوائی وبینائی ہیں۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام سے فرمایا: ''یطلع علیکم رجل من اھل الجنة فاطلع ابوبکر'' کہ اہل جنت میں سے ایک شخص آوے گا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ظاہر ہوئے پھر اس طرح فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک ستاروں بھری رات میں جب کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس میری گود میں تھا میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا کسی کی ستاروں کی گنتی کے مطابق نیکیاں ہوں گی؟ فرمایا ہاں عمر رضی اللہ عنہ کی۔ میں نے پھر عرض کیا کہ ابوبکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے تو آپ نے فرمایا۔ انما جمیع حسنات عمر کحسنة واحدة من حسنات ابی بکر کہ عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے مانند ہیں۔ (رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھ کر آپ نے فرمایا تمہارے یہ دوست لڑ کر آرہے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا کہ میرے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا میں نے بے ساختہ انہیں کچھ کہہ دیا اور ان سے معافی چاہی تو اُنہوں نے انکار کر دیا لہٰذا آپ کے پاس التجا لایا ہوں۔ دریں اثناء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا تو پیچھے پیچھے آئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمر کو دیکھا تو چہرہ متغیر ہونے لگا ابوبکر رضی اللہ عنہ

ڈر گئے اور دوزانو ہو کر عرض کیا یارسول اللہ غلطی میری ہی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تو تم لوگوں نے کہا جھوٹا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا سچا ہے۔ انہوں نے اپنی جان و مال سے میری خدمت کی۔ فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدق واسانی بنفسه وماله فهل انتم تارکونی صاحبی مرتین فما اُوذی بعدها.

پس کیا تم میری خاطر میرے دوست سے درگزر نہ کرو گے۔ یہ دو مرتبہ فرمایا اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔ (بخاری مترجم ص ۳۸۱ جلد دوم)

حضرت عمرو بن العاص کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات سلاسل کے غزوہ میں امیر لشکر مقرر فرمایا۔ واپسی پر اُنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا سے، عرض کی مردوں میں سے، فرمایا عائشہ کے باپ (ابوبکر صدیق) سے پوچھا، اور ان کے بعد فرمایا عمر رضی اللہ عنہ سے۔

(بخاری مترجم ص ۳۸۱ جلد دوم، مسلم مترجم جلد دوم ص ۱۴۹۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ازراہ تکبر کپڑا لٹکائے۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت نظر رحمت سے اس کی طرف نہ دیکھے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا کپڑا از خود لٹک جاتا ہے تو آپ نے فرمایا تم ازراہ تکبر ایسا نہیں کرتے۔ (یعنی اس سے مستثنٰی ہو)۔ (بخاری جلد دوم مترجم ص ۳۸۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مختصراً) بروز قیامت مختلف لوگ جنت کے مختلف دروازوں، نمازیوں، مجاہدوں، صدقہ کرنے والوں وغیرہم کے دروازوں سے بلائے جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ کوئی ایسا بھی ہو گا جو سب دروازوں سے بلایا جائے گا تو آپ نے فرمایا: "نعم وارجو ان تکون منهم یاابوبکر" یعنی ہاں اے ابوبکر مجھے امید ہے کہ تم ان ہی میں سے ہو۔

(بخاری مترجم جلد دوم ص ۳۸۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے (مختصراً) دوران سفر میرا ہار گم ہو گیا تلاش کی وجہ سے دیر ہو گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے زانو پر سر رکھ کر سو گئے لوگوں کو پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تا کہ وضو کر سکیں یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آیات تیمّم نازل فرمائیں تو لوگوں نے تیمّم کیا تو اس وقت تیمّم کی اجازت سے بڑی مسرت ہوئی اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: "ما ھی باول بر کتکم یا ال ابی بکر" اے آل ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں (یعنی تمہاری وجہ سے کئی برکتیں پہلے ظاہر ہو چکی ہیں) پھر جب اونٹ کو اٹھایا تو ہار اس کے نیچے ہی پڑا تھا۔ (بخاری جلد دوم ص ۳۸۶)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مختصراً حضور اکرم چاہ اریس کی منڈیر پر اپنی ٹانگیں لٹکائے بیٹھے تھے میں دروازہ پر دربان کی حیثیت سے بیٹھ گیا۔ دریں اثناء حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اجازت طلب کی میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا تو آپ نے جنت کی بشارت کے ساتھ اجازت دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے جنت کی بشارت دے کر اجازت دی وہ بھی آپ کے ساتھ اس طرح منڈیر پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا جنت کی بشارت دو ایک مصیبت پر جو ان کی پہنچے گی اور اندر آنے کی اجازت دی۔ وہ اندر آئے تو سامنے بیٹھ گئے، سعید بن مسیّب کہتے ہیں میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے لی۔

(بخاری مترجم جلد دوم ص ۳۸۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کی میت پر کھڑا تھا کہ کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا (اے عمر) اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرماوے میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا اس لیے کہ میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سُنا کہ میں ابو بکر و عمر فلاں جگہ گئے۔ فلاں کام کیا وغیرہ بے شک مجھے اُمید واثق تھی کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان دونوں سے جدا نہ کرے گا۔ یہ الفاظ حضرت علی کرم اللہ

وجہہ کہہ رہے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(بخاری مترجم جلد دوم ص ۳۸۸-۳۹۱ و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر و عمر)

بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں۔ پھر پوچھا کہ تم میں سے کس نے مسکین کو آج کھانا کھلایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے۔ پھر پوچھا آج تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں یہ باتیں جمع ہیں وہ ضرور جنّت میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف مترجم دوم ص ۱۴۹۹)

بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (مختصراً) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماسوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم نے ہر ایک کی نیکی اور سلوک کا بدلہ دے دیا پس تحقیق ابوبکر کے لیے نزدیک ہمارے نعمت دین کی ہے کہ بدلہ دے گا اس کو اللہ تعالیٰ عوض اس نعمت کے دن قیامت کے اور نہیں نفع دیا۔ مجھ کو کسی کے مال نے مانند مال ابوبکر رضی اللہ عنہ اگر میں کسی کو جانی دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ آگاہ رہو کہ میرا خلیل اللہ تعالیٰ ہے۔

(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ ص ۱۴۲)

صاحب اشعۃ اللمعات عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تمام مال خدمت اقدس میں پیش کر دیا اور خود کملی بطور خرقہ پہن کر تکموں کی بجائے کانٹے لگائے۔

حضرت عمر نے فرمایا ابوبکر سیدنا وخیر ناواحبنا الی رسول الله کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار حسب ونسب میں افضل یعنی عمل اور بھلائیوں میں اور بہت پیارے ہماری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ ص ۱۴۲)

بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض"

اے ابوبکر تو میرا دوست وساتھی ہے غار میں اور دوست اور ساتھی ہے میرا حوض پر۔

(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ ص ۱۴۲)

صاحب اشعۃ اللمعات ومرقاۃ نے فرمایا جو حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے قرآن وحدیث کے انکار سے کافر ہوا۔

بروایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ینبغی لقومٍ فیھم ابو بکر ان یؤ مھم غیرہ '۔قوم کو لائق نہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کوئی اور امامت کرے۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ ص ۱۴۴)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ۔انت عتیق اللہ من النار ۔تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوزخ سے آزاد کیا گیا ہے۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ احسن الھدایات ص ۱۴۵)

بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابو بکر ثم عمر ثم اھل البقیع

اول میرے لیے ہی زمین سے قبر پھٹے گی پھر ابوبکر وعمر واہل بقیع کے لیے۔

(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ احسن الھدایات ص ۱۴۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انا انک یا ابو بکر اول من ید خل الجنۃ من امتی۔''

اے ابوبکر تم جنت میں میری امت میں سب سے پہلے داخل ہونے والوں سے ہو۔

(ابوداؤد، بحوالہ تتمہ مشکوٰۃ احسن الھدایات تتمہ ص ۱۴۶)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب طریقۃ الخلفاء میں تین سو ایسی احادیث نقل کی ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ (فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۲۲۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے باری تعالیٰ! تو محشر کے روز میری طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی جگہ دے۔ (فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۲۲۹)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ دریں اثناء حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم تشریف لائے تو حضوا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ ان دونوں سے بہتر رہنما پیدا نہ ہوں گے یقیناً یہ دونوں میرے بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ (فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۲۲۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ پر منبر پر نہ کھڑے ہوئے بلکہ ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے احتراماً اس سیڑھی پر کھڑا ہونا درست نہ سمجھا جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے تھے بلکہ ان سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا کرتے تھے۔

زمانہ خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری خطبہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی لیا کرتے ان کے کو ختبہ بن محصن نے ٹوکا کہ تم خلیفہ رسول اللہ کا خیال نہیں کرتے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے دربار خلافت میں شکایت کر دی۔ ختبہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ بیان کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور ابوموسیٰ کو ملامت لکھ بھیجی، اس طرح خطبہ میں عمر فاروق سے پہلے صدیق اکبر کا نام پڑھنا ضروری قرار دیا گیا۔

(احیاء العلوم غزالی جلد دوم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا احترام اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کے آزاد شدہ غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لیے بھی سیّدنا کا لفظ استعمال فرماتے ہیں۔ ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا بلال، ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں انہوں نے ہمارے سردار بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی علیہ السلام سے مہاجرین وانصار کے سامنے کہ قسم کھاتا

ہوں میں تمہاری عمر کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا۔

"فنزل جبرائیل علیہ السلام وقال صدق ابوبکر"

تو جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا سچ کہتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

(تحفہ اثناء عشریہ ص ۴۵۵)

اہل سیر و تواریخ نے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھا ہے :

"لم نسجد لصنم قط"

یعنی ہم نے ہرگز کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ (تحفہ اثناء عشریہ ص ۴۵۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

"وایکم مثل ابی بکر"

تم میں کون ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مثل ہے۔ افضلیت اور خیر میں یعنی نیکی میں۔

(تحفہ اثناء عشریہ ص ۴۶۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم الرجل ابوبکر یعنی ابوبکر نیک آدمی ہیں۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)

بروایت ابن عساکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے استفسار پر فرمایا اور وہ تمام تجھ میں ہیں اس لیے اے ابوبکر میں تمہیں مسرور کرتا ہوں۔ (تاریخ الخلفاء اسلام سیوطی اردو ص ۸۸)

بروایت ابن عساکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام کا مجمع ہوتا تھا لیکن آپ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ خالی رہتی تھی کوئی اور شخص وہاں نہ بیٹھتا تھا۔ حتیٰ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آتے اور اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے۔

(تاریخ الخلفاء اسلام سیوطی اردو ص ۸۸)

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود فتنوں کا سدّ باب کرنے کے لیے سوار ہو کر

نکلے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مہار پکڑ کر روک لیا اور کہا اے خلیفۃ رسول اللہ آپ کہاں جاتے ہیں؟ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن آپ سے کہا تھا کہ اپنی تلوار میان میں کر لیجئے اور اپنی ذات کے لیے ہمیں پریشانی میں مت ڈالیے اور مدینہ واپس لوٹ چلیے کیوں کہ آپ کو کوئی ضرر پہنچا تو واللہ اسلام میں کبھی نظام باقی نہ رہے گا۔(۱)

(تاریخ الخلفاء اسلام سیوطی اردو ص ۱۱۷)

ابن عساکر نے ربیع بن انس سے نقل کیا کہ ''ہم نے تمام انبیاء کے صحابیوں پر نظر کی کوئی ایسا نبی نہیں جس کا ساتھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا ہو۔

(تاریخ الخلفاء اسلام سیوطی اردو ص ۹۱)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا سانحہ عظیم اور صدیقی کردار

حضور رسول کریم روف رحیم ایک دن جنت البقیع سے تشریف لائے تو سر میں شدید درد تھا گھر میں دیکھا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی درد سر سے کراہ رہی ہیں آپ باری باری اپنی ازواج مطہرات کے ہاں جاتے رہے حتیٰ کہ آپ کی دلی خواہش کے احترام میں تمام بیویوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں ٹھہرنے کی اجازت دے دی لہذا آپ وہاں تشریف لے گئے جب تک ممکن تھا آپ خود حسب معمول نماز پڑھتے رہے لیکن جب تکلیف حد سے زیادہ بڑھ گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ قوم کی امامت کریں انہوں نے آپ کی موجودگی میں سترہ نمازیں پڑھائیں دریں اثناء تین نمازیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ کر ادا فرمائیں ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ کا پردہ اُٹھایا صحابہ کرام نے سمجھا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے

---

(۱) سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کی زبانی افضلیت صدیق کے بارے میں اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ کا رسالہ غایۃ التحقیق ملاحظہ فرمائیں جو بے شمار روایات سے مزین ہے۔(مرتب)

ہٹنا چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز پڑھانے کا اشارہ فرمایا اور انہوں نے ہی نماز پڑھائی۔ بظاہر آپ کی حالت بہتر دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی اجازت سے سُنخ نواح مدینہ ہو گئے۔ اس دوران حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی آئے جن کے ہاتھ میں مسواک دیکھ کر آپ نے اشارۃً طلب کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسواک چبا کر نرم کر کے پیش کی۔ آپ نے مسواک فرمائی اور اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں انہی کے حجرہ میں وصال فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا حادثہ جانکاہ صحابہ کرام کے لیے انتہائی صدمہ کا باعث تھا۔ مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا کوئی آنکھ نہ تھی جو پُرنم نہ ہو۔ حزن وملال کا یہ عالم کہ شدت غم سے لوگوں پر بے ہوشی سی طاری ہو رہی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت وفورِ غم میں جذبات سے مغلوب ہو کر ہاتھ میں تلوار لیے اعلان کر رہی تھی کہ جو کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں میں اسے قتل کر دوں گا اور ایسا ہونا ایک فطری عمل تھا کہ آج مسلمانوں کے روحانی باپ، فقیروں، ضعیفوں، بیواؤں، یتیموں، مصیبت زدوں کے ملجاء وماویٰ اور مونس وغم خوار، جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر نور معرفت سے ہمکنار کرنے والے سراج منیر، گمراہوں کے ہادی، مظلوموں کے حامی وناصر ودادرس، بے جان وبے بس بتوں سے رشتہ توڑ کر حقیقی خالق ومالک سے تعلق پیدا کرنے والے خاتم النبیین، محکوموں کو حاکم بنانے والے امام الرسل، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نظروں سے اوجھل ہو رہے تھے تو ایسے وقت میں پاکیزہ سیرت قدسیوں کی اس غمزدہ جماعت کو ڈھارس بندھانے کے لیے ان کی حیرت واستعجاب کو رفع کرنے کے لیے ان کی وارفتگی کے عالم کو ہوش وخرد سے روشناس کرانے کے لیے اس رحمت کائنات کا ثانی اس روف ورحیم کا محبوب، اس آقا ومولا کا خادم، اس صدق لانے والے کا صدیق، ہمارا آقا ومولا صبر واستقامت کا پیکر پُرنم آنکھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے چادر اُٹھا کر بوسہ دیتا ہے اور خدمت اقدس میں عرض کرتا ہے۔

''یارسول اللہ'' میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی زندگی میں بھی پاک صاف رہے اور موت کے بعد بھی پاک صاف ہیں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس کی قسم کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز دو موتیں نہ دے گا جو موت اللہ نے آپ کے لیے مقدر کی تھی وہ تو آ ہی گئی''۔

پھر مجمع عام میں ایسی پُر اثر تقریر فرمائی کہ آپ کے استدلال سے صحابہ کرام حسرت ویاس کے عالم میں خاموش ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کفن صلواۃ اور دفن کے بارے میں ضروری ہدایات دیں۔ دریں اثناء سقیفۂ بنی ساعدۃ میں انصاری صحابہ کے اجتماع اور خلافت کے موضوع پر رائے زنی کے بارے میں اطلاع ملتی ہے تو آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہنگامی طور پر وہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ حالات کا جائزہ لیتے ہیں مسئلہ خلافت پر پیدا ہونے والے انتشار کو رفع کرنے کے لیے ایک موثر خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد حاضرین کو مشورہ دیتے ہیں کہ ''تمہارے سامنے عمر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں ان دونوں میں سے جس سے چاہو بیعت کر لو''۔

اس پر ان دونوں نے کہا ہرگز نہیں خلافت کا آپ سے زیادہ اہل اور حق دار کوئی نہیں آپ مہاجرین میں سب سے افضل ہیں غار ثور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی رہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں امامت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں آپ سے زیادہ کس کا حق ہو سکتا ہے؟ اپنا ہاتھ بڑھایئے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ حضرت عمر وابوعبیدہ رضی اللہ عنہم کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ جلدی سے آگے بڑے اور سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی --- اب تو بیعت کے لیے لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ میں جلدی سے آگے بڑھ کر بیعت کروں۔

(خلفاء محمد سیرۃ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از عمر ابونصر مصری ص ۲۸، ۲۹)

زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ

خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اجماع ہے کیوں کہ جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پریشان ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر ان کو دنیا کے پردہ پر کوئی نہ ملا۔ لامحالہ تمام نے آپ سے بیعت کی۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان تباہی اور بربادی کے ہولناک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اگر خدا تعالیٰ کی مدد شامل حال نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے صادق الایمان، آہنی عزم وارادہ کے مالک اور اسلام کے عاشق زار کو کھڑا نہ کرتا تو مسلمان صفحہ ہستی سے نابود ہو جاتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے مقابلہ میں جس جرات، دلیری اور سختی کا مظاہرہ کیا وہ اپنی نظیر آپ ہے اس وقت جب مدینہ کا ہر متنفس یہ کہہ رہا تھا کہ ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ شائد خدا تعالیٰ ان کے دلوں کو پھیر دے اور وہ اسلام قبول کر لیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہر ممکن خطرہ کو مول لیتے ہوئے مرتدین سے مقابلہ کرنے اور فتنہ وفساد کو جڑ سے اکھاڑ دینے کا تہیہ کر لیا۔ آپ نے مرتدین کے لیے اس امر کے سوچنے کی گنجائش ہی نہ رکھی کہ اب اسلام کمزور ہو چکا ہے اور انہوں نے سرزمین عرب میں جس فتنہ کی بنیاد رکھی ہے اسلام میں اس کے روکنے کی طاقت نہیں ہے۔ اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس موقعہ پر بے نظیر جرأت اور بہادری کا مظاہرہ نہ کرتے تو یقیناً سارا عرب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوتا اور جھوٹے مدعیان کی طاقت وقوت میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالیٰ جو دین کا محافظ ہے ایسا ہونا کس طرح گوارا کر سکتا تھا اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چُنا اور آپ کے ذریعہ مرتدین کا بالکلیہ استیصال کرا دیا۔

(خلفاء محمد تالیف عمر ابونصر مصری حصہ سیرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ص ۵۰)

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بعد حکماً خلیفہ مقرر نہ فرمانے کی مصلحت

البزاز اپنی مسند (مجموعہ احادیث) میں حذیفہ سے نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم نے دریافت کیا۔ یارسول اللہ کیا آپ ہم میں کوئی خلیفہ نہ بنائیں گے؟ آپ نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کروں اور تم میرے خلیفہ کی نافرمانی شروع کرو تو تم پر خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ (اسے حاکم نے مستدرک میں بیان کیا)۔

(سیر الخلفاء علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ تاریخ الخلفاء ص ۸)

مُلا عبداللہ مشہدی نے اظہار الحق میں حذیفہ سے یہی حدیث نقل کی۔

(بحوالہ تحفہ اثناء عشریہ اردو، ص ۲۵۶)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارۃً وکنایۃً خلافت صدیقی کے بارے میں اظہار

امام بیہقی اور حافظ ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ عنقریب تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے ابوبکر صدیق تو میرے بعد تھوڑے دن رہیں گے (ابوبکر الصدیق لایلبث خلفی الا قلیلا) اور وہ عرب کی چکی چلانے والا اچھی زندگی پائے گا اور شہید ہو کر مرے گا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ عرب کی چکی چلانے والا کون شخص ہے۔ فرمایا عمر ابن الخطاب ثم التفت الی عثمان بن عفان پھر آپ عثمان بن عفان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم سے لوگ درخواست کریں گے کہ ایک قمیص (خلافت) جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہنائی ہے اتار دو لیکن قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا کہ اگر تم اس کو اتار دو گے تو جنت میں داخل نہ ہو گے۔

(تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص ۹۳)

یہ حدیث مبارکہ تینوں خلفاء کی ترتیب کا اظہار کر رہی ہے۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے نہیں گئے یہاں تک کہ مجھے یہ خبر دے گئے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد والی ہوں گے ان کے بعد عمر ان کے بعد عثمان اور ان کے بعد مگر میری

خلافت پر سب کا اتفاق نہ ہوگا۔ (ریاض النضرہ۔غنیۃ الطالبین تفسیر آیات قرآنی ص ۴۵۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ پہلے فرمایا کہ بہ تحقیق میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اوران کے بیٹے کو بلاؤں اور عہد نامہ لکھ دوں تا کہ کہنے والے نہ کہیں اور تمنا کرنے والے تمنانہ کریں۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ اللہ انکار کرے گا اور ایمان والے دفع کر دیں گے یا فرمایا اللہ دفع کردے گا اور ایمان والے انکار کردیں گے۔ (بخاری شریف و مسلم شریف تفسیر آیات قرآنی ص ۴۵۳)

اللہ اور ایمان والے سوا ابوبکر کے کسی کو منظور نہ کریں گے۔ (مسلم شریف)

حاکم نے سفینہ سے روایت کی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد (نبوی کی بنیاد) میں پتھر رکھا پھر فرمایا ابوبکر ایک پتھر رکھے میرے پتھر کے پہلو میں۔ پھر فرمایا عمر ایک پتھر ابوبکر کے پتھر کے پہلو میں رکھے۔ پھر فرمایا عثمان ایک پتھر عمر کے پتھر کے پہلو میں رکھیں اور پھر فرمایا ھؤلا الخلفاء بعدی یہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

(مستدرک حاکم عن سفینہ و عائشہ، العواصم من القواصم ص ۴۸، تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص ۱۰، تفسیر آیات قرآنی ص ۴۵۳)

بزازی اور طبرانی نے اپنی کتاب اوسط میں اور بیہقی نے ابوذر سے روایت کی (مختصراً) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کنکریاں ہاتھ میں اٹھائیں تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیں تو ان سے تسبیح کی آواز آئی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دین تو ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح کی آواز آئی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھنے کی آواز آئی پھر زمین پر رکھیں تو خاموش ہوگئیں پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ھذا خلافت النبوۃ۔ یہ نبوت کی خلافت ہے۔

ابن عساکر نے اس قدر اضافہ کیا کہ وہ کنکریاں فرداً فرداً دیگر لوگوں کے ہاتھ میں دی گئیں تو کوئی آواز نہ سنائی دی۔ (بحوالہ آیات قرآنی ص ۴۵۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے کو ایک کنویں پر دیکھا اور اس میں جس قدر ڈول اللہ کو منظور تھے بھرے پھر اس ڈول کو ابوبکر نے لے لیا ایک یا دو ڈول انہوں نے بھرے ان کے بھرنے میں قدرے کمزوری تھی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ پھر عمر آئے اور بھرنے لگے وہ ڈول ان کے ہاتھ میں جا کر چرسہ بن گیا۔ میں نے کسی طاقتور کو نہیں دیکھا کہ ان کے مثل طاقت سے کام کرتا ہو۔ یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے۔

اس حدیث کو بخاری و مسلم واصحاب سنن نے نقل کیا ہے۔

(ازالۃ الخلفاء العواصم من القواصم ص ۴۷، آیات قرآنی ص ۴۸۸)

ابن مردویہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میزان بھی اتارا گیا۔ چنانچہ ایک پلہ میں مجھے رکھا گیا اور دوسرے میں تمام اُمّت رکھی گئی تو میرا پلہ بھاری نکلا۔ پھر میری جگہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اُمّت کے ساتھ تولا گیا تو ابوبکر بھاری تھے۔ پھر ان کی جگہ عمر کو امت سے تولا گیا تو وہ بھی امت سے بھاری نکلے۔ پھر ان کی جگہ عثمان کو امت سے تولا گیا تو عثمان وزنی نکلے پھر ترازو اُٹھا لیا گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (اردو العواصم من القواصم ص ۴۷)

ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ -- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نیک مرد نے خواب دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے دامن سے لٹکائے گئے اور عمر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دامن سے اور عثمان عمر کے دامن سے لٹکائے گئے۔ جابر کہتے ہیں کہ وہ نیک مرد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنھوں نے خواب دیکھا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(اردو العواصم من القواضم ص ۴۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر بیان کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک ابر کے ٹکڑے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے

پھر آسمان سے ایک رسی لٹکی آپ اُسے پکڑ کر اوپر چڑھ گئے پھر دوسرے شخص نے رسی پکڑی وہ بھی زور سے چڑح گئے۔ پھر تیسرے اور چوتھے نے رسی پکڑی تو ٹوٹ گئی۔ پھر جڑ گئی اور وہ بھی چڑھ گئے۔ اس کی تعبیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلافت سے کی۔

(اردو العواصم من القواصم ص ۴۷) (مفصل حدیث بخاری، مسلم اور اصحاب سنن نے بیان کی ہے)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی مصطلق کے کچھ آدمی آئے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سے کوئی حادثہ ہو جائے تو زکوٰۃ کس کو دیں فرمایا ابوبکر کو۔ پوچھا ان کو موت آجائے تو فرمایا عمر کو۔ عرض کیا ان کو بھی موت آجائے تو فرمایا عثمان کو دینا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے پوچھا کہ عثمان کو موت آجائے تو پھر فرمایا یہ دنیا پھر رہنے کے قابل نہ رہے گی پھر تمہیں بھی مر جانا چاہیے۔

(سیر الخلفاء ص ۹۴، (حاکم) تفسیر آیات ص ۱۰۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے۔

ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو کس کے پاس جاؤں آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا۔

(بخاری و مسلم بروایت جبیر بن مطعم)

حضرت ابوبکرہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خواب بیان کیا میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اُترا پس آپ اور ابوبکر وزن کئے گئے تو آپ وزنی تھے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر وزن کئے گئے تو ابوبکر وزنی تھے پھر عمر و عثمان وزن کیے گئے تو عمر وزنی تھے پھر میزان اٹھالیا گیا تو رسول اللہ کو یہ ناگوار گزرا (کہ خلافتِ خاصہ کی اتنی تھوڑی مدت) پھر آپ نے فرمایا: خلافۃ النبوت "ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء"

یہ نبوت کی خلافت ہے پھر جسے خدا چاہے گا ملک عطا فرمائے گا۔

(ابوداؤد، ترمذی بحوالہ المشکوٰۃ مناقب ابوبکر و عمر)

غرضیکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واشگاف الفاظ میں فرمایا:

''انی لاادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر''

یعنی میرے بعد ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقتداء کرنا۔

(ترمذی بحوالہ المشکوٰۃ مناقب ابوبکر وعمر اردو ترجمہ شفاء شریف حصہ دوم ص ۶۹ سیر الخلفاء سیوطی ص ۹۲)

بروایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہ ملک شام میں ایک نصرانی نے ان کو تصویر دکھائی کہ ایک شخص دوسرے کے پاؤں پکڑے ہوئے ہے نصرانی نے بتلایا کہ پہلے ہر نبی کے بعد نبی آتا تھا لیکن ُانہ لم یکن نبی الا بعدہٗ نبی الا ھذا فانہ لانبی بعدہٗ ولھذا الخلیفۃ بعدہ' چونکہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں لہٰذا یہ دوسرا ان کا خلیفہ ہے جو میں نے بغور دیکھا تو وہ ابوبکر تھے۔

(طبرانی معجم کبیر بحوالہ جزاء اللہ اعلیحضرت ص ۲۷ وتفسیر آیت الذین یتبعون الرسول (الاعراف) تسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۹ ص ۸۵)

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب آدمیوں سے مجھ پر بڑا احسان کرنے والا، ساتھ دینے والا اور اپنے مال کے خرچ کرنے میں ابوبکر (الصدیق) ہے اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو قلبی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت اس کے درمیان ہے۔ مسجد کی طرف سے سب دروازے بند کردیئے جاویں سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث سے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اس میں صاف اشارہ ان کی خلافت کا ہے۔ (مشارق الانوار ص ۵۴۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم ابوبکر وعمر کی خلافت تو کتاب اللہ میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی نے اپنی بعض بیویوں سے ایک راز کی بات کہی وہ راز کی بات یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تمہارے والد اور عائشہ کے والد میرے بعد لوگوں کے والی ہوں گے۔

(قال لحفصة ابوک وابو عائشه اولیاء الناس بعدی)

(یہ روایت علامہ واحدی نے لکھی اور کتب شیعہ میں بھی موجود ہے ص ۱۰۴ تفسیر آیات قرآنی)

حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے پھر آنے کا حکم دیا تو اس نے عرض کیا اگر پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، سیر الخلفاء ص ۹۳ بحوالہ تفسیر آیات قرآنی ص ۱۰۳)

آیت من یتول اللہ --- ھم الغالبون (المائدۃ)

تفسیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں صریح فرمایا یابی اللہ والمومنون الا ابابکر یعنی سوائے ابوبکر کے دوسرے کسی کو پیشوائے خلق بنانے سے اللہ تعالیٰ انکار فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مطیع بندے جو مومنین ہیں وہ بھی انکار کرتے ہیں۔

(مواہب الرحمٰن تفسیر پارہ ۶ ص ۱۳۹)

شیخان نے ابوموسیٰ الاشعری سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے جب آپ کا مرض شدید ہوا آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور کہو لوگوں کی امامت کرائیں ---- پس آپ نے لوگوں کی امامت آپ کی زندگی میں کرائی

یہ حدیث متواتر ہے حضرت عائشہ ابن مسعود، ابن عباس، ابن عمر، عبداللہ بن زمعہ، ابن سعید، علی بن ابی طالب اور حفصہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بالفاظ مختلفہ روایت ہے۔

(بخاری و مسلم وغیرہ)

عالموں نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ یہ اس امر پر واضح ترین دلالت ہے کہ الصدیق تمام صحابہ میں بالتفاق افضل ہیں اور خلیفہ ہونے کے بھی مستحق ترین ہیں نیز نماز کی امامت کے لیے بھی اولیٰ ہیں۔ (المختصراً) (سیر الخلفاء سیوطی اردو ص ۹۶)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسی مذکورہ امامت کے پیش نظر فرمایا:

یہ ''ابوبکر صدیق'' وہ صاحب ہیں کہ اللہ عزوجل نے جبرائیل امین و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے رسول اللہ نے انہیں ہمارے دین کی امامت کے لیے پسند فرمایا تو ہم نے اپنی دنیا میں بھی انہیں پسند کیا۔

(بروایت نزال بن سبرہ، العشاری فی فضائل الصدیق، ابن عساکر، ابونعیم،

بحوالہ سیر الخلفاء اردو ص ۹۷ بحوالہ الامن والعلیٰ اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۲۶۰)

علماء کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس امر کے لیے تسلیم کردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں تھے کہ آپ امامت کے لیے مناسب ہیں۔

احمد و ابوداؤد وغیرہ نے سہل ابن سعد سے نقل کیا کہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان قتال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تا کہ صلح کرادیں اور فرمایا ''اے بلال اگر نماز کا وقت قریب آجاوے اور میں نہ آؤں تو ابوبکر صدیق سے کہنا کہ لوگوں کی امامت کرادیں'' پس جب عصر کی نماز کا وقت آیا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کے لیے کہا۔ پس آپ نے نماز پڑھائی۔ (سیر الخلفاء سیوطی ص ۹۷)

ابوبکر الشافعی نے غیلانیات میں اور ابن عساکر نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے پسند نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی پسند فرمایا۔ (سیر الخلفاء سیوطی ص ۹۷)

جنگ بدر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان آپ کے ذریعہ ہی رابطہ تھا یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنگ بدر میں عریش میں اپنے ساتھ ٹھہرایا تھا۔ اس وقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وہی فرائض سرانجام دے رہے تھے جو جنرل اور فوج کے درمیان چیف آف سٹاف کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ (اصحاب بدر ص ۲۵)

ذوالحجہ ۹ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سالار حج بنا کر روانہ کیا تا کہ اپنی پیشوائی میں لوگوں کو حج کرائیں۔ (المسعودی المسمیٰ بن التنبیہ والاشراف، ص ۱۰۶)

خلافت رسالت مآب

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ کی حیثیت سے جانشین ہو کر والئی امور اسلام ہوئے۔ اُمت نے ان کو خلیفۃ الرسول کی حیثیت سے تسلیم کر کے بیعت کی۔ آپ واحد امام و امیر ہیں جن کو خلیفۃ الرسول کے لقب سے مخاطب کیا گیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو خلیفۃ رسول اللہ کہلوایا اور سرکاری کاغذات میں خلیفۃ رسول اللہ تحریر کیا۔

آپ کو جب کسی نے خلیفۃ اللہ کہہ کر مخاطب کیا تو آپ نے منع فرمادیا اور فرمایا میں خلیفۃ رسول اللہ ہوں اور اسی پر ہی خوش ہوں۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص ۴۷)

یعنی خلیفۃ اللہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کی وفات حسرت آیات پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے تو پہلے یہی فرمایا: ”الیوم انقطعت خلافۃ النبوۃ“ ”آج نبوت کی خلافت ختم ہوگئی“۔

(سیرۃ الصدیق ص ۱۳۰، خلفائے راشدین ص ۱۰۰، اولیات صدیقی ص ۱۲، فیض الاسلام صدیق نمبر ص ۲۰، وصی رسول اللہ ص ۲۷، تحفہ اثناء عشریہ)

اس کے بعد ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جو آپ کے اوصاف جمیلہ و جلیلہ کے بارے میں تھا تفصیل ریاض النضرہ و کنز العمال بر مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں موجود ہے۔

آپ کے بعد جتنے خلفاء ہوئے انہوں نے اپنا لقب امیر المومنین اختیار کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی جگہ نامزد فرمایا تو انہوں نے اپنا لقب امیر المومنین اختیار فرمایا۔ مسلمان آپ کو اس طرح پکارتے اے خلیفہ رسول اللہ کے خلیفہ (یا خلیفہ، خلیفۃ رسول اللہ) آپ نے فرمایا اس طرح خطاب بہت طویل ہو جائے گا تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں اس طرح آپ کا لقب امیر المومنین ہوگیا۔

(تاریخ طبری حصہ سوم ص ۲۶۰)

فاروق اعظم سے پیشتر ابوبکر صدیق خلیفۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کیے جاتے تھے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں نے خلیفہ خلیفۃ الرسول اللہ کہنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے بعد یہ خطاب اور لمبا ہو جائے گا یعنی خلیفہ خلیفۃ رسول اللہ ---تم مومن ہو اور میں تمہارا امیر، لہذا امیر المومنین کہا کرو۔ بعض نے اس کی ابتداء یوں بیان کی ایک دفعہ عبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کوفہ سے مدینہ آئے تو کہا امیر المومنین کو ہمارے آنے کی خبر دی جاوے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہی الفاظ سے اطلاع دی تو آپ نے یہ لقب پسند فرمایا اور اسی دن سے عام شہرت ہو گئی۔ (ابن خلدون جلد چہارم ص ۱۵۰)

اس طرح یہ لقب مابعد رائج ہو گیا۔ چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے بھی ماسوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اپنی خلافت کو رسول اللہ سے منسوب نہیں کیا اور یہ واضح ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے اور اس طرح بالترتیب حضرت عثمان حضرت عمر کے اور حضرت علی حضرت عثمان کے خلیفہ تھے یعنی سب ایک دوسرے کے خلیفہ تھے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور آیت شریفہ، من النبین وصدیقین والشھداء والصالحین کے مطابق بالترتیب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ اعظم (نبی ورسول کی حیثیت سے) تھے اور آپ کے خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ (صدیق اکبر کی حیثیت سے) تھے اور حضرت ابوبکر کے خلیفہ حضرت عمر اور ان کے خلیفہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین اور ان کے خلیفہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم (تینوں شہدا کی حیثیت سے) اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حضرت حسن رضی اللہ عنہ وامیر معاویہ رضی اللہ عنہ (صالحین کی حیثیت سے) تھے اور اس طرح قرآنی خلافت راشدہ ان پر ختم ہو گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''اولئک ھم الراشدون''

اس طرح یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ خلافت بلافصل حضرت ابوبکر صدیق کے لیے مختص ہے اور صرف آپ کی ذات اقدس ہی خلیفہ رسول اللہ ہے اور اسلام میں کوئی ایسی

خلافت نہیں جو بلا واسطہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ختمی مرتبت تک اتصال پذیر ہو اور یہ شرف خاص محض امام الاصفیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے مقدر ہو چکا ہے۔

حضور اکرم محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:

''الخلافة بالمدينة والملك بالشام'' تو اس کے مطابق خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ المنورہ میں شروع ہوئی۔

اور دوسری حدیث شریف کے مطابق'' نبوة ورحمة ثم خلافت ورحمة وفی لفظ خلافة على منهاج النبوة ''(رواہ البزاز) یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نبوت ورحمت کا دور ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر اختتام پذیر ہو گیا۔ دوسرا دور جو فی الحقیقت عہد نبوت کا ایک تتمہ اور لازمی جُز ہے یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے شروع ہو گیا جو اُمت پر سب سے زیادہ مہربان و رحم کرنے والے تھے اور یہی وہ خلافت ہے جسے خلافت خاصہ یا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ خلافت خاصہ بعد میں بتدریج تنزل پذیر ہوتی گئی جیسا کہ خير القرون قرنی ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم سے واضح ہے جوں جوں عہد نبوت سے دُوری بڑھتی گئی اُمت فیوض و سعادات نبوی و خلافت رحمت سے محروم ہوتی گئی۔

تمام بشارات بسلسلہ فتوحات ''وخزانہ ہائے روئے زمین'' اور کنجیاں میرے ہاتھ میں دی گئیں'' وغیرہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں ان کی تکمیل خلفاء ثلاثہ (جن کے سرخیل حضرت ابوبکر صدیق ہیں) کے ہاتھ سے ہی ہوئی اسے شاہ ولی اللہ خلافت خاصہ کہتے ہیں اور بقول ابن خلدون علامہ تقی الدین مقریزی نے اپنی تاریخ ''الدار المضیہ فی تاریخ الدولۃ الاسلامیہ'' کو شروع ہی حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک خلفاء ثلاثہ کی حکومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت میں ہی شامل ہے اور تتمہ نبوت ہے۔ (العواصم من القواصم)

آیت استخلاف اور خلفائے راشدین

آیت شریفہ:

''وعداللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات یستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا''

''اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لیے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے آگے خوف کو امن میں بدل دے گا''۔ (ترجمہ اعلیٰ حضرت سورہ النور رکوع ۷)

امام البغوی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں: ''فی الآیۃ دلالتہ خلافتہ الصدیق وامامت الخلفاء الراشدین ''(ترجمہ) اس آیت میں حضرت صدیق کی خلافت پر اور خلفائے راشدین کے امام برحق ہونے پر دلالت ہے۔

تفسیر کبیر: (ترجمہ) مراد اس استخلاف سے وہی طریقہ امامت ہے اور معلوم ہے کہ جس استخلاف کی یہ صفت ہے انما کان فی ایام ابی بکر وعمر وعثمان رضوان اللہ علیھم اجمعین۔ وہ ابو بکر عمر عثمان ہی کے زمانہ میں پایا گیا کیوں کہ ان زمانہ میں بڑی بری فتوحات ہوئیں اور تمکین اور غلبہ دین اور امن حاصل ہوا۔

تفسیر مدارک: یہ آیت واضح دلیل ہے خلفائے راشدین کی خلافت پر۔

تفسیر بیضاوی: یہ آیت دلیل ہے نبوت کے صحیح ہونے پر بوجہ اخبار غیب کے جو پوری ہوئیں اور خلفائے راشدین کی خلافت کی۔

تفسیر نیشاپوری: پس پورا کیا اللہ جل شانہ نے اپنے وعدہ اور غالب کیا ان لوگوں کو جزیرہ عرب اور مالک بنائے گئے وہ لوگ ملک ایران وغیرہ کی سلطنت اور خزانوں کے لہذا یہ پیشگوئی معجزہ ہے۔

تفسیر خازن: اس آیت میں دلیل ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین کی خلافت کے صحیح ہونے کی کیوں کہ ان کے زمانے میں بڑی بڑی فتوحات اور شاہِ فارس اور دوسرے بادشاہوں کے خزانوں پر مسلمان قابض ہوئے اور امن و تمکین اور غلبہ دین بھی حاصل ہوا۔

تفسیر روح المعانی: بے شک یہ آیت ظاہر ہے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی پاکیزگی میں کیوں کہ تمکین دین اور دشمنان خدا کی طرف سے امن تام کا ظہور ان کے زمانہ میں ہوا۔

تفسیر سراج المنیر : زمین میں خلیفہ بنائے گا یعنی عرب و عجم میں---- ان کے احکام کو نافذ کرے گا اور زمین میں تصرف کرنے والا بنائے گا جس طرح بادشاہ اپنی سلطنت میں تصرف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ جزیرہ عرب کے بعد بلاد مشرق و مغرب کو فتح کیا شاہان فارس کی سلطنت کو انہوں نے پامال کیا اور ان کے خزانوں کے مالک ہوئے اور دنیا پر غالب آ گئے۔ شاہاں روم کے بیٹوں کو انہوں نے غلام بنایا اور مشرق و مغرب میں ان کو تمکین حاصل ہوئی جو ان سے پہلے کسی اُمت کو حاصل نہ ہوئی تھی۔

تفسیر فتح البیان: اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان لوگوں کو جزیرہ عرب پر غالب کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے مشرق و مغرب کے شہروں کو فتح کیا۔ شاہان فارس کی سلطنت کو پامال کر دیا اور ان کے خزانوں کے مالک ہو گئے اور دنیا پر غالب آ گئے یہ واضح دلیل ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین کی خلافت کے صحیح ہونے کی۔

تفسیر کشاف: اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان لوگوں کو جزیرہ عرب پر غالب کر دیا اور بعد میں ان کو مشرق و مغرب کے شہروں پر فتحیاب کر کے شاہان ایران کی سلطنت کو پامال کر دیا اور وہ ان کے خزانوں کے مالک بن گئے اور دنیا پر غالب آ گئے۔ (تفسیر آیات قرآنی)

مذکورہ تفاسیر سے اظہر من الشّمس ہو گیا کہ وعدہ استخلاف یعنی عرب و عجم پر حکمرانی اور دین کی اشاعت اور امن خلفاء راشدین کے ذریعہ ہوا جن کے پیشوا و سرخیل بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا گیا۔ میں نے زمین کے مشرقوں و مغربوں کو دیکھ لیا اور بہ تحقیق میری اُمت کی بادشاہت عنقریب وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمیں میرے لیے سمیٹی گئی اور مجھے سونے چاندی کے خزانے دیئے گئے۔ (مسلم)

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسریٰ ہلاک ہوگا پھر کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ قیصر ہلاک ہوگا پھر کوئی قیصر نہ ہوگا اور ضرور ضرور تم لوگ ان خزانوں کو راہِ خدا میں صرف کرو گے۔ (مسلم)

غزوہ احزاب میں خندق کے ایک سخت ترین پتھر کو ضرب لگانے پر جب اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے شام کی کنجیاں دی گئیں میں وہاں کے سرخ محل یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے پھر بسم اللہ کہہ کر دوسری ضرب لگائی تو وہ پتھر پھر ٹوٹ گیا اور آپ نے فرمایا مجھے ملک فارس کی کنجیاں دی گئیں اور میں مدائن اور اس کے سفید محلوں کو اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر تیسری ضرب لگائی تو باقی پتھر بھی ٹوٹ گیا تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں۔ اور میں صنعا کے دروازوں کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں (مسند ابو یعلی) (یہ مذکورہ روایات شیعہ کتب میں بھی موجود ہیں) چونکہ یہ تمام فتوحات حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہ اجمعین کے عہد ہائے مبارک میں ہوئیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ ان حضرات کی حکومت فی الواقع حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی حکومت ہے اور

ترتیب وار جانشینی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار اور نمائندہ تھے۔ خصوصاً حضرات صدیق اکبر و فاروق اعظم رضوان اللہ علیہم کی خلافت کو خلافت خاصہ علیٰ منہاج النبوۃ کہا جاتا ہے کہ ان کے دست ہائے مبارک سے وہ کام ہوئے جو فی الحقیقت نبیوں کے کام ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس نور غیبیہ پر مطلع ہونے اور مطلع کرنے والے نبی پاک صلی اللہ علیہ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوتا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ تو ہر لحاظ سے ان سے بہت ہی بلند ہے اور حضرت عثمان ذوالنورین کے ہاتھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ قرار دے کر واضح فرما دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعہ جو فتوحات ہوں گی وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی منسوب ہوں گی اور یہ اتنا بلند ترین مرتبہ ہے کہ جس کی نظیر ناممکن ہے اور یہ ایسی نیابت ہے کہ جس کا انکار کوئی کور باطن ہی کر سکتا ہے۔ اور حضرات فاروق اعظم وعثمان ذوالنورین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بارے میں ابنِ کثیر کہتے ہیں کہ وہ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرع تھے۔ (سیر الخلفاء سیوطی ص ۱۰۱) کہ ان کے ذریعہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے چھوڑے ہوئے کام پورے ہوئے۔

الخلطیب نے ابی بکر بن عیاش سے نقل کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ از روئے قران تھے اور اس سلسلہ میں آیت للفقرأ والمهاجرين ------اولٰئک هم الصادقون کا حوالہ دیتے تھے۔ نیز تمام لوگ ان کو خلیفۃ رسول اللہ پکارتے تھے۔

یا ایها الذین اٰمنو اطیعو الله و اطیعو الرسول و اولی الا مر منکم

(سورہ نساء)

کی تشریح کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اولی الامر سے مراد والی یعنی خلفاء ہیں اور عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اولی الامر سے مراد ابو بکر وعمر رضوان اللہ علیہما ہیں۔

(تفسیر معالم التنزیل بحوالہ تفسیر آیات قرانی ص ۳۱۴)

محبوب ومحبّ رسول اللہ وجوب محبت صدیقی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت والفت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تھی اس کی مثال ناممکن ہے۔ ان سے بڑھ کر عاشق رسول اس عالم رنگ و بو میں کوئی نہیں اور اسی محبت کا نتیجہ ہی تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تن من دھن سب کچھ آپ کی ذات پر قربان کر کے ایسی مثال قائم کر دی جس کی نظیر محال ہے اور اپنی عزیز ترین بیٹی کا نکاح بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب ترین کوئی شخصیت مردوں میں سے نہ تھی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا''۔

عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری مراد مردوں میں سے ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ابُوھا'' اس کا باپ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

(بخاری و مسلم مشکوٰۃ بحوالہ غائیۃ التحقیق)

امام طبرانی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے (جس کی مدد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی برکت سے روح القدس فرماتے تھے)۔ فرمایا: ''کیا تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی کچھ (اشعار) کہے ہیں'' تو عرض کیا: ''ہاں''۔

آپ نے سنانے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا:

وثانی اثنین فی الغار المنیف و قد
طاف العدو بہ اذ صعد الجبلا
وکان حب رسول اللہ قد علموا
من البریہ لم یعدل بہ رَجُلا۔

ابو بکر صدیق مقدس غار میں دو میں سے دوسرے تھے جب دشمن پہاڑ پر چڑھ کر غار کے گرد چکر لگا رہے تھے آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اور لوگ جانتے تھے کہ حضور کسی کو ان کے برابر قرار نہیں دیتے تھے۔

(الصواعق المحرقہ ابن حجر ص ۸۵ بحوالہ غائیۃ التحقیق مطبوعہ مدرسہ اسلامیات اشاعت العلوم ص ۸-۹)

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا۔ صَدَ قْتَ یَا حسَان ھو کما قُلت۔ اے حسان تم نے سچ کہا اور وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم نے کہا۔

(الصواعق المحرقہ ابن حجر ص ۵۸، بحوالہ غائیۃ التحقیق مطبوعہ مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال ص ۸۔۹)

ایک دفعہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم میں کسی وجہ سے ان بن ہوگئی جب کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف بھی کیا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قرابت و محبت کی وجہ سے نہایت غصہ سے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے تم لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا مگر تم نے مجھے جھٹلایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی اور اپنے نفس اور مال کے ساتھ میری غم گساری کی تو کیا تم پھر بھی میرے ساتھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو میری خاطر نہ چھوڑو گے اس طرح دو دفعہ فرمایا۔ (صحیح بخاری)

فتح مکہ پر جب ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ لے کر آئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بوجہ محبت صدیقی) فرمایا تم شیخ کو کیوں لے کر آئے میں خود ان کے پاس چلا جاتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم پر کوئی دن ایسا نہ گزرا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صُبح و شام ہمارے گھر (حضرت ابو بکر کے گھر) تشریف نہ لاتے ہوں۔ (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سقیفہ کے دن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ بـل انـت سید نا و خیر ناو احبنا الیٰ رسول الله ۔آپ ہمارے سردار ہم سے بہترین اور سب سے زیادہ رسول اللہ کے محبوب ہیں۔

آیت مؤدۃ فی القربیٰ کی شرح میں صاحب منہاج السنۃ تحریر فرماتے ہیں۔

لان و جـوب الـمـودـة علـیٰ مقدار الفضل فکل من کان افضل کانت مـو دتهٔ اکمل ۔محبت کا وجوب بقدر بزرگی ہے جس کی بزرگی زیادہ ہوگی اس کی محبت بھی کامل ہو گی۔

وقال تعالیٰ ''الذین آمنو او عملو الصٰلحت سیجعل لهم الرحمٰن ودا''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جولوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب اللہ الرحمٰن ان کے لیے محبت پیدا کردیگا۔

قـال یـحبهم و یحبهم الیٰ عبادهٖ وهؤ لا ٔ افضل من اٰمن و عمل صالحا من هذا الا مة بعد نبیها۔

اوران کواپنا اوراپنے بندوں کا محبوب بنادے گا اور خلفائے راشدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام اُمّت کے مومنین وصالحین سے افضل ہیں۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل السنّت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ وہ افضل البشر بعد انبیاء ہیں۔نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین ہیں۔(جیسا کہ متعدد احادیث سے واضح ہے)۔

انـه لیـس فـی اهـل الارض احـق لمحبته و مؤدة من بی بکر و ما کان احب الیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم فهو احب الی الله و رسول و هواحق ان یکون احب الی المومنین الذین یحبون ما احبه الله ورسوله والدلائل الدالة علیٰ انه احق بالمودة کثیرة.

زمین والوں میں کوئی شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بننے کا مستحق نہ تھا۔ وہ اللہ کو بھی زیادہ محبوب ہوئے اور جو شخص اللہ و رسول کا سب سے زیادہ محبوب ہو وہی اس بات کا مستحق ہوگا کہ ان مسلمانوں کا بھی سب سے زیادہ محبوب ہو جو اللہ اور رسول کے محبوب سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احق بالمودۃ ہونے کی بہت دلیلیں ہیں)۔ (تفسیر آیات قرانی ص ۲۴۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بر موقعہ بیعت خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ (یعنی حضرت ابوبکر) سے بیعت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین شخص سے بیعت کرنا ہے۔ (فیض الاسلام ص ۲۲۲، بحوالہ ابن ہشام جلد ۳، ص ۴۶۴)

فرمان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم :۔ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رسولِ خدا سے عقیدت ترازو کے ایک پلڑے میں ہو اور دنیا کے تمام عوام کی عقیدت دوسرے پلڑے میں ہو تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عقیدت وزنی ہوگی۔

(فیض الاسلام ص ۲۲۲، بحوالہ ابن ہشام جلد ۳، ص ۲۲۹)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔ احبُ الرجال یعنی محبوب ترین مرد اور اس رحمتہ للعالمین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ارحم امتی قرار دیا یعنی امت پر سب سے زیادہ مہربان۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ان سے (صحابہ کرام سے) محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت ہونے کی وجہ سے محبت کی چنانچہ ان کی محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سمجھنا چاہیے۔ (ردالروافض۔ ص ۷۷)

اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لا تتخذو ھم غرضاً من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم۔۔ (حدیث)

یعنی میرے اصحاب کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ میرے بعد انہیں نشانہ نہ

بناؤ (یعنی کوئی اعتراض نہ کرو) جوان کے ساتھ محبت رکھے گا میرے ساتھ محبت کی وجہ سے رکھے گا۔ اور جوان سے بغض رکھے گا میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے رکھے گا۔ جوان کو رنجیدہ کرے گا مجھے رنجیدہ کرے گا اور جس نے مجھے رنجیدہ کیا اس نے اللہ کو رنجیدہ کیا اور اللہ تعالیٰ جلد ہی اس کو پکڑے گا اور عذاب دے گا۔

جملہ صحابہ کرم کے ساتھ محبت رکھنا اہل سنت کا شیوہ ہے اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے بارے میں خصوصاً نہایت ضروری ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نزدیک بھی وہ بہت زیادہ واجب الاحترام تھے۔

محدث و مفتی مدینہ علامہ محمد خضر رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب میں حدیث تحریر فرماتے ہیں۔
(ترجمہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے (اپنی امت کو) فرمایا تم پر ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی محبت فرض کی گئی ہے جوان کی فضیلت سے انکار کرے گا اس کی نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج قبول نہ کیا جائے گا۔
(کوثر المعانی الداری شرح صحیح بخاری، جلد ا، ص ۱۲)

علامہ محبّ الدین طبری نے ریاض النضرہ میں یہی حدیث تحریر فرمائی ہے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت میری اُمت پر واجب ہے۔ (کوثر المعانی جلد ا، ص ۱۲ او جامع الصغیر سیوطی)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسلاف اپنی اولاد کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت کی تعلیم دیا کرتے تھے جیسا کہ انہیں قرآن مجید کی سورتیں یاد کرایا کرتے تھے۔

حضرت ابوایوب سختیانی نے فرمایا جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کی بے شک اس نے دین کو قائم رکھا۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۹۳ سیرۃ فاروق ابن جوزی بحوالہ مسخ اشکال)

حب ابوبکر وعمر من الایمان وبغضهما کفر ،محبت ابوبکروعمر رضوان اللہ علیہم ایمان سے ہےاوران کابغض کفر ہے۔

(الشفاء حصہ دوم ص ۷۰ ترجمہ غلام معین الدین رحمۃ اللہ علیہ)

ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ابی بکر رضی اللہ عنہ کی محبت اوران کاشکر گزارہونا میرے ہر اُمتی پرواجب ہےاور سہل ابن سعد نے بھی ایسا ہی روایت کیا۔ (تاریخ الخلفاء اردو سیوطی ص ۸۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کوسفید کپڑے بطور ہدیہ پیش کیے۔(بوجہ محبت والفت) (جذب القلوب اردو ص ۹۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خصوصی محبت والفت کی وجہ ہی تھی جب نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ تک نوبت پہنچی یعنی آیت ''تعالوا ندع ابنائنا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنة الله علی الکذبین O (آل عمران رکوع ۶)

ترجمہ: ''آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کوتم اپنے بیٹوں کو،ہم اپنی عورتوں کواورتم اپنی عورتوں کواور ہم اورتم خود بھی آجائیں پھر گڑ گڑا کر دعائیں مانگیں پھر کریں ہم اللہ کی لعنت جھوٹ بولنے والوں پر''۔

توحضوا کرم صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ کے لیے تیار ہوگئے اورقبل از وقت اپنے متعلقین کو بلالیا جیسا کہ تفسیر درمنثور جلد دوم ص ۴۰ اور تفسیر روح المعانی جلد اول ص ۴۰۶ میں ہے۔

(ترجمہ) ابن عساکر نے جعفر (الصادق) سے انہوں نے اپنے والد محمد (الباقر) سے اس آیت یعنی''تعالوا ندع ابناء نا'' کے متعلق روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مع ان کی اولاد کے حضرت عمر کو مع ان کی اولاد کے،عثمان کو مع ان کی اولاد کے اور علی کو مع ان کی اولاد کے بلالیا تھا۔(رضوان اللہ علیہم اجمعین)۔ (تفسیر آیات قرآنی ص ۴۲۲)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وفات نبوی کے دوسرے سال جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو اتنا کہا: "قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الاول، (یعنی رسول اللہ جب پہلے سال خطبہ دینے کھڑے ہوئے) تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا واقعہ ذہن میں آگیا تو بلک بلک کر رونے لگے۔ پھر دوبارہ اسی طرح فرمایا اور وہی حالت ہوگئی حتیٰ کہ تیسری مرتبہ بمشکل سنبھلے اور خطبہ دیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جلد اول ص ۸)

چونکہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ام ایمن رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لیجایا کرتے تھے لہٰذا اسی کے تتبع میں جذبہ محبت کا اظہار کرنے کے لیے حضرت ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم بھی جایا کرتے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۵، ص ۲۷۵)

الا روح جند مجندۃ ماتعارف منھا ایتلف وما تناکر منھا اختلف

ارواح ایک لشکر آراستہ ہے جو ان سے آشنا ہوا مانوس ہو دنیا میں اور جو باہمی آشنا نہ ہوا غیر مانوس رہے۔ (تحفہ اثناء عشریہ ص ۴۴۰)

مطلب یہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آشنائی والفت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم ارواح میں ہی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے حق میں فرمایا: "یحبھم ویحبونہٗ دوست ہے وہ (اللہ) ان کا اور دوست ہیں وہ اس کے اور اللہ تعالیٰ نے بدری صحابیوں کے حق میں فرمایا جن کے سرخیل ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ ان اللہ یحب الذین یقتلونَ فی سبیل اللہ صفا کانھم بنیان مرصوص" بے شک وہ لوگ اللہ کے دوست ہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں صف باندھ کر گویا وہ مضبوط بنیاد ہیں۔ لہٰذا حضرت ابوبکر اللہ کے محبّ اور محبوب ہیں اور جو اللہ کا محبّ و محبوب ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی محبّ و محبوب ہوا۔ (تحفہ اثناء عشریہ ص ۴۴۱)

ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا تم نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ عرض کیا اور تو کچھ نہیں صرف اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا تو پھر تو انہی کے ساتھ ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ کبھی نہ ہوئی تھی چنانچہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہوں۔ اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں لیکن میں محبت کی وجہ سے اُمید رکھتا ہوں کہ میرا حشر ان کے ساتھ ہوگا۔ (بخاری شریف)

حُب ابی بکر و عمر و عثمان ایمان" و بغضهم نفاق

حضرات ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کی محبت ایمان ہے اور ان کی عداوت نفاق

(بروایت حضرت انس مشکوٰۃ احسن الهدایات تتمہ رابع ص ۱۹۱)

امیر یمامہ مہاجر بن ابی اُمیہ کے سامنے دو عورتیں لائی گئیں جنہوں نے گانے کے دوران ایک نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کی تھی اور دوسری نے مسلمانوں کے خلاف ہجویہ اشعار پڑھے تھے انہوں نے ان کے ہاتھ کاٹ دیئے اور دانت اکھڑوا دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو انہوں نے تحریر کر بھیجا جس عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کی تھی اس کی سزا قتل تھی اگر تم نے سبقت نہ کی ہوتی یعنی سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں اُسے قتل کرتا۔ (تاریخ الخلفاء اردو، ص ۱۵۶ مختصراً)

یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا احترام ہے کہ ان کے بارے میں کوئی بُرے الفاظ سُنتے ہی شدت کا مظاہرہ فرماتے ہیں یہی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ منزل ہے جو ہر ایک کے حصہ میں نہیں آتی۔ ہاں جسے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

حِلم صدیقی

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ رب العالمین نے رحمۃ للعالمین قرار دیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "ارحم اُمتی بامتی ابوبکر" (الحدیث) (تحفہ اثناء عشریہ ص ۵۶۷)

میری اُمت میں سے میری اُمت پر سب سے زیادہ شفیق ورحم کرنے والا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے یقیناً ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مظہر صفت رحمت الٰہی تھے۔

مسلمانوں کے بچے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو باپ باپ کہہ کر پکارتے اور آپ شفقت ومحبت سے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔ آپ نادار لوگوں کے کام اپنے دست مبارک سے کر دیتے لوگوں کی بکریاں دوہ دیتے اسیران بدر کے سلسلے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آپ کے بھائی بھتیجے اور کنبے قبیلے والے ہیں میری رائے میں آپ ان سے فدیہ لے لیویں۔ پس جو ہم نے لیا وہ ہمارے لیے کافروں پر قوت ہوگا اور شائد اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے تو یہی لوگ ہمارے قوت وبازو ہو جاویں۔

(مواہب الرحمٰن پارہ ۹ ص ۱۹۹)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران بدر کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو حضرت عمر نے مشورہ دیا کہ قیدیوں کے رشتہ داران کو قتل کریں۔ جیسے حضرت علی عقیل کو، حضرت ابوبکر نے معاف کر دینے کا مشورہ دیا اور فدیہ لینے کا تاکہ ممکن ہے کہ ان میں کئی اسلام قبول کریں اور ہماری قوت وبازو بن جاویں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر تو ملائکہ میں میکائیل جیسا ہے جو رحمت کے ساتھ نازل ہوتا ہے۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ انبیاء میں تیری مثال ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے جنہوں نے فرمایا:

"من تبعنی فانہٗ منی ومن عصانی فانک غفور" رحیم"

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ انبیاء میں تیری مثال عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے جنہوں نے کہا تھا:

" ان تعذبھم فانھم عبادک"

لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر ہی عملدرآمد ہوا۔

(تحفہ اثناء عشریہ ص ۴۳۴، نیز دیکھئے "اصحاب بدر" از قاضی سلیمان منصور پوری ص ۱۸)

آیت: ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ' (الایۃ)

ترجمہ: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب آیت ان اللہ وملائکۃ یصلون علی النبی نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل وشرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیازمندوں کو بھی آپ کے طفیل نوازتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

آپ کی وفات پر جو نوحہ خفاف بن مذبہ السلمی نے کہا تھا اس کا ایک شعر ہے جس کا مطلب ہے "بے شک ابوبکر آب باراں کے مانند تھے جب کہ برج جوزا سے بھی پانی کی کمی کے باعث کھیتیاں نہ اگتی تھیں۔ یعنی اُمت پر بے حد مہربان۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۳۶)

ابن سعد نے ابراہیم النخعی سے نقل کیا ہے کہ "ابوبکر کا نام اواہ (رحیم الطبع) ان کی مہربانی اور رحم دلی کی وجہ سے پڑ گیا تھا۔

اور ابن عساکر الربیع بن انس سے نقل کرتے ہیں کہ کتاب اول کتاب اواہ میں لکھا ہے "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بارش کے قطرے کی مانند ہیں کہ جب گرتا ہے نفع ہی پہنچتا ہے۔

(تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۹۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں کا انجام

جب آقا ومولا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عامۃ الصحابہ سے بغض وعناد رکھنے کو اپنے ساتھ بغض وعناد سے مترادف فرمایا ہے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا درجہ تو اتنا بلند ترین ہے کہ بقول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ ''اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہارے ساتھ برابری تو کجا ہم میں سے تو کوئی آپ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا'' تو ایسی شخصیت سے بغض وعناد رکھنا بدترین گناہوں میں سے ہے۔ جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''احفظونی فی اختانی واصھاری لایطلبنکم اللہ بمظلمة احد منھم فانھا لیت عما توحب''

میرے سُسرالی لوگوں کا احترام کرو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ کرے۔ ایسی خطا بخشی نہ جائیگی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں کا جو انجام ہوگا وہ تو بروز قیامت ہوگا لیکن بطور تنبیہ اللہ تعالیٰ نے متعدد لوگوں کا اس دنیا میں جو انجام ظاہر فرمایا وہ باعث عبرت ہے۔ چند حوالہ جات تمثیلاً تحریر ہیں:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ چند افراد یمن کو جا رہے تھے کہ ایک کوفی بدعقیدہ بھی ہمراہ ہو گیا جو حضرات ابوبکر وعمر رضوان اللہ علیہم کو بُرا بھلا کہتا تھا جو باوجود سمجھانے کے باز نہ آیا۔ ایک صُبح اُس نے بتلایا کہ ابھی ابھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے فاسق تو مسخ ہو جائے گا سو وہ بندر کی شکل اختیار کر گیا جسے ان لوگوں نے رسی سے باندھ دیا لیکن راستہ میں ایک جگہ بندروں کو دیکھ کر رسی تڑوا کر بھاگ کر ان میں ہی شامل ہو گیا۔ (دلائل النبوۃ)

علامہ تکسمانی نے بھی اسی قسم کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ (سعادۃ الدارین للنبہانی)

حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کی لاشیں نکالنے کا واقعہ متعدد علماء نے معتبر کتب میں نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ حاکم سے سازش کر کے حضرات شیخین رضوان اللہ علیہم کی لاشیں نکالنے کے لیے

تیار ہوئے تو زمین پھٹ گئی اور وہ اس میں غرق ہو گئے جب کہ حاکم مدینہ کوڑھی ہو کر عبرت ناک حالت میں مر گیا۔

(تاریخ مدینہ، ریاض النضرۃ محب الدین خطیب، خلاصۃ الوفا علامہ سمہودی۔ المنن الکبریٰ للشعرانی سعادۃ الدارین وغیرہا)

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ علامہ کمال سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مجمع میں ایک آدمی نے محبت صدیق کے بدلے کچھ مانگا تو ایک آدمی نے اُسے گھر لے جا کر مارا اور زبان کاٹ دی وہ اسی حالت میں روضہ انور کے سامنے آ کر سو گیا۔ دریں اثناء اس کی زبان تو درست ہو گئی لیکن مارنے والی کی شکل مسخ ہو گئی وہ خنزیر کی شکل پر ہو گیا جس کے بیٹے نے اس کو علیحدہ کمرہ میں بند کر دیا۔ (زواجر لابن حجر مکی)

علامہ ابن قیم، علامہ قیروانی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص جو حضرات ابو بکر وعمر رضوان اللہ علیہم کے بارے میں گستاخی کرتا تھا اس کے ہمسایہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے شکایت سُن کر اس کو ایک چھُری دے کر فرمایا جاؤ اسے قتل کر دو۔ بیدار ہوا تو رونے کی آوازیں سُنیں معلوم ہوا کہ بدگو کی گردن پر دھاری کا نشان پڑا ہوا اور وہ مر چکا ہے۔ (کتاب الروح)

علامہ تلمسانی نے مصباح الظلام میں بھی ایسا واقعہ نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو بکر صیرفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر وعمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک مخالف مر گیا تو خواب میں کسی نے دیکھا کہ وہ برہنہ ہے اس نے بتلایا کہ بوجہ بداعمالی اسے نصرانیوں کے ساتھ کر دیا گیا اور اس کی یہ حالت ہے۔

(شرح الصدور السیوطی)

ایک دشمن ''شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین'' کو مرنے کے بعد دفن کر دیا گیا لیکن غلطی سے کدال قبر میں ہی رہ گئی، قبر کو دوبارہ کھولنے پر دیکھا گیا کہ وہ کدال مُردہ کی گردن میں طوق بنی

ہوئی ہے اور ہاتھ بھی ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ (سعادۃ الدارین للنبہانی)

حضرت علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست کی خدمت میں بظاہر دو بزرگ صورت شخص تھے میں نے ان دونوں کو دیکھ کر کہا کہ تمہاری باطنی شکل خنزیر کی طرح مجھے نظر آرہی ہے کیوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ دشمن صحابہ کی باطنی شکل بصورت خنزیر دیکھ لیتا ہوں۔ اُنہوں نے اپنی بُرائی کا اعتراف کر کے توبہ کر لی تو ان کی شکل اصل صورت پر آ گئی۔ (فتوحات مکیہ باب ۷۲)

علامہ ابن قیم حضرت ابوالحسن مطلبی خطیب مسجد نبوی سے نقل کرتے ہیں ایک دن نماز فجر کے بعد وہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص ایسا جس کی دونوں آنکھیں باہر لٹک رہی تھیں اس نے بتلایا کہ وہ حضرات شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں بدزبانی کرتا تھا ایک دن خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم اجمعین کو بیٹھے دیکھا۔ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم نے میری شکایت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ نے پوچھا تمہیں ان کے خلاف بدزبانی کرنے کو کس نے کہا ہے۔ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف اشارہ کر دیا پھر کیا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم غصے سے اُٹھ کر میری طرف لپکے اور فرمایا تو مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اور اپنی انگلیاں میری آنکھوں میں ماریں کہ درد کی وجہ سے جاگا تو اس حالت میں تھا وہ رو رو کر اپنا واقعہ بیان کر کے توبہ کرتا تھا۔ (کتاب الروح)

حضرت امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص خانہ کعبہ میں آیا جس کا نصف چہرہ سفید اور نصف سیاہ تھا اس نے لوگوں کو اعلانیہ بتلایا کہ وہ حضرات شیخین کے بارے میں بدگوئی کرتا تھا کہ ایک شب حالت خواب میں کسی نے تھپڑ مار کر کہا اے اللہ کے دشمن تو حضرات ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کو گالیاں دیتا ہے بس آنکھ کھلتے ہی یہ حالت پائی وہ کہتا تھا کہ میری حالت سے عبرت حاصل کرو۔ (کتاب الروح ابن قیم)

حضرت امام شعرانی حضرت علامہ عبدالغفار قوصی سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص

حضرات ابوبکر وعمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دیتا تھا جب کہ اس کا لڑکا اور بیوی منع کرتے
تھے اچانک اللہ تعالیٰ نے اس بدگو کی شکل بصورت خنزیر کردی اس لڑکے نے زنجیر باندھ کر اپنی
دکان پر ٹھہرا رکھا تھا کہ وہ اسی حالت میں مرگیا تو اس کو گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔
(کتاب المنن الکبریٰ)

علامہ شیخ محب الدین طبری کہتے ہیں کہ مجھے جب یہ خبر ملی تو میں اس کے لڑکے کے
پاس گیا مذکورہ واقعہ کی تصدیق کی۔
(عطائف المنن واخلاق الشعرانی مختصراً بحوالہ کتاب مسخ اشکال)

کرامات صدیقی

یوں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے شمار کرامتیں عام کتب میں تحریر ہیں لیکن
اس سے بڑی کرامت اور کیا ہوسکتی ہے کہ آپ نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کی
اور جو وعدے اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے تھے اور جو پیش گوئیاں حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھیں وہ اکثر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت اور
آپ کے دست بابرکت پر پوری ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن حکیم کو اپنے سینوں میں
محفوظ رکھنے والے وہی لوگ ہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کرتے ہیں بلکہ
تا قیام قیامت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صاحب کرامت وہی بزرگ ہیں جو آپ کو اپنا امام
اور عنداللہ مکرم و معظم تسلیم کرتے ہیں۔

مشہور ضرب المثل ہے الاستقامتہ فوق الکرامۃ یعنی استقامت کرامت سے زیادہ بڑی
چیز ہے تو کیا کوئی شخصیت ملت اسلامیہ میں ایسی ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی برابری کرسکے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر مرتدین کے ساتھ جہاد کرنے جھوٹے نبیوں کا
استیصال کرنے مانعین زکوٰۃ کو راہِ راست پر لانے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کے

مواقع پر جو استقامت آپ نے ظاہر فرمائی اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اعلانیہ تسلیم کرنا پڑا کہ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی جاتی (البیہقی بروایت ابن عساکر ابو ہریرہ)

(ترجمہ) اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو لوگ قیامت تک زکوٰۃ کے بارے میں حق سے منحرف نظریات اختراع کرتے۔

(قول حضرت عبداللہ بن مسعود۔ ریاض النضرہ محبّ طبری ۱/۹۹)

صاحب محاضرات تاریخ الامم۔۔۔۔۔۔۔ جلد اصفحہ ۱۸۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) ہم اس بارے میں صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اگر جل شانہٗ کی تائید و توفیق کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کا مضبوط عزم نہ ہوتا تو مسلمانوں کو وہ عروج واستحکام نصیب نہ ہوتا جو صفحات تاریخ میں معروف ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عزم کا اظہار ایسے وقت کیا جب کہ تمام مسلمانوں کے دلوں پر (واقعات حاضرہ و وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) ذہول اور ربودگی کی کیفیت مسلط ہو چکی تھی حتیٰ کہ ان پر بھی جو سب سے زیادہ محکم قوت کے مالک اور سب سے زیادہ دل کے مضبوط تھے۔ (البینات)

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بارش کے قطرے کے مانند ہیں کہ جب گرتا ہے نفع ہی پہنچتا ہے۔ (ابن عساکر بروایت الربیع ابن انس بحوالہ سیر الخلفاء سیوطی ص ۹۱)

حقیقت تو یہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مجسم معجزہ تھی جن کا ہر قول و فعل بجائے خود ایک کرامت تھی علیہ صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ۔

دگرگوں کر دلا دینی جہاں را ز آثار بدن گفتند جان را
ازاں فقرے کہ با صدیق وادی بشورے آوریں آسودہ جاں را

(اقبال)

سانحۂ ارتحال اِنا اللہِ وِانا الیہ راجعون

کل نفس ذائقہ الموت۔ ہر نفس کے لیے موت کا ذائقہ چکھنا مقدر ہو چکا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہی بمطابق (ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام) بقا ہے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات جمادی الثانی ۱۳ھ کو غسل فرمایا۔ وہ سرد دن تھا۔ جس کے بعد آپ کو بخار ہو گیا (الواقدی والحاکم بروایت حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بیمار پُرسی کے لیے صحابہ کرام حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا اے رسول اللہ کے خلیفہ اجازت دیجیئے کہ آپ کے لیے کسی حکیم کو لاویں تاکہ دیکھ کر علاج کرے۔ آپ نے فرمایا وہ تو مجھے دیکھ چکا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حکیم نے کیا کہا تو آپ نے فرمایا۔ انی فعال لما ارید یعنی میں جو کچھ چاہتا ہوں کہ کرتا ہوں یہ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ تھا جس کے الفاظ ہیں۔ ان ربک فعال لما یرید ۔ بے شک تمہارا رب جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ پس حاضرین آپ کا مطلب سمجھ گئے اور خاموش ہو گئے۔ (ابن سعد وابن ابی الدنیا بروایت ابی اسفر)

ابن حاتم اور ابونعیم سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیت۔ یا یتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک اضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی و د اخلی جنتی (الفجر) اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ یہ بڑا اچھا قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری موت پر بھی فرشتے یہی کہنے والے ہیں۔

(سیرۃ الخلفاء اردو ص ۸۷، کنز العمال بر مسند امام احمد بن حنبل)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اب اس خوشخبری کو سننے کے لیے بے قرار تھے اور

آپ نے خود ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب کی تعبیر کا اظہار کیا تھا کیوں کہ محمد بن سیرین کے مطابق رسول کریم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم تعبیر کوئی نہ جانتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک سیڑھی پر چڑھ رہے ہیں جب کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اڑھائی ڈنڈے پیچھے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت میں بلا لے گا اور میں آپ کے بعد قریباً اڑھائی برس زندہ رہوں گا۔

(ابن سعد نے ابن شہاب سے نقل کیا۔ سیرۃ الخلفاء ص ۱۷۱)

اس طرح آپ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا اشتیاق بھی بڑھ رہا تھا اور آپ کی موت کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے صدمہ کی وجہ سے بھی آپ دن بدن لاغر و کمزور ہو رہے تھے۔ (طبرانی و ابن اثیر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آپ کی عمر کے بارے میں اشارۃً فرمایا تھا۔

الطبرانی نے حدیث ابی الدرداء اور الحاکم نے ابن مسعود کی حدیث سے نقل کیا اور ابو القاسم البغوی نے بسند حسن عبداللہ بن عمر سے نقل کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے بعد تھوڑا عرصہ ہی دنیا میں رہیں گے۔

(سیرۃ الخلفاء ص ۹۳)

دریں اثناء آپ نے صحابہ کرام کے مشورے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد جانشین مقرر فرمایا اور باقاعدہ حضرت عثمان ذوالنورین سے اس بارہ میں تحریری وصیت فرمائی اور صحابہ کرام سے خطاب فرمایا کہ میں تمہارے اُوپر اپنے بعد عمر ابن الخطاب کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں اس لیے ان کی سنو اور اطاعت کرو اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں کیں اور وصیت کی لہٰذا لوگوں نے بسر و چشم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور سمعنا واطعنا کا عہد کیا۔ ابن سعد اور الحاکم ابن مسعود سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو انتہائی دانشمندی

قرار دیا گیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ہم عمر فاروق کے بغیر کسی اور پر راضی نہ ہوں گے کہ وہ ہمارے امور کا والی ہو۔

آپ کی بیماری کے دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے کیوں کہ آپ نے انہی کو حکم دیا تھا۔ حضرت عثمان ذوالنورین آپ کی تیمارداری میں پیش پیش رہے کیوں کہ وہ آپ کے نزدیک ہی تھے۔

وفات سے پہلے اپنے دوران خلافت حاصل شدہ وظیفے کی رقم کے بارے میں حکم دیا کہ میری جائیداد فروخت کر کے تمام رقم واپس بیت المال میں جمع کر دی جائے۔ حبشی غلام، اونٹنی، چادر وغیرہ سرکاری چیزیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں کہ اب وہ ہی ان کے حق دار ہیں جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ نے اپنے جانشینوں کو بڑی دشواری میں ڈال دیا۔ (طبقات ابن سعد)

اپنے گھر کے منتظم محتسب سے گھر کا حساب پوچھا اس نے بتایا کہ پچیس درہم اس نے اپنے پاس سے خرچ کیے باصرار اس کی ادائیگی کر دی۔ (ازالۃ الخفاء)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن دفن کے مطابق ہی مجھے کفن دیا جاوے اور میرے مستعمل کپڑے ہی استعمال کیے جاویں کہ نئے کپڑوں کے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں۔ (طبری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حسرت سے یہ شعر پڑھا ؎

وابیض یسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتمیٰ عصمة للارامل

وہ پُرنور صورت جس کے چہرہ کے صدقے بادلوں سے بارش مانگی جائے، یتیموں پر مہربان، بیواؤں کی پناہ گاہ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹی یہ شان تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بُلا کر فرمایا کہ مجھے خیال ہے کہ میں آج (دوشنبہ کے دن)

وفات پا جاؤں گا۔ اگر میری وفات ہو جائے تو شام ہونے سے پہلے پہلے مجاہدین کو مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ کر دینا اور اگر میری وفات مؤخر ہو جائے تو صبح سے پہلے پہلے بھیج دینا اور کتنی ہی بڑی مصیبت کیوں نہ ہو دین کے کام اور اپنے اللہ کے حکم کی تعمیل میں میری وجہ سے رکاوٹ نہ پڑے۔ آپ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر دیکھ چکے ہو میں نے کیا طرز عمل اختیار کیا تھا۔ حالانکہ دنیا پر اس سے زیادہ مصیبت کا پہاڑ کبھی نہ ٹوٹا تھا۔

(سیرۃ صدیق اکبر رضا مصری ص ۱۲۷)

فرمایا آج دوشنبہ ہے مجھے اُمید ہے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق میری موت بھی آج ہی آجائے گی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کی وصیت کی۔

بیماری کے دوران آپ کی سب سے زیادہ تیمارداری ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی۔

وفات پر آخری کلمات جو آپ کی زبان مبارک پر جاری تھے وہ تھے "توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین" اے اللہ مجھے اسلام پر موت دے اور آخرت میں صالحین میں شامل فرمانا۔ مغرب وعشاء کے مابین دو سال تین ماہ دس دن کی مدت خلافت کے بعد خلافت وامامت کا آفتاب عالمتاب دنیا سے روپوش ہو گیا اور نور صدیقی، نور مصطفوی سے جاملا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

یہ جمادی الثانی ۱۳ھ دوشنبہ کا دن تھا۔ اس وقت آپ کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تریسٹھ سال تھی۔ (بمطابق ۲۳ اگست ۶۳۴ء)

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا اور آپ لڑکے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مدد کی (کتاب نزہۃ النواظر کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے غسل دیا)۔

نماز جنازہ مسجد نبوی میں منبر شریف اور حجرہ شریف مبارک کے دوران حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ نے چار تکبیر سے پڑھائی۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے ساتھ اس صورت میں آپ کو دفن کیا گیا کہ آپ کا سر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے برابر تھا۔ حضرت عمر، عثمان، طلحہ و عبدالرحمٰن (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے قبر میں اُتارا اور اس طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں دوسرا چاند اُتر گیا۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی وفات شدید ترین صدقہ تھا۔ مدینہ کے در و بام لرزہ براندام ہو گئے۔ مملکت اسلامیہ میں جُوں جُوں خبر پہنچی رہی صف ماتم بچھ گئی۔

آپ کی وفات پر صحابہ کرام کے تاثرات

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا----- اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حادثہ وفات کے بعد آپ کی وفات سب سے بڑا حادثہ ہے لیکن بہر حال اللہ کے حکم کے مطابق ہم صبر ہی کریں گے----- ابا جان میرا آخری سلام قبول کیجئے میں آپ کے مرنے پر جزع فزع نہیں کر رہی۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے باچشم پُرنم فرمایا:

--- اے خلیفہ رسول اللہ! آپ نے دنیا سے رخصت ہو کر قوم کو سخت محنت و مشقت میں ڈال دیا--- آپ کا سا ہونا تو درکنار اب تو کوئی ایسا بھی نہیں جو آپ کی گرد کو پہنچ سکے---

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کے دروازہ پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے پہنچے اور فرمایا: یوم انقطعت خلافۃ النبوۃ آج خلافت نبوت منقطع ہو گئی (طویل خطبہ جس میں آپ کے بے شمار محاسن اور اوصاف کا تذکرہ فرمایا)۔

(ترجمہ) ''اے ابوبکر! اللہ تم پر رحم فرماوے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب، مونس، معتمد، محرم راز اور مشیر تھے تم سب سے پہلے ایمان لائے۔ تم سب سے زیادہ مخلص مومن تھے۔ تمہارا یقین سب سے زیادہ مضبوط تھا۔ تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے اور دین کے

معاملے میں تکلیف اُٹھانے والے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب سے
زیادہ حاضر باش۔ اسلام پر سب سے زیادہ مہربان، حضور کے ساتھیوں کے لیے سب سے زیادہ
بابرکت، رفاقت میں سب سے بہتر مناقب وفضائل میں سب سے بڑھ کر پیش قدمیوں میں سب
سے افضل وبرتر۔ درجے میں سب سے اونچے۔ وسیلے کے لحاظ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے سب سے زیادہ قریب تر، سیرت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ، عادت، مہربانی
اور فضل میں صحابہ میں سب سے زیادہ بلند مرتبے والے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
سب سے زیادہ مکرم اور معتمد تھے۔ پس اللہ اسلام اور اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
سے تم کو جزاء خیر عطا فرماوے۔ تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ چشم وگوش تھے تم
نے آپ کی اس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے تکذیب کی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام
میں تم کو صدیق کہا----والذی جاء بالصدق و صدق به، تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ اس وقت غمخواری کی جب لوگ بخل کرتے تھے۔ ناخوشگوار حالات میں تم حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جم کر کھڑے رہے جب کہ لوگ بچھڑ گئے۔ تم نے سختیوں میں حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حق محبت حسن وخوبی سے ادا کیا۔ ثم ثانی اثنین اور رفیق غار تھے۔ تم
پرسکون نازل ہوا۔ تم ہجرت میں رسول اللہ کے ساتھ تھے۔ اللہ کے دین اور اُمت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے تم ایسے خلیفہ تھے جس نے اس وقت خلافت کا حق ادا کیا جب لوگ مرتد ہو گئے۔ تم
نے خلافت کا ایسا حق ادا کیا جو کسی پیغمبر کے خلیفہ سے نہ ہوسکا۔ تم نے اس وقت مستعدی دکھائی
جب تمہارے ساتھی سُست ہو گئے۔ تم نے اس وقت جنگ کی جب وہ عاجز ہو گئے تھے۔ جب
وہ کمزور ہو گئے تو تم قوی رہے۔ تم نے منہاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تھاما جب لوگ
پست ہو گئے۔ تم نزاع وتفرقہ کے بغیر خلیفہ برحق تھے۔ اگرچہ اس سے منافقوں کو غصہ، کفار کو رنج،
حاسدوں کو کراہت اور باغیوں کو غیظ تھا۔ تم امر حق پر قائم رہے جب لوگ بزدل ہو گئے۔ تم ثابت
قدم رہے جب وہ ڈگمگا گئے۔ تم اللہ کے نور کو لیے ہوئے بڑھتے رہے جب لوگ ٹھہر گئے۔ پھر

اُنہوں نے تمہاری پیروی کی اور ہدایت پائی۔تمہاری آواز ان سب سے پست تھی مگر تمہارا رتبہ ان سب سے بلند تھا۔تمہارا کلام سب سے سنجیدہ تھا اور تمہارا نطق سب سے زیادہ صحیح تھا۔تم سب سے زیادہ خاموش تھے۔تمہارا قول بلیغ تھا۔تم سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ معاملہ فہم عمل کے لحاظ سے سب سے زیادہ اشرف تھے۔خدا کی قسم تم دین کے سردار تھے جب لوگ دین سے ہٹے تو تم ان کے آگے تھے اور جب وہ دین کی طرف آئے تو تم ان کے پیچھے تھے۔تم مومنوں کے لیے رحمدل باپ تھے۔یہاں تک کہ وہ تمہاری اولاد بن گئے۔جن بھاری بوجھوں کو وہ اُٹھا نہ سکتے تھے تم نے ان کو اُٹھا لیا جس چیز کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا۔تم نے ان کو اس کی رغبت دلائی اور جو چیز انہوں نے ضائع کر دی تم نے اس کی حفاظت کی۔جس کو وہ نہیں جانتے تھے تم نے ان کو وہ چیز سکھائی جب وہ عاجز و درماندہ ہوئے تو تم نے تلوار کھینچ لی یعنی بہادری دکھائی جب وہ گھبرائے تو تم ثابت قدم رہے۔نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے ان کی دادرسی کی اور وہ اپنی ہدایت کے لیے تمہاری طرف رجوع ہوئے اور کامیاب ہوئے اور جو چیز ان کے گمان میں بھی نہ تھی ان کو مل گئی۔تم کفار کے لیے عذاب کی بارش اور آگ کا شعلہ تھے۔مومنوں کے لیے رحمت اُنس اور پناہ تھے تم نے اوصاف و کمالات کی فضا میں پرواز کی اور اس کا عطیہ پایا اور فضیلتیں حاصل کر لیں۔تمہاری محبت کو شکست نہ ہوئی تمہاری بصیرت کمزور نہیں ہوئی۔تمہارا نفس بزدل نہیں ہوا۔تمہارا دل کج نہیں ہوا اور منحرف نہیں ہوا۔تم اس پہاڑ کی مانند تھے جس آندھیاں ہلا نہیں سکتیں۔جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم رفاقت اور مالی اعتبار سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے تھے اور بقول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم جسماً گو کمزور تھے لیکن اللہ کے معاملے میں قوی تھے اور اپنی ذات میں متواضع اللہ کے نزدیک باعظمت اور لوگوں کی نظر میں بزرگ۔تمہاری نسبت نہ کوئی دھوکے میں تھا اور نہ حرف گیری کر سکتا تھا۔تم سے نہ کوئی (غلط) طمع رکھ سکتا تھا اور نہ تم کسی کی رعایت کرتے تھے۔ضعیف اور پست آدمی تمہارے نزدیک قوی تھا تم اس کو حق دلاتے تھے اور قوی تمہارے نزدیک ضعیف و ذلیل تھا۔تم اس سے حق لیتے تھے۔دور و نزدیک کے دونوں قسم کے آدمی تمہاری نگاہ میں

یکساں تھے جو اللہ کا سب سے زیادہ مطیع اور متقی ہوتا تھا۔ وہی تمہارا سب سے زیادہ مقرب تھا۔ تمہاری شان حق صدق اور نرمی تھی۔ تمہارا قول حکم قطعی اور تمہارا معاملہ بُردباری اور دُوراندیشی تھا اور تمہاری رائے علم وعزم تھا۔ تم نے فساد کا قلع وقمع کر دیا اور راستے ہموار ہو گئے۔ مشکل آسان ہوگئی۔ آگ بجھ گئی اور دین معتدل ہوگیا۔ ایمان قوی ہوگیا۔ اسلام اور مسلمان مضبوط ہو گئے۔ اللہ کا امر غالب ہو گیا اگرچہ کفار کو ناگوار ہوا۔ تم نے سخت سبقت کی اور اپنے بعد والوں کو تھکا دیا۔ تم خیر سے کامیاب ہوئے۔ تم اس سے بالاتر ہو کہ تم پر ماتم کیا جائے۔ تمہارے مرثیے آسمانوں پر پڑھے جا رہے ہیں اور تمہاری مصیبت تمام دنیا میں ظاہر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کے فیصلے پر راضی اور اپنا معاملہ اس کو سونپتے ہیں اور اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمہاری موت جیسا کوئی حادثہ مسلمانوں پر کبھی نازل نہیں ہوا تم دین کی عزت، جائے پناہ اور حفاظت گاہ تھے، مومنوں کے لیے تنہا ایک گروہ قلعہ اور دارالامن تھے۔ منافقوں کے واسطے سختی اور غضب تھے۔ پس اللہ تم کو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دے اور ہم کو تمہارے بعد تمہارے اجر سے محروم و گمراہ نہ کرے۔

(ریاض النضرہ جلد اول ص ۱۸۳، کنز العمال بر مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۳۶۶، ترجمہ صدیق اکبر نمبر، فیض الاسلام، تحفہ اثناء عشریہ ص ۴۵۶ بحوالہ کتاب الموافقہ ابن السلمان مخزن اخلاق ص ۷۴)

جب تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خطاب فرماتے رہے لوگ خاموش رہے لیکن جب اختتام کو پہنچے تو سب کی چیخیں نکل گئیں اور بیک آواز سب نے کہا اے رسول اللہ کے داماد آپ نے بے شک سچ فرمایا۔

حضرت حسان نے فرمایا:

(ترجمہ) اگر تم اپنے معتمد بھائی کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کارنامے یاد کرو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر سب سے زیادہ متقی وعادل اور اپنے فرائض

انجام دینے والے ہیں۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر میں قسم کھا کر کہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق وفاروق کو ایک ہی سرشت وطینت سے پیدا کیا تو میں اپنی قسم میں صادق ہوں گا۔

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح یوں فرمائی ہے:

ہر شخص کا مدفن وہیں ہوتا ہے جس جگہ کی مٹی اس کی سرشت وطینت میں ہوتی ہے اور شاہ ولی اللہ مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''روحوں کو اللہ تعالیٰ نے گروہ در گروہ پیدا کیا پھر جو روح اس وقت سے متعارف ہوئی دنیا میں بھی اسی سے مانوس ومالوف ہوئی اور وجود خارجی میں ایک جگہ تھیں اور بعد انتقال بھی ایک جگہ ہیں اور رہیں گی۔'' (فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۵۱)

بروایت حافظ ابوسعد بن سماں وغیرہ محدثین، نیز محمد بن عقیل بن ابی طالب سے کہ بے شک جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور ان کو چادر سے چھپا دیا گیا۔ ارتجت المدینہ بالبکأ لیوم قبض فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''تو لوگوں کی گریہ زاری سے مدینہ منورہ ہلنے لگا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن ہلا تھا۔

(تحفہ اثناء عشریہ ص ۴۵۶ بحوالہ کتاب الموافقہ ابن السمّان)

ابن مسیّب سے منقول ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے تو مکہ میں ایک زلزلہ آیا۔ (تاریخ خلفائے اسلام سیوطی اردو ص ۱۳۵)

خلافت حضرت ابوبکر صدیق کے چند واقعات مشہورہ

بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ اجتماع سقیفہ بروصال رسول کریم وبیعت خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۴ ربیع الاول ۱۱ھ جیش اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی۔

شعبان ۱۱ھ روانگی جنگی دستہ ہائے برائے سرکوبی مرتدین۔

ذوالحجہ ۱۱ھ جنگ یمامہ، ۱۲ھ حضرت خالد بن ولید کی بحرین پر فوج کشی اور حیرہ کی صلح، صفر ۱۲ھ جنگ ثنی و جنگ ولجہ، ربیع الاول ۱۲ھ حیرہ کا محاصرہ اور اس کی سپردگی۔

جب ۱۲ھ روانگی افواج بطرف عراق، ذی قعدہ ۱۲ھ جنگ فراض، اہل فارس، اہل روم اور بدوؤں کی شکست، ذوالحجہ ۱۲ھ حضرت سیف اللہ خالد بن ولید کا خفیہ حج کرنا۔ شروع ۱۳ھ حضرت خالد بن ولید کی عراق سے شام کو روانگی کے بعد حضرت مثنیٰ کا عراق میں داخلہ۔ ۱۳ھ جنگ بابل، جمادی الاول ۱۳ھ جنگ یرموک، ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ وصال حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

آپ کے عمال و عہدہ داران

قاضی القضاۃ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (طبری و ابن اثیر) ان کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت، عبداللہ بن مسعود (العقد الفرید) رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

کاتب حضرات زید بن ثابت و عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما وغیرہما (طبری)

جرنیل

حضرات اُسامہ بن زید، سیف اللہ خالد بن ولید، عکرمہ بن ابو جہل، شرجیل بن حسنہ، عرفجہ بن حصرشمہ، حذیفہ بن محصن، سوید بن مقرن، علاء بن الحضرمی، مہاجر بن ابی اُمیہ، خالد بن سعید بن العاص، عمرو بن العاص، ابو عبیدہ بن الجراح، یزید بن ابو سفیان، مثنیٰ ابن الحارث وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

عمال

عتاب بن اسید، عثمان بن ابو العاص، حذیفہ بن محصن، علاء بن الحضرمی، سوید بن

مقرن، مہاجر بن ابواُمیہ، عمرو بن العاص، مثنیٰ بن الحارث، یزید بن ابوسفیان، ابوعبیدہ بن الجراح،
ابوسفیان بن حرب، عمرو بن سعید، الحکم بن سعید، ولید بن عقبہ، عمرو بن معدی، جریر بن عبداللہ،
ذوالکلاع وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

خزانچی حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔ ''امین الامت''

آپ کی ازواج

قتیلہ بنت عبدالعزیٰ، اسماء بنت عمیس، ام رومان، حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہن۔

صاجزادے وصاجزادیاں

عبداللہ، عبدالرحمٰن، محمد، حضرت اسماء ذات النطاقین رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت
عائشہ صدیقہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا، ام کلثوم۔
آپ کی چار پشتیں صحابی تھیں اور یہ شرف بھی آپ کی ذات کے لیے مخصوص ہے آپ کے والدین
خود، لڑکے اور پوتے۔

آپ کی انگشتری

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری بحیثیت خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے
پاس تھی اور اپنی ذاتی انگشتری پر لکھا تھا۔ نعم القادر اللہ (اللہ تعالیٰ بہتر قدرت والا ہے)۔

متفرقات

جب انصار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر انعقاد خلافت کے لیے جلسہ
کیا تو آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا: ''آپ حضرات نے اپنی فضیلت میں جو کچھ فرمایا وہ صحیح ہے
اور آپ اس کے اہل ہیں۔ لیکن قبائل عرب سوائے اس کے کچھ تسلیم نہیں کریں گے کہ خلافت
قریش میں رہے''۔ (بخاری ومسلم وتاریخ الخلفاء کے حوالہ سے فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۲۰۳)

ان مختصر الفاظ میں استحقاق خلافت کا پورا فلسفہ پیش فرما دیا کہ شخصی فضیلت واہلیت سے ہی خلافت کا حق کسی کو نہیں پہنچتا بلکہ اس کے لیے نیک ہونا اور عوام میں مقبول ہونا نہایت لازمی ہے کہ جس کی قیادت پر لوگ متفق ہو سکیں۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر صحابہ نے مشورہ دیا کہ جیش اُسامہ کو روک دیا جاوے بصورت دیگر کسی تجربہ کار سپہ سالار کے ماتحت روانہ کیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کہ جس پرچم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھولا میں کیسے لپیٹ دوں۔ اور جس شخص کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر لشکر مقرر فرمایا میں اُسے کیسے معزول کرسکتا ہوں''۔ (احترام نبوی کی لازوال مثال اسے ہی کہا جا سکتا ہے۔)

(صدیق اکبر بحوالہ طبری)

ان الھجرۃ شانھا شدید، ہجرت کا معاملہ نہایت سخت تھا۔ (بخاری شریف)

سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے ساتھی کا معاملہ تو سب سے زیادہ شدید تھا جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت ان کے جذبہ صادقہ کی مظہر تھی۔

رسول اللہ کے شاتم کی سزا قتل ہے ایک موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی سے برہم ہو رہے تھے ایک صحابی نے عرض کیا اجازت ہو تو اسے قتل کر دوں۔ تو آپ نے فرمایا! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے یہ حق نہیں کہ کوئی شخص کسی کی گستاخی پر اُسے قتل کرے۔

(ابوداؤد کتاب الحدود)

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نزاع چکانے کے لیے قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں گئے نماز کا وقت ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امامت نماز کی دریں اثناء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور جماعت میں شریک ہو گئے ---------- تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ معلوم کر کے پیچھے ہٹنے کے لیے مڑے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ اپنی جگہ قائم رہو لیکن آپ پیچھے ہٹ گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی تکمیل فرمائی اور پوچھا جب میں نے حکم دیا تھا تو تم پیچھے کیوں ہٹے تو عرض کیا ابن قحافہ کا یہ منہ تھا کہ آپ کے آگے نماز پڑھائے۔ (اسوہ صحابہ جلد اول)

حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ابوبکر وعمر رضوان اللہ علیہم تشریف لے گئے جعفر بن محمد کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کہا تو انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ پڑھوائی۔ (کنزالعمال بر مسند امام احمد ج ۴ ص ۳۵۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بھی کوشش تھی اور نکاح میں شامل تھے حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا کا نکاح آپ ہی کی کوشش سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوا اور آپ نکاح کے گواہ تھے اور آپ کی ہی وساطت سے سامان جہیز خریدا گیا یہ اس رقم سے خریدا گیا جو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو زرہ کے بدلے ادا کر کے زرہ بھی واپس کر دی تھی وہی رقم بطور حق مہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پیش خدمت کی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالنورین کے لیے دُعائیں فرماتی تھیں۔

مسیلمہ کذاب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو سربلند فرمایا اور مسیلمہ قتل ہوا لیکن اس جنگ میں حفاظ قرآن صحابہ کرام کی ایک جماعت شہید ہوگئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حفاظ کرام کی شہادت سے بہت زیادہ اثر لیا اور خدمت صدیقی میں عرض کیا کہ خدانخواستہ اگر اسی طرح جنگوں میں حفاظ شہید ہو گئے تو قرآن مجید کی حفاظت پر فرق آئے گا لہذا قرآن مجید کو یکجا تحریر میں لایا جانا ضروری ہے کافی گفت وشنید کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو کاتبانِ وحی میں سے تھے بلا کر حکم دیا اور اس طرح حفاظت

قرآن مجید کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سرانجام ہوا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی ام رومان رضی اللہ عنہا متوفی ۶ھ کو حضرت رسول اللہ نے خود قبر میں اتارا اور دعائے مغفرت فرمائی۔ (یہ حضرت عائشہ و عبدالرحمن کی والدہ تھیں۔)

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر کئی فتنوں نے سر اٹھایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کے بقول کہ رسول کریم ﷺ کے وصال پر اتنے مصائب آئے کہ اگر پہاڑوں پر پڑتے تو ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

جیسا کہ جھوٹی نبوت کے دعویداروں کا فتنہ، کچھ کچے مسلمانوں کے ارتداد کا فتنہ، بعض لوگوں کا ادائیگی زکوٰۃ سے انکار، روانگی جیش اسامہ رضی اللہ عنہ جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب فرمایا تھا ایسے پُر آشوب وقت میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرم نے بھی لشکر اسامہ کی روانگی کو ملتوی کرنے کا مشورہ دیا کم از کم سالار لشکر تبدیل کرنے کا لیکن اسلام کے اس بطل جلیل پیکر استقلال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واشگاف الفاظ میں حکم دیا کہ یہ لشکر اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ہی جائے گا اور اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بھی جتلا دیا کہ بڑائی صرف عمر پر ہی منحصر نہیں اور اسلام کسی قسم کی جاہلی عصبیت اور حسب ونسب میں فضیلت کا روادار نہیں۔ (عمر ابونصر خلفائے محمد ص ۴۱)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز اور صدیقی برکت سے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ چالیس یوم میں فتح وظفر سے ہمکنار ہو کر واپس مدینہ منورہ پہنچے اور اس طرح جھوٹی نبوت کے دعویداروں اور عدم ادائیگی زکوٰۃ وغیرہ تمام فتنوں کا سر کچل کر رکھ دیا گیا۔

آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔ قرآن مجید جمع کیا۔ خلیفۃ الرسول ہوئے۔ والد کی زندگی میں خلیفہ ہوئے۔ بیت المال بنایا۔ عتیق کا لقب پایا۔ صدیق کا لقب پایا۔ رسول اللہ کے وعدے پورے کیے۔ رسول اللہ کے ساتھ تبلیغ کی۔ ہجرت کی، تمام جنگوں میں شامل ہوئے۔ بدر میں اور غار میں ثانی ہوئے قبر میں ثانی اور حوض پر بھی ثانی۔ پہلے امیر الحج۔

اپنے مکان پر مسجد بنائی اور وہاں سے تبلیغ کی۔ سب سے پہلے تبلیغی خطبہ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں مشرکین سے مجادلہ کیا اور خود شدید ضربات برداشت کیں، حضور اکرم کے حکم سے امامت فرمائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے نمازیں ادا فرمائیں۔ جنتی ہونے کی خوشخبری پائی، عشرہ و مبشرہ کے اوّل ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہی قرآن مجید حفظ کرلیا۔ اجتہاد کے اصول اربعہ مقرر فرمائے۔

(اولیات صدیقی کے سلسلہ میں کتابچہ اولیات صدیقی مرتبہ محمد سلطان نظامی قابل مطالعہ ہے)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہی ہیں۔ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سُسر بھی ہیں، اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی اُم فروہ رضی اللہ عنہا حضرت محمد الباقر بن علی زین العابدین کی زوجہ ہیں اور اس طرح حضرت جعفر الصادق اور ان کی تمام اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پوتے اور حضرت صدیق اکبر کے نواسے ہیں۔ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیھم)

اختتامیہ

سائنس کے اس ترقی یافتہ دور میں جب کہ سائینسدان چاند سے بڑھ کر مریخ تک جس کا زمین سے قریباً ۳۳ کروڑ میل کا فاصلہ ہے۔ پہنچنے میں کامیاب ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی آسمان کے ستاروں کی تعداد معلوم کرنے میں قاصر ہیں تو ایک ایسی شخصیت جس کی ایک دن کی نیکی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی بھر کی نیکیوں جو ستاروں کے برابر ہیں کی مماثل ہو جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں فرمان نبوی ہے تو کوئی انسان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل لکھنا تو کجا شمار بھی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا اپنی بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے یہ لکھنے پر مجبور ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان شخصیت اس سے بلند و بالاتر ہے کہ کوئی ان کا حق ادا کر سکے جب کہ ہمارے آقا و مولا محسن کائنات حضور محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ

عنہ کے اتنے احسان ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بروز قیامت بدلہ عطاء فرمائے گا۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ مدح گویاں وابستگان صدیقی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شفقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور اللہ تعالیٰ کی رحیمی اور کریمی سے قابل رشک مراتب حاصل کر سکیں۔ (آمین)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کی خاک راہ سے دامن اقبال پھولوں سے بھر جاتا ہے اور خواب میں جن کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد حکیم الامت رحمتہ اللہ علیہ بایں الفاظ خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

گفتمش اے خاصہ خاصانِ عشق   عشق تو سر مطلع ایوان عشق
پختہ از دستش اساس کا ما   چارہ فرمائے آزار ما

(سُنّت خیر الانام)

رضینا بالله تعالیٰ رباً و بالا سلام دیناً محمدٍ صلی الله علیه وسلم نبیاً رسولاً و بالقراٰن اما ماً وبالكعبة قبلةوبالصلوٰة فريضة وبالمومنين اخواناًوبالصديق وبالفاروق وبذی النورين وبالمرتضیٰ آئمة. رضوان الله تعالیٰ عليهم اجمعين.

(اوراد فتحیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل

حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیعہ کتب کی روشنی میں

(حصہ دوم)

تصنیف وتالیف

ابوالاحسن محمد محبوب الٰھی رضوی

ناشر

میاں امام الدین (ٹرسٹ)

مکتبہ اسلامیہ (لائبریری) 5-ڈی سبزہ زار لاہور-54780

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(شیعہ کتب کی روشنی میں)

ابوالاحسن محمد محبوب الٰہی رضوی

اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کو آخری نبی کی حیثیت سے مبعوث فرمایا تو زمانہ کے بہترین افراد کو آپ کی صحابیت کا شرف بخشا۔ وہ آپ کی محبت میں سرشار تھے۔ اسلام کی خاطر اپنی جان و مال نثار کرنا ان کا شعار تھا۔ بے شمار تکلیفوں اور رکاوٹوں کے باوجود وہ اسلام کی سربلندی کے لیے مصروف جدوجہد رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اُن کے شامل حال تھا۔ وہ اسلام کا پرچم لے کر ہر چہار طرف بڑھتے چلے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور مخالفین کی سازشوں کا قلع قمع کر دیا گیا آپ کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو اشاعت اسلام اور مملکت کی حدود میں مزید وسعت ہوتی گئی عساکر اسلام کی یلغار کی تاب مقابلہ نہ لاکر ہزیمت خوردہ قوتوں خصوصاً یہودیوں اور مجوسیوں نے مسلمانوں میں اندرونی خلفشار پیدا کرنے کے لیے سازشیں شروع کر دیں۔ انہی لوگوں نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت شہید کر دیا جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں نماز کی امامت فرما رہے تھے۔ پھر یہ سازش بدباطن عبداللہ بن سباء مسلم نما یہودی منافق کی تحریک سے کھُل کر سامنے آگئی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جھوٹے الزام لگانے کے بعد ان کو بحالت روزہ وقرآن خوانی اور کئی دن اُن کے مکان میں محبوس رکھنے کے بعد شہید کر دیا گیا۔ اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کر کے آپس میں قتل وقتال تک نوبت پہنچا دی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

زمانہ خلافت میں قریباً پچاسی ہزار مسلمان شہید ہو گئے۔ فتوحات اور تبلیغ کا سلسلہ رک گیا۔ سبائیوں کے لیے یہ امر باعث مسرت تھا اس کے باوجود وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے جذبہ ایمانی سے بے خبر نہ تھے اکابرین اسلام کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد کوفہ میں داخل ہوتے ہوئے مضروب کر دیا گیا اور وہ شہید ہو گئے، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے اور بچ گئے۔ عمرو بن العاص کی جگہ دوسرے بزرگ شہید ہو گئے، حضرت حسن کو حضرت علی کا جانشین بنایا گیا تو ان کی بصیرت نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر زمام خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر کے مسلمانان عالم کو پھر متحد کر دیا۔ نصرت الٰہی سے تبلیغ اسلام اور فتوحات کا سلسلہ پھر جاری ہو گیا۔ اسلام کی دھاک دنیا بھر میں بیٹھ گئی۔ اب انتشار پسند عناصر نے دوسرا راستہ اختیار کر لیا۔ اسلام میں ایک نئے فرقہ کا آغاز کر کے مسلمانوں کو مذہبی رنگ میں برسر پیکار کر دیا اس نئے فرقہ کا کام بزرگان اسلام پر طعن کرنا تھا۔ ان کا یہ محاذ نسبتاً کامیاب ہوا، لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دائمی معجزہ ہے کہ جب کبھی ان لوگوں نے ناشائستہ جذبات کا اظہار کیا تو ان ہی کی زبان وقلم سے ان حضرات کے بارے میں کچھ کلمات خیر بھی وجود میں آگئے۔ اگرچہ ان کی کتب ہمارے لیے کسی بھی درجہ میں قابل قبول نہیں لیکن ہمارے واجب الاحترام بزرگوں کے بارے میں جو کلمات خیر ان میں درج ہو گئے ہیں وہ مخالفین پر حجت اور ہمارے لیے اضافہ محبت وعزت کا باعث ہیں۔ لہٰذا اسی جذبہ نیک کے ماتحت افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مخالفین کی کتب سے کچھ کلماتِ حسنہ اکٹھے کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

مُسلم اوّل

آیت: والسابقون الاولون من المھاجرین والانصارہ کی تفسیر کرتے ہوئے مشہور ومعروف شیعہ عالم علامہ طبرسی تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لائیں اور اس کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ (بحوالہ کتاب مقام صحابہ حکیم فیض عالم ص ۲۰)

علامہ طبرسی دوسری جگہ لکھتے ہیں ''حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے''۔ (تفسیر مجمع البیان جلد ۳/ ۶۵ بحوالہ مقام صحابہ ص ۲۱)

ایک اور شیعہ عالم یوں رقمطراز ہے:

''بے شک یہ درست ہے کہ گو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے اسلام قبول کیا لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے اسلام ظاہر کیا''۔

(شرح نہج البلاغۃ مؤلفہ عبدالحمید بن ابی الحدید شیعہ جز ۴/۲۱۳)

مبلغ اول

چوں صدیق مسلمان شد روز دیگر ابو عبیدہ بن الجراح، ابو سلمہ مخزومی، عثمان بن مظعون وارقم بن ارقم را بخدمت سید الثقلین آوردتا مومن وموحد ومسلمان شُدند۔

(ناسخ التواریخ ۲/۵۶۳، روضۃ الصفا ۲/۳۷)

یعنی جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے تو دوسرے دن ہی آپ (حضرات) ابو عبیدہ بن جراح، ابو سلمہ، عثمان بن مظعون وارقم (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے تاکہ انہیں مومن مسلمان موحد فرما دیں۔

شد اصحاب خاص رسول امین، ازو رخ برافروخت دین مبین ابو بکر صدیق وفاروق دین، شدہ جان فدائے رسول امین ﷺ۔ (حملہ حیدری ص ۴۱)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب خاص جن کے ذریعے دین اسلام کو ترقی ہوئی (یعنی تبلیغ ہوئی) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان فدا کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔

صدّیق

ہم پہاڑ پر حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے کہ اچانک پہاڑ ہلنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آرام پکڑ تجھ پر ایک نبی (خود) صدیق (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سوا کوئی نہیں۔ (احتجاج طبرسی)

جیسا کہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرد ہیں کہ اللہ نے نبی کی زبان سے ان کا نام صدیق رکھوایا۔

چوں صدیق مسلمان شد — یعنی جب ابوبکر (صدیق) مسلمان ہوئے۔

(ناسخ التواریخ ۲/۵۶۳، روضۃ الصفا ۲/۳۷)

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ تلوار کو چاندی چڑھانا جائز ہے تو آپ نے فرمایا ہاں جائز ہے۔ کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار کو چاندی چڑھائی تھی۔ اس پر راوی نے متعجب ہو کر عرض کیا۔ آپ ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں؟ تو امام نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر فرمایا:

"نعم الصدیق، نعم الصدیق فمن لم یکن له الصدیق فلاصدق الله قوله فی الدنیا والاخرة" (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ ایران ص ۲۶۰)

ترجمہ: "ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں جو اُن کو صدیق نہ کہے خدا تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی بات سچی نہ کرے"۔

دوران ہجرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم انت صدیق" (تفسیر قمی ص ۱۰۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابوبکر) تم صدیق ہو۔

والذی جاء بالصدق وصدق به (آیت پارہ ۲۴ کی تفسیر)

قیل الذی جاء بالصدق رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم وجاء وصدق به ابوبکر

یعنی جاء بالصدق سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدق بہ سے مراد ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ (تفسیر مجمع البیان ۴/۴۹۸)

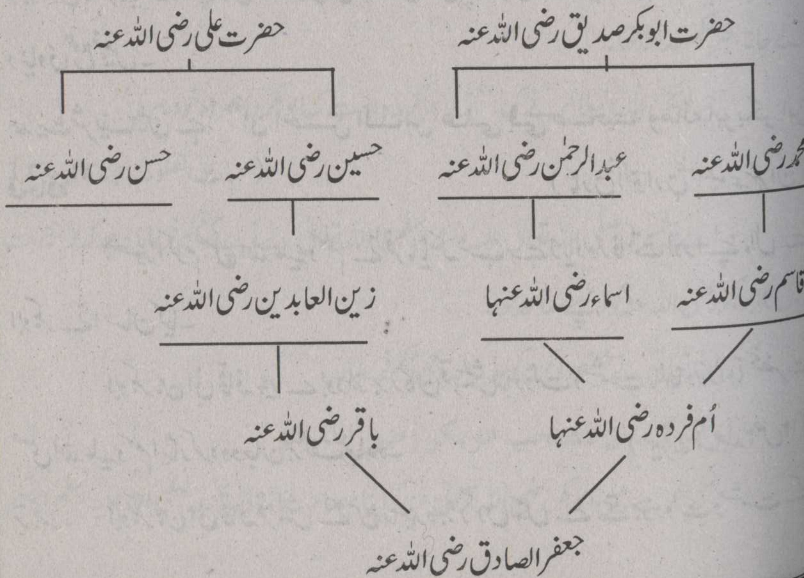
جناب جعفر الصادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۴۹ھ سے روایت ہے کہ جناب ابوبکر میرے نانا ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی شان اور عزت نہ دے اگر میں صدیق کی عزت وعظمت وتعظیم وتکریم کو تسلیم نہ کروں۔ (احقاق الحق ص ۷)

نیز فرمایا: ''والدنی الصدیق مرتین'' (احقاق الحق ص ۷)

یعنی صدیق نے مجھے دو دفعہ جنا جس کی تشریح یوں ہے۔ مادرش اُم فردہ دختر قاسم بن محمد بن ابوبکر بود و مادرم فردہ دُختر اسماء دختر عبدالرحمٰن بن ابوبکر بود (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(جلاء العیون، صافی شرح اصول کافی، کشف الغمہ احتجاج طبرسی)

شجرہ



''خلافت راشدہ کا انداز حکومت'' کے زیر عنوان پہلی چار خلافتوں کا تذکرہ اس ترتیب سے کیا گیا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(الفخری اردو ص ۳۲ مؤلفہ محمد علی ابن علی ابن صباطبا ترجمہ محمد جعفر شاہ پھلواروی)

تقویٰ اور مالی و جانی قربانی

آیت شریفہ: ''سینجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی'' کی تفسیر عن ابن زبیر قال ان الاٰیۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین اسلموا مثل بلال وعامر بن فھیرہ وغیرھما واعتقھم (تفسیر مجمع البیان علامہ طبرسی)

یعنی ابن زبیر سے روایت ہے کہ یہ آیت شان ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نازل ہوئی انہوں نے غلاموں کو جو اسلام لائے اپنے مال سے خریدا جیسا کہ بلال اور عامر بن فہیرہ اور ان کو آزاد کیا۔ اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتقی (بڑا متقی) فرمایا کہ وہ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں محض پاکیزگی کے لیے خرچ کرتا ہے۔ اُسے کوئی دنیاوی طمع نہیں۔

حدیث شریف میں ہے: ''ان احسن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر ابن قحافہ'' (تاریخ التواریخ مطبوعہ تہران)

حضور اکرم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ رفاقت اور اپنے مال سے ابوبکر نے احسان کیا۔

ابوبکر بن ابی قحافہ پیرے بود از بزرگان قریش با دولت وحشمت مالہا در راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایثار کردہ وجان بر کف نہادہ۔ (سیر آلائمہ جلد ۲ ص ۱۲)

ترجمہ: ابوبکر بن ابی قحافہ قریش کے سن رسیدہ بزرگوں میں سے تھے جو دولت وحشمت کے

مالک تھے اور انہوں نے اپنا مال نبی ﷺ کی ذات پر قربان کر دیا اور آپ کے لیے اپنی جان ہتھیلی پر رکھے خدمت میں رہے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر، ابوذر اور سلمان فارسی رضوان اللہ علیہم کے بارے میں فرمایا:

من ازهد من هولاء وقد قال فيهم رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم

یعنی ان تینوں سے زیادہ کون زاہد ہے۔ (فروع کافی جلد دوم)

نبی ﷺ غار میں حضرت ابوبکر کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ کسی سوراخ سے سانپ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کو ڈسا۔ مگر وہ یارِ غار اُف تک زبان پر نہ لائے۔

(ثبوت نبوت ڈاکٹر نور حسین ص ۳۱ بحوالہ مقام صحابہ ۲۱)

مصاحب و رفیق ہجرت

وبہمہ حال رفتن محمد و بردن ابوبکر بے فرمان خدا نہ بود (مجالس المومنین مجلس پنجم)

بہر صورت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے جانا بغیر حکم خدا نہ تھا۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا: "ترا امر کردہ است کہ ابوبکر را ہمراہ خود ببری"

(حیات القلوب جلد ۲ ص ۳۱)

اے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ (ہجرت میں) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لو۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم کو بذریعہ وحی حکم فرمایا۔

وامرك ان تتصحب ابوبكر رضى الله عنه

کہ ہجرت میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا مصاحب بناؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔

ارضیت ان تکون یا ابو بکر تطلب کما اطلب و تعرف بانک انت الذی تجنتی علی ادعیه فتحمل علی انواع العذاب

اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا تم راضی ہو کہ میرے اس سفر ہجرت میں میرے ہمراہی ہو کہ جس طرح کفار قریش مجھے قتل کرنے کے لیے تلاش کریں اسی طرح تم کو بھی قتل کے لیے تلاش کیا جاوے اور یہ بھی مشہور ہو جائے کہ تم نے ہی مجھے اس کام پر آمادہ کیا ہے۔ جس کا میں دعویٰ کرتا ہوں اور میری رفاقت کے سبب تم پر بھی طرح طرح کے عذاب ہوں۔ جواباً حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

یارسول الله انا لوعشت عمر الدنیا اعذب فی جمیعا اشدالله العذاب لاینزل علی موت مریح ولا فرج یتج و کان ذالک فی محبتک لکان احب الی من ان اتنعم فیها و انا لک لجمیع مما لیک ملوکهافی مخالفتک وما اهلی وولدی الا فداء ک

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں تو وہ شخص ہوں کہ آپ کی محبت کی خاطر سخت ترین بلاؤں میں گرفتار ہو جاؤں اور قیامت تک ان میں پھنسا رہوں تو یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ آپ کو چھوڑ کر دنیا کی سلطنت قبول کروں۔ میرے جان و مال اور اہل وعیال سب کے سب آپ پر قربان ہوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا:

لا جرم ان اطلع الله علی قلبک ووجد ما فیه موافقالهم لماجری علی لسانک جعلک منی بمنزلة السمع والبصر والرأس من الجسد وبمنزلة الروح من البدن (تفسیر امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہوا اور اس نے تیرے دل کی بات تیری زبان کے موافق پائی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھ کو میرے لیے صادق المحبت راسخ الاعتقاد جان نثار وفادار

اور کامل مومن پایا۔ بالیقین اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بمنزلہ میرے سمع و بصر کے بنایا اور تجھ کو میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو کہ سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہوتی ہے۔

ثانی اثنین اذھما فی الغار کی تفسیر میں امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہجرت کا سفر مشکلات ایذاؤں اور صعوبتوں کا سفر تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہجرت میں رفاقت سفر کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا۔ (تفسیر حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ)

لا تحزن ان اللہ معنا کے زیر تشریح حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب نبی ﷺ غار میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ایک کشتی دیکھ رہا ہوں جس میں جعفر اور اس کے ساتھی ہیں۔ (ہجرت حبشہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ انہیں دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی دکھائیے تو نبی ﷺ نے ان کی آنکھوں پر مسح کیا پس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جعفر اور ان کے ساتھیوں کو دیکھ لیا۔ (ترجمہ تفسیر قمی مطبوعہ ایران ص ۱۰۷)

شب ہجرت جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک زخمی ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔

(حملہ حیدری مختصراً)

بہ تغیر الفاظ یہی مضمون دیکھیے: (غزوات حیدری مرزا باذل)

افضلیت وفضائل

ولا یاتل اولو الفضل منکم (آیت سورہ نور) کے ضمن میں

یہ آیت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ مسطح آپ کا غریب رشتہ دار تھا جس کی وجہ سے آپ اسے ہمیشہ کچھ وظیفہ دیا کرتے تھے۔ واقعہ افک کے بعد

انہوں نے وظیفہ بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کشائش والے اور فضل والے (یعنی حضرت ابوبکر صدیق) لوگ اپنے رشتہ داروں سے ہاتھ نہ کھینچیں۔ (تفسیر مجمع البیان ۴/۱۳۲)

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم قد افلح من زکھا الذی جاء بالصدق وصدق به کی تشریح میں انا حسن الناس علی صحبته وماله ابوبکر

(ناسخ التواریخ جلد ا کتاب ۲ ص ۵۲۴ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ رفاقت احسان اپنے مال سے مجھ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ما سبقکم ابوبکر بصوم ولا صلوٰة ولکن لشیٔ قدنبه صدره"

(مجالس المومنین ص ۸۹ تہران نور اللہ شاستری)

یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سبقت وفضیلت صوم وصلوٰۃ سے ہی نہیں بلکہ ان کے دل کی عقیدت واخلاص کا ثمرہ ہے۔

امام محمد تقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا منکر نہیں لیکن حضرت ابوبکر صدیق فاروق اعظم سے افضل ہیں"۔

(ترجمہ احتجاج طبری ص ۲۵۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لی وزیران من اهل السماء جبرائیل ومیکائیل ووزیران من اهل الارض ابوبکر وعمر رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین

آسمان والوں میں میرے دو وزیر جبرائیل ومیکائیل ہیں اور زمین والوں میں دو وزیر (حضرت) ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہیں۔ (الحدیث الفخری اردو ص ۳۱۷)

حضرت علی وزبیر رضوان اللہ علیہم نے فرمایا کہ ہم نے سوائے اس مشورہ کے کوئی اور

فیصلہ نہیں کیا کہ ابوبکر

"ابوبکر احق الناس بها انه لصاحب الغار وانا لنعرف له سننه ولقد امره رسول الله صلی الله علیه وسلم بالصلوة وهو حی"

(شرح نہج البلاغۃ جز و ۵ ۲/۷)

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنوں میں سے یقیناً سب سے زیادہ (خلافت) حقدار جانتے ہیں کیونکہ وہ صاحب غار ہیں، ہم ان کے خصائل سے واقف ہیں (خصوصاً) جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں ان کو امامت نماز کا حکم فرمایا تھا۔

حضرت امام جعفر الصادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے حضرات ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے فرمایا:

"هما امامان عادلان تاسلطان کانا علی الحق وماتاعلیه فعلیهما رحمة الله یوم القیامة" (رسالہ ادلہ نقیہ مؤلفہ سید محمد مجتہد)

وہ دونوں ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام عادل و منصف تھے اور حق پر تھے اور حق پر ہی وہ فوت ہوئے۔ بروز قیامت ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں گی۔

بیعت رضوان کے سلسلہ میں کسی کو اختلاف نہیں کہ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کے سلسلہ میں ہوئی اور حضرات ابوبکر، عمر، علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) و دیگر قریباً چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے یہ بیعت کی تو ان کے لیے:

آنحضرت فرمود بدوزخ نرود یک کے ازان مومناں کہ او زیر شجر بیعت کردند و آن را بیعت رضوان نام نہادہ اند و بجہت آن کہ حق تعالیٰ در حق ایشاں فرمود "لقد رضی الله عن المومنین اذیبایعونک تحت الشجرة" (خلاصہ المنہج علامہ کاشانی)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے سب کے سب جنتی ہیں اور اس بیعت کو بیعت رضوان کا نام دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب دیا۔ (ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شمولیت کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں)

دران روز ہزار چہار صد کس بودیم در آن روز من از حضرت شنیدم کہ آنحضرت خطاب بخاطران فرمودہ کہ شما بہترین اہل روئے زمین اندو ما ہمہ دران روز بیعت کردیم و کسے از اہل بیعت نکث نہ نمود مگر اجدن قیس کہ آن منافق بیعت خود را شکست (خلاصہ المنہج علامہ کاشانی)

یعنی جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ اس دن ہم چودہ سو صحابہ تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم تمام روئے زمین کے رہنے والوں سے بہتر ہو۔ ہم نے اس دن بیعت کی اور ان میں سے کسی نے بیعت نہیں توڑی، سوائے اجد بن قیس منافق کے۔

طائفہ از معاف کوفہ با زید بیعت کردہ بودند در خدمتمش حضور یافتہ گفتند رحمک اللہ در حق ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ چہ گوئی؟ فرمودہ در بارہ ایشاں جز بخیر سخن نہ کنم و از اہل خود و نیز در حق ایشاں جز سخن خیر نہ شنیدہ ام--- بالجملہ زید فرمود ایشاں را بر کے ظلم و ستم نراندند و بکتاب وسنت رسول کار کردند (ناسخ التواریخ از مرزا تقی لسان الملک ۲/۹۰)

(صاحب عمدۃ الطالب تحت اخبار زید نے اس کی توثیق کی) یعنی کوفہ کے مشہور ترین لوگوں کے گروہ نے جس نے حضرت زید (ابن زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) سے بیعت کی تھی حاضر خدمت ہو کر عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا میں ان کے حق میں سوائے کلمہ خیر کے اور کچھ نہیں کہتا اور اپنے اہل خاندان سے بھی میں نے ان کے بارے میں سوائے کلمہ خیر کے کچھ نہیں سنا--- حاصل یہ کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کسی پر ظلم وستم نہیں کیا اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر کاربند رہے۔

ثم ان المسلمین من بعدہ استخلفو بہ امیرین الصالحین عملاً بالکتاب والسنۃ واحسنا السیرۃ ولم یعد والسنۃ

پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد مسلمانوں نے دو نیک امیروں کو آپ ﷺ کا جانشین (خلیفہ) مقرر کیا۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا۔ اچھی خصلت اختیار کی اور سنت سے تجاوز نہ کیا۔ ظاہر ہے اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہی ہیں۔

(مکتوبات حضرت علی رضی اللہ عنہ، ص ۵۳، بحوالہ طبری، النجوم الزہرہ، شرح ابن ابی الحدید)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔۔

ترجمہ: تمہارے گمان میں اسلامی فضیلت اور خدا اور رسول اللہ کی خیر خواہی میں سب سے افضل خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ میں حلفیہ کہتا ہوں۔ **ان کان مکا نهما فی الاسلام تعظیماً**

بے شک اسلام میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔

(مکتوبات علی ص ۸۳، بحوالہ عقد الفرید۔ نہج البلاغۃ شرح ابن ابی حدید، کتاب الصفین)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔۔

"(اے معاویہ) اگرچہ تم شام میں تھے لیکن میری بیعت مدینے میں تم پر لازم آگئی کیونکہ میرے ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی تھی جنہوں نے ابوبکر عمر اور عثمان (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے کی تھی اور یہ بیعت بھی اسی خلافت پر تھی جس پر لوگ پہلے خلفاء کی بیعت کر چکے تھے۔ اس کے بعد پھر نہ کسی حاضر کو کوئی اختیار باقی رہا اور نہ کسی غائب کو حق استرداد اور حقیقت میں شوریٰ کا حق بھی مہاجرین و انصار ہی کا ہے جب وہ کسی شخص پر اتفاق کر لیں اور امام بنالیں تو اس کو خدا کی پسند اور رضا سمجھنا چاہیئے۔

(مکتوبات علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الامامتہ والسیاسۃ اخبار الطوال، تذکرہ خواص الائمہ نہج البلاغۃ شرح ابن حدید وغیرہ)

اس مکتوب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کے اصول کا ذکر فرمایا ہے کہ

خلیفہ انصار اور مہاجر منتخب کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے خلفاء ثلاثہ کو منتخب وتسلیم کیا۔ خلفاء ثلاثہ برحق تھے۔ جس شخص پر مہاجر و انصار کا اتفاق ہو جائے وہ امام ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور پسند سمجھا جائے گا بالفاظ دیگر ماموُر من اللہ سمجھ کر اس کی اطاعت کی جائے گی اس سے روگردانی ناجائز اور خلاف اسلام ہوگی۔ (ابوالاحسن رضوی)

کہ خورشید بعد از رسولاں مہ

نہ تابد برکس زبو بکر بہ

(شاہنامہ فردوسی)

(حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ یہ آفتاب انبیاء ورسُل کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر کسی شخص پر نہیں چمکا)

عن الحسن بن علی رضی الله تعالی عنه قال قال رسول صلی الله علیه و آله وسلم ان ابا بکر منی بمنزلة السمع وان عمر منی بمنزلة البصر وان عثمان منی بمنزلة الفؤاد

(معانی الاخبار لابن بابویہ القمی تفسیر حسن عسکری پارہ اول)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے نزدیک بمنزلہ کان اور عمر بمنزلہ بصارت وعثمان بمنزلہ دل کے ہیں۔

پس جبرائیل نازل ہوئے اور ان کا قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا اور۔

از جانب خدا مامور گردانید آنحضرت را کہ ابوبکر را با چہار ہزار سوار مہاجراں وانصار بہ جنگ ایشاں بفرستد۔ (حیات القلوب جلد دوم۔ بحوالہ نصیحۃ الشیعہ ص ۳۲۳)

خدا کی طرف سے حضرت کو مامور فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار ہزار سوار مہاجرین وانصار کے ساتھ ان سے لڑنے کے لیے بھیجیں۔

یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انصار و مہاجرین پر سالار لشکر بحکم خداو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا۔

قریش کے ایک نوجوان نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا، یا حضرت میں نے آپ سے ابھی خطبہ میں فرماتے سُنا ہے۔

اللھم اصلحنا بما اصلحت به الخلفا الراشدین فمن هما قال جیبائی و عماک ابو بکر و عمر اماما الهدی و شیخنا الا سلام و رجلا قریش والمقتدی بها بعد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم من اقتدی سبهما عصم ومن اتبع آثار هما هدی الی صراط مستقیم۔

ترجمہ: اے میرے اللہ ہم پر اسی طرح مہربانی کے ساتھ کرم فرما جو مہربانی و کرم تو نے خلفاء راشدین پر فرمایا ہے تو وہ خلفاء راشدین کون ہیں؟ حضرت علی نے فرمایا وہ میرے پیارے اور تیرے چچا ہیں۔ ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم وہ دونوں ہدایت کے امام ہیں اور دونوں اسلام کے پیشوا۔ دونوں قریش کے مردوں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت کے مقتداء اور پیشوا جس نے انکی پیروی کی وہ جہنم سے بچ گیا اور جس نے ان کی اقتداء کی اس نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی۔

مختصراً علی (زین العابدین) بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عراقی حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں بُرے الفاظ استعمال کرنے لگے حضرت نے ان سے پوچھا کیا تم مہاجرین اولین سے ہو جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے گھروں اور مالوں کو چھوڑ آئے جو اللہ اور رسول کی مدد کرتے تھے اور وہ سچے تھے تو ان عراقیوں نے عرض کیا نہیں۔ تو پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم ان میں سے ہو جنہوں نے اپنے ان مہاجر بھائیوں کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو تیار کر رکھا تھا اور جو کچھ ان مہاجرین کو دیا گیا تھا اس پر اپنے دل میں کوئی کدورت نہ رکھتے تھے اور اپنے اوپر مہاجرین کو ترجیح دیتے تھے حالانکہ وہ

خود بھی حاجت مند تھے تو عراقیوں نے عرض کیا نہیں (یعنی وہ مہاجرین اور انصار میں سے نہیں ہیں) تو آپ نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں (جب کہ تم پہلی جماعتوں میں سے نہیں ہو)۔

وانا اشهد انكم لستم من الذين قال الله فيهمو الذين جآؤ امن بعد هم يقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولاتجعل فى قلوبنا غلا للذين امنو اخرجو عنى فعل الله بكم (کشف الغمہ ص ۱۹۹ مطبوعہ ایران)

کہ تم ان مسلمانوں میں سے بھی نہیں ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ مسلمان لوگ جو مہاجرین اور انصار کے بعد آئیں گے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ سبقت لے چکے ہیں اور ایمان والوں کے متعلق ہمارے دلوں میں کسی قسم کا کھوٹ، بغض کینہ، حسد یا عداوت نہ ڈال

یہ فرما کر آپ نے حکم دیا کہ میرے یہاں سے نکل جاؤ اللہ تمہیں ہلاک کرے۔

(یعنی حضرت علی زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حضرات شیخین کریمین ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کے بد گو منہ لگانے کے قابل نہیں)۔

ان عليا عليه السلام قال فى خطبته خير هذه الامة بعد نبيها ابوبكر و عمر

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سب سے افضل ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

بعض روایتوں میں تفصیلاً آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع ملی کہ

ان رجلا تناول ابابكر وعمر بالشنيعة فدعى به وتقدم بعقوبة لعد ان شهد واعليه بذالك (حوالہ مذکور)

ایک شخص نے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں سبّ کیا ہے تو آپ نے اس کو طلب فرما کر بعد شہادت سزا دی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان:

فی ابی بکر رحم اللہ ابابکر کان واللہ للفقرا رحیما وللقران تالیا وعن المنکر ناھیا والدینہ عارفا ومن اللہ خائفا وعن منھیات زاجرا وبالمعروف آمرا وباللیل قائما وبالنھار صائما فاق اصحابہ ورعا وکفافاوسادھم زھدا وعفافافغضب اللہ علی من ینقصہ ویطعن علیہ

(تاریخ التواریخ ج ۵ کتاب ۲ ص ۱۴۳۔۱۴۴)

اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحمت فرمائے اللہ کی قسم وہ فقیروں کے لیے رحیم تھے۔قرآن کریم کی ہمیشہ تلاوت کرنے والے بُری باتوں سے منع کرنے والے دین کے عالم اللہ سے ڈرنے والے بُرے کاموں سے منع کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے تمام صحابہ پر پرہیزگاری اور تقویٰ میں فوقیت رکھنے والے دنیا سے بے رغبتی اور پاکدامنی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے ان کی تنقیص شان کرنے والے اور ان پر طعن کرنے والے پر اللہ کا غضب ہو۔

بزمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور انکی اولاد سے تعلقات

حضرت محمد باقر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان ابو بکر و عمر و عثمان کا نوا یرفعون الحد و دائے علی بن ابی طالب علیہ السلام (جعفریات مطبوعہ تہران ص ۱۳۳)

بے شک ابوبکر وعمر وعثمان رضوان اللہ علیہم نے حدود کے فیصلے (اپنے اپنے زمانہ خلافت میں) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کرر کھے تھے۔

وکان من یؤخذ الفقہ فی ایام ابی بکر علی بن ابی طالب ، عمر بن خطاب، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت و عبداللہ بن مسعود.

(تاریخ یعقوبی احمد بن یعقوب بن جعفر)

یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں (حضرات) علی عمر معاذ ابی بن کعب زید عبداللہ (رضوان اللہ علیہم) سے فقہی مسائل دریافت کئے جاتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ''الصہبا'' نامی ایک لونڈی غنائم قبائل بنی تغلب سے حاصل ہوئی جو آپ نے حضرت علی کو عطا فرمائی جس سے ایک لڑکا عمر اور لڑکی رقیہ توام پیدا ہوئے یہ لونڈی حضرت خالد بن ولید لائے تھے۔

واما عمر و رقية فانهما سبية من تغلب يقال لها الصهبا سبيت فی خلافة ابی بكر و امارة خالد بن وليد بعين التمر.

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید اولاد علی) (عمدۃ الطالبین فی انساب آل ابی طالب)

محمد بن حنفيه امه خولة بنت جعفر بن قيس وهی من سبی اهل الردة (عمدۃ الطالب)

جنگ یمامہ میں خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر سرکردگی خولہ بنت جعفر بن قیس قید ہو کر آئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کو عنایت فرمائی جس سے محمد بن حنفیہ تولد ہوئے۔

درروایات شیعہ وارد شدہ است کہ چوں اسیراں را بہ نزد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آوروند مادر محمد بن حنفیہ آنہی بود۔ (حق الیقین ملا محمد باقر مجلسی)

شیعہ روایات کے مطابق جب (اہل ردہ) کے اسیروں کو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا گیا تو محمد بن حنفیہ کی والدہ انہیں میں سے تھی۔ (جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمائی گئی) جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ روم کا قصد فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ طلب کیا ہر ایک نے اپنی اپنی رائے دی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: فاشار ان يفعل فقال ان فعلت ظفرت فقال بشرت بخيره

(تاریخ یعقوبی)

تو انہوں نے یہ کام کر ڈالنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ آپ (انشاء اللہ تعالیٰ) ظفریاب

ہونگے جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ نے اچھی بشارت دی۔

ناسخ التواریخ میں بھی تفصیلا یہی لکھا ہے۔

مروی عن جعفر بن محمد انه کان یتولا هما ویاتی القبر فیسلم علیهما مع تسلیمه علی رسول الله صلی الله علیه وسلم

(کتاب الشانی سید مرتضیٰ الہدیٰ وشرح نہج البلاغۃ لابن الحدید)

یعنی حضرت جعفر الصادق حضرات ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوستی ومؤدت رکھتے تھے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضری دیتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان پر بھی سلام پیش کرتے۔

جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کیا اور حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا۔

اے ابوتراب اٹھو۔ گھر والوں کو تم نے اپنی جگہ سے جُدا کیا ہے جاؤ ابوبکر وعمر وطلحہ رضوان اللہ علیہم کو بلا لاؤ پس جناب امیر گئے اور ابوبکر وعمر رضوان اللہ علیہم کو بلا لائے۔

(اردو جلاء العیون جلد اول ص ۳۱۸)

یعنی گھریلو جھگڑوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہترین مصالحت کرنے والے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے نام ابوبکر

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تینوں بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان رکھے جن میں ابوبکر وعثمان کربلا میں حضرت امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے۔

(تاریخ سلاطین اسلام ص ۲۹ بحوالہ فیض الاسلام علی مرتضیٰ نمبر ص ۶۳)

قاسم فرزند حسن کو مع اکیس نفر اصحاب واہل بیت کے اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے کہ ان میں سے ابوبکر و محمد عثمان عباس فرزنداں امیر المومنین--- (جلاء العیون جلد دوم ص ۱۴۲)

شہادت فرزندان جناب امیر---- اول عبداللہ فرزند جناب امیر کہ ان کو ابوبکر کہتے ہیں میدان کارزار میں پہنچے ان کے بعد عمر بن علی ان کے برادر بزرگ نے عزم میدان کیا ان کے کے بعد عثمان بن علی میدان میں گئے۔ (ص ۱۹۰)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ابوبکر کا ذکر مقاتل الطالبین۔ کتاب الارشاد۔ شیخ مفید۔ کشف غمہ عمدۃ الطالب اور جلاء العیون وغیرہ میں ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک لڑکے کا نام ابوبکر۔ (مسعودی)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک لڑکے کا نام ابوبکر۔ (تاریخ یعقوبی و قمی)

حضرت موسیٰ کاظم کے لڑکے کا نام ابوبکر۔ (کشف الغمہ)

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزندوں نے اپنی اولاد کے نام بوجہ اس خصوصی محبت کے جو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان بزرگوں کی تھی۔ ابوبکر رکھے۔

اجماع بر خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خدا ایشان را از گرسنگی کشد در ابر گمراہی جمع نمی کند (حیات القلوب ملا باقر جلد ۳ ۲/۱۳)

یعنی اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو بھوک سے ہلاک نہ فرمائے گا اور نہ ہی گمراہی پر جمع کرے گا اس سے اجماع امت کو برحق ثابت کیا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت، صداقت، خلافت اور جملہ صفات حسنہ و خصائص پر اجماع امت ہے۔

بے شمار مہاجرین وانصار امر خلافت ظاہر میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ قرار پائے -----اور اکثر مہاجرین وانصار نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر لی۔

(جلاء العیون اردو جلد اول ص ۲۰۱)

مردم اتفاق کردہ است کہ حضرت رسول را د ربقیع، دفن کندوابوبکر پیش ایستد د بہ آنحضرت نماز کند (حیات القلوب ۲/۶۸۸)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت پر اتفاق مسلّم ہے اور یہ کہ وہ جنازہ حضور اکرم ﷺ کے وقت خود موجود تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے جانشین کے بارے میں وصیت فرمانے کے لیے عرض کیا گیا تو فرمایا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خلافت کی وصیت نہیں فرمائی تو میں کیسے وصیت کروں۔ البتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اللہ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو میرے صحابہ کا اجماع میرے بعد ان میں سے سب سے اچھے شخص پر ہو جائے گا۔

قال ماا وصی رسول الله علیه وسلم فاوصی ولکن قال ان ارادالله خیرا فیجعهم علی خیر هم بعد نبیهم (تلخیص الشافی ۲/۳۷۲)

جیسا کہ نبی کے بعد سب سے اچھے آدمی پر اجماع ہو گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میری امت متفرق ہو گی بہتر فرقوں پر۔ اکہتر فرقے ہلاک ہونگے اور ایک فرقہ نجات پائے گا۔ لوگوں نے پوچھا۔

یارسول الله من تلک الفرقة قال الجماعة الجماعة الجماعة

(خصال ابن بابویہ مطبوعہ تہران جلد ۲/۱۴۱)

یارسول اللہ ﷺ وہ نامی فرقہ کون سا ہو گا تو آپ نے فرمایا جماعت، جماعت، جماعت

الزموا سواد الاعظم فان ید الله علی الجماعة وایاکم و الفرقة فان الشاذمن الناس للشیطان کما ان الشاذ من الغنم للذئب الا من دعاالی هذا شعارفاقتلوه ولو کان تحت عمامتی هذا

بڑے گروہ کے ساتھ ملے رہو۔ جماعت کو خدا کی تائید حاصل ہوتی ہے خبردار! فرقہ

بندی سے بچے رہنا جو شخص جماعت سے الگ ہو جاوے وہ شیطان کے قابو میں آجاتا ہے جیسے ریوڑ سے الگ بکری بھیڑیئے کی غذا بن جاتی ہے۔ خبردار! جو شخص فرقہ بندی کا داعی ہو اسے قتل کر دو اگر چہ وہ میری ہی دستار کے نیچے ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق جماعت کے ساتھ وابستگی لازمی اور علیحدگی ناجائز اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اجماع امت اظہر من الشمس لہٰذا اس کا منکر واجب التعزیر ہوا۔

(ابوالاحسن رضوی)

امامت وخلافت، خلافت راشدہ

قوم کی امامت وہ کرائے جو ان سب میں قرآن زیادہ پڑھا ہوا ہو۔ اگر اس وصف میں برابر ہوں تو جو ہجرت میں مقدم ہو۔ اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو۔ اور اگر عمر میں بھی برابر ہوں تو جو سنت پیغمبر میں زیادہ عالم ہو اور تفقہ دینی میں اسے برتری حاصل ہو۔

(ترجمہ فروع کافی جلد اص ۲۲۰ لکھنو)

فلما اشتدبه المرض امر ابابکر ان یصلی بالناس بعد ذالک یومین

ترجمہ: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرض کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو یوم تک نماز پڑھاتے رہے۔ (درنجفیہ شرح نہجہ البلاغت مطبوعہ ایران ص ۲۲۵)

لقد امره رسول الله صلی الله علیه وسلم بالصلوٰة بالناس وھو حی

(نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید جز ۲/۷۵)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ زندہ تھے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

ثم قام وتهيا للصلوٰۃ وحضر المسجد وصلی خلف ابی بکر

(احتجاج طبرسی ص ۶۰ وتفسیر قمی)

پھر (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اٹھے اور نماز کی تیاری کر کے مسجد حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ (مذکورہ مضمون)

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع محمد باقر اصفہانی ص ۳۸۸، قرآن مجید مترجم از مقبول احمد ضمیمہ ص ۴۱۵)

جماعت اہل دین نے عقب میں ان کے (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صف باندھی چنانچہ شاہ لافتی (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی تھے۔ (غزوات حیدری اردو ص ۶۲۷)

اس کتاب میں پہلے تو چاروں خلفاء راشدین ابوبکر، عمر، عثمان وعلی رضوان اللہ علیہم کی حکومتوں کا ترتیب وار ذکر ہے۔

(الفخری اردو مؤلفہ محمد علی ابن علی بن طباطبا اثنا عشری شیعہ م ۷۰۱ھ)

خلافت راشدہ کا اندازِ حکومت

پہلی چار خلافتیں --- (ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم) ہر حیثیت سے دُنیوی جاہ کی بہ نسبت دینی مرتبے سے زیادہ مشابہ تھیں --- سیرۃ کا یہ انداز دُنیوی بادشاہوں جیسا نہیں بلکہ نبوت اور اخرویت سے زیادہ مشابہ ہے۔ (الفخری ص ۳۲-۳۳)

خلافتِ راشدہ

سب سے پہلی (اسلامی) حکومت یعنی خلفائے اربعہ کی حکومت کی ابتدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شروع ہوئی یعنی ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے آغاز ہوا جو ۱۱ھ میں ہوئی اور اختتام امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

قتل ہونے کے بعد ہوا جو ۴۰ھ میں واقع ہوا یہ خوب سمجھ لیجئے کہ یہ حکومت دنیوی حکومتوں کی طرز پر نہ تھی اور یہ نبوی امور اور اُخروی احوال سے زیادہ مشابہ تھی۔ حق یہ ہے کہ اس حکومت کا انداز انبیاء کا انداز اور اس کا طرز اولیاء کا طرز رکھتا تھا۔ اور فتوحات بڑے بڑے فرمانرواؤں کی سی تھیں۔ ان کی زندگی میں جفاکشی تھی کھانے پینے میں انتہائی اختصار تھا--- ان کا کھانا معمولی سے معمولی فقیروں جیسا تھا--- ان خلفاء کا کھانا اور کپڑے میں یہ اختصار نہ کسی محتاجی کی وجہ سے تھا اور نہ اس لیے کہ انہیں عمدہ کھانا اور کپڑا نصیب نہ ہوتا تھا۔ بلکہ یہ اس لیے تھا کہ غریب رعایا کی امداد اور اپنی شہوات نفس کو دبانا مقصود تھا اور وہ ریاضت کے طور پر اس زندگی کے عادی بننا چاہتے تھے ورنہ ان میں سے ہر ایک کے پاس کافی دولت نخلستان، باغ اور دوسرے سامان موجود تھے یہ سب کچھ نیکی اور تقرب خداوند کی راہ میں صرف کر دیتے تھے۔ ان خلفاء کی فتوحات اور جنگوں کا کیا ٹھکانہ ہے ان کے گھوڑے افریقہ اور خراسان کی آخری حدوں تک پہنچ گئے اور دریاؤں کو عبور کر گئے۔ (الفخری ص ۹۱-۹۲)

یہ پہلی اسلامی حکومت تھی (خلافت صدیقی) اس میں پہلی جنگ اہل ردہ (مرتدین) کی جنگ تھی--- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مرتدین کے ہر گروہ کے لیے ایک ایک جیش تیار کیا۔ جو جا کر ان سے برسر پیکار رہا۔ فتح اسلامی لشکروں کو ہوئی اور ان مرتدین کو قتل یا قید کیا گیا۔ جو بچ گئے وہ اسلام لے آئے اور زکوٰۃ ادا کرنے لگے۔ (الفخری ص ۹۳)

(بسلسلہ مسیلمہ کذاب وسجاح)

جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اطلاع ہوئی تو آپ نے ایک جیش اسلامی کو جس کو امیر خالد بن ولید تھے بھیجا جنگ ہوئی اور ایسی خونریز جنگ ہوئی جو اہل اسلام نے اب تک نہ دیکھی تھی بالآخر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور مسیلمہ قتل کیا گیا اور اسی غلبے کا نتیجہ فتح شام بھی تھی۔

(الفخری ۹۴)

میرے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے اور ان

کے بعد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ (حیات القلوب ۲/۵۵۹)

حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن غمگین بیٹھی تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غمگین پا کر فرمایا کیا تم کو ایک خوشخبری نہ سناؤں؟

میری وفات کے بعد میرے جانشین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ان کے بعد تمہارے والد عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے جانشین ہونگے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا! میرے اللہ علیم وخبیر نے مجھے بتلایا۔

(تفسیر صافی، بحوالہ تفسیر قمی، تفسیر ہانی، تفسیر مجمع البیان، حیات القلوب (زیر سورہ تحریم) بحوالہ نصیحۃ الشیعہ ص ۳۸۴)

امام جعفر صادق نے ایک شخص کے جواب میں فرمایا، دونوں کے دونوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) عادل امام تھے۔ حق پر ہی زندگی گزاری اور حق پر ہی دنیا سے تشریف لے گئے قیامت کے دن دونوں پر رحمت ہو۔ (احقاق حق ص ۱۶)

حضرت علی کی اقتداء حضرت صدیق

کشید ند صف اہل دین از قضا
دراں صف ہم استاد شیر خدا

یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جب اہل دین نماز کے لئے صف بستہ ہوئے تو ان میں حضرت علی شیر خدا بھی کھڑے ہوئے۔ (حملہ حیدری جلد ۲، ص ۲۰۹)

پھر وہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اٹھے اور نماز کے قصد سے وضو فرما کر مسجد میں

تشریف لائے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز میں کھڑے ہو گئے۔

(ضمیمہ حاشیہ مقبول احمد شیعی ص ۴۱۰)

حضر المسجد وصلی خلفا ابی بکر (مراٰۃ القول شرح اصول)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں حاضر ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

ثم قام و تھیاٗ ء للصلوٰۃ و حضر المسجد و وقف خلف ابی بکر وصلی

(تفسیر قمی لعلی بن اکرام)

پھر (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اٹھے اور نماز کی تیاری کی اور مسجد نبوی میں حاضر ہو کر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

قام تھیاً للصلوٰۃ و حضر المسجد و صلی خلف ابی بکر

(احتجاج طبرسی ص ۵۳)

بہ ارادہ نماز (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اٹھے اور مسجد میں حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی۔

وکان علی علیہ السلام فیصلی فی مسجد الصلوٰت الخمس

(کتاب السلیم بن قیس العامری الہلالی)

حضرت علی علیہ السلام نماز خمسہ مسجد میں پڑھتے تھے۔

وان ادعی صلوٰۃ مطھر للا قتداء فذالک مسلّم لا نہ الظاھر

(تلخیص الشافی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھنا مسلم ہے کیونکہ یہ بالکل ظاہر ہے۔

بیعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ثم تنادل ید ابی بکر فبایعه (احتجاج طبرسی مطبوعہ نجف ۵۳)

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی۔

قال اُسامة له هل بالیعته فقال نعم یا اسامه

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی؟ تو آپ نے فرمایا ہاں اسامہ۔ (ایضاً ص ۵۶)

ثم مدیده فبایعه (الشافی شریف مرتضیٰ)

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ پھیلایا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کرلی۔

فالظاهر الذی لا اشکال فیه انه علیه السلام بایع مدد اللشرر فرارا من الفتنة

پس ظاہر وجہ جس پر کوئی اشکال نہیں اس بیت کی یہ ہے کہ علی علیہ السلام نے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تاکہ شر رفع ہو اور فتنہ فساد سے دوری ہو۔

عجیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے گھر میں تھے کسی نے آکر بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت کے لیے مسجد میں بیٹھے ہیں آپ قمیض پہنے بغیر چادر لیے فوراً بایں خوف مسجد میں آئے کہ دیر نہ ہو جائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ (طبری جلد ا حصہ سوم)

بیعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدست ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں شرح نہج البلاغۃ درہ نجفیہ، کشف الغمہ، حق الیقین، فروع کافی کتاب الروضہ میں موجود ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرماتے وقت کہا:

فقد نظرت فی اعمالهم وفکرت فی اخبارهم وسیرت فی آثار هم

حتیٰ عدت کاحدهم (نہج البلاغۃ جلد۲)

میں نے (خلفاء پیشتر وثلاثہ) کے اعمال پر نظر کی ان کی اخبار پر غور وفکر کیا ان کے نقش قدم پر چلا حتیٰ کہ میں بھی ان کی طرح (خلیفہ) ہوا۔

حضرت امام باقر فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی۔ (فروع کافی کتاب الروضۃ ص ۱۳۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان فارسی کو فرمایا بیعت کن با ابوبکر پس سلمان بیعت کرد۔ (حیات القلوب جلد دوم)

یعنی اے سلمان! ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرو پس انہوں نے بیعت کی۔

مسجد نبوی کے درمیان مجمع عام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت اور ان کی فضلیت ان کی سبقت فی الاسلام بیان کر کے بیعت کر لی۔ پس لوگ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا ابوالحسن تم نے اچھا کیا اور خوب کیا۔

(تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاصحاب سید ذاکر حسین جعفر ص ۱۴) (بحوالہ فیض الاسلام علی المرتضیٰ نمبر ص ۴۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت ہونے کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار اعلان کیا کہ میں تم سے بیعت توڑتا ہوں۔ ہے کوئی تم میں مجھ سے کراہت کرنے والا؟ ہے کوئی تم میں سے مجھ سے بغض رکھنے والا؟ پس ہر بار سب سے پہلے حضرت علی کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے۔ خدا کی قسم میں تم سے بیعت نہیں توڑنے دوں گا اور نہ تم کو ہرگز اپنی بیعت فسخ کرنے دوں گا۔ (تحفۃ الاحباب مذکور)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بزرگی اور اپنے اثر ورسوخ کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین منتخب کر لیے گئے۔ آپ کی دانائی فراست اور اعتدال پسندی مسلّم تھی۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتخاب کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان نے تسلیم کرلیا۔ (تاریخ اسلام امیر علی جسٹس ص ۴۲)

ترجمہ: پس اس وقت میں خود چل کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کی بیعت کرلی۔ اور ان حوادث کا یہاں تک مقابلہ کیا کہ باطل وفتنہ ارتداد راہ سے ہٹ گیا اور بھاگ گیا۔ اللہ کا کلمہ بلند ہوا خواہ کافر اسے ناپسند کریں۔ ابوبکر ان امور کے والی رہے اور انہوں نے درستی اعتدال اور میانہ روی کا طریق اختیار کیا اور میں خیر خواہی میں ان کا دوست رہا---- ان کا کوشش سے فرمانبردار رہا اور مجھے کبھی طمع پیدا نہ ہوئی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی حادثہ پہنچے اور امر خلافت جس کی میں نے بیعت کی ہے میری طرف لوٹ آئے۔

(ترجمہ خطبہ کتاب منار الھدی مؤلفہ شیخ علی الجرانی ص ۳۷۲ بحوالہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برضا ورغبت بیعت)

جنگ نہروان کے خاتمہ پر حضرت ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حجر بن عدی عمرو بن الحمق، عبداللہ بن وہب الراسی نے رائے پوچھی تو آپ نے فرمایا میں تم کو ایک تحریر دوں گا جس میں ان کے بارے میں بیان کروں گا تو وہ تحریر میرے ساتھیوں کو پڑھ کر سُنا دینا۔

اس تحریر میں بھی مذکورہ بالا بیان موجود ہے۔

الامامۃ والسیاسۃ، نہج البلاغۃ بحوالہ حضرت علی کے مکتوبات ص ۲۰۹ لاجرم نزدیک ابوبکر رفتم دباد بیعت کردم (ناسخ التواریخ جلد سوم)

میں نے ابوبکر کے پاس جا کر بیعت کرلی۔

فبایعت ابابکر کما بایعتموہ و کرھت ان اشق عصا المسلمین

(امالی شیخ طوسی ۱۲۱/۲ طبع نجف)

میں نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی جیسے تم نے کی اور مسلمانوں کی لاٹھی کو توڑنا مکروہ جانا۔ (جنگ جمل کے بعد تقریر)

تزویج فاطمہ وکردار صدیقی

ابو بکر و عمر و سعد بن معاذ رضوان اللہ علیہم نے کہا اُٹھو (حضرت) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلیں اور ان سے کہیں فاطمہ کی خواستگاری کرو۔ اگر تنگدستی مانع ہو تو ہم ان کی مدد کریں۔۔ حضرت علی نے کہا لیکن مجھے تنگدستی اس امر کے اظہار سے شرم دلاتی ہے۔ ان لوگوں نے جس طرح ہوا حضرت کو راضی کیا۔ (اُردو جلاء العیون ص ۱۶۹ جلد اول، و بحار الانوار ملا باقر مجلسی)

جناب امیر نے فرمایا ابو بکر و عمر میرے پاس آئے اور کہا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جناب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواستگاری کیوں نہیں کرتے؟

(جلاء العیون جلد اول ص ۱۶۷ و کتاب الامالی الشیخ ابی جعفر الطوسی)

(مختصراً) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی حضرت فاطمہ کے رشتہ کے بارے میں عرض کرنے کی ترغیب دی ورنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی جرأت ہی نہ تھی۔

(الزہرا مصنفہ خان بہادر اولاد حید رفوق ص ۲۱)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا، اے علی! اُٹھو اور اپنی زرہ بیچ ڈالو یہ سن کر میں گیا اور زرہ فروخت کر کے اس قیمت حضرت کی خدمت میں لایا ---- پھر ان میں سے (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دو مٹھیاں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیں کہ بازار میں جا کر کپڑا وغیرہ جو اثاثِ اہل بیت درکار ہے لے آ، عمار بن یاسر اور ایک جماعت صحابہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد بھیجا اور سب بازار پہنچے ان میں سے جو شخص چیز لیتا تھا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ سے لیتا تھا۔

جب سب اسباب خرید چکے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور سب اصحاب مذکورہ لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ (جلاء العیون جلد اول اُردو ص ۱۷۴)

ترجمہ: جب میں نے (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چار سو درہم (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے لے لیے اور زرہ حضرت عثمان لے چکے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ زرہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے پس میں زرہ اور درہم لے کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور زرہ اور درہم آپ کے آگے رکھ دیئے۔ حضرت عثمان کا یہ سارا ماجرا عرض کر دیا تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعائے خیر کی اور ایک مٹھی بھر کر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ان کے حوالے کی کہ بازار سے میری بیٹی (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے لیے مناسب سامان لاؤ۔ (کشف الغمہ ۱۰۷ ترجمہ رسالہ شان عثمان ص ۱۱)

اللہ تعالیٰ نے مجھے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حکم دیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردوں۔ پس تم ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر رضوان اللہ علیہم اور اتنے انصار کو میرے پاس بلا لاؤ میں ان کو لے آیا اور وہ آکر بیٹھ گئے --------تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطاب فرمایا------میں تم کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیا۔ (کشف الغمہ ص ۱۰۴، شان عثمان)

چو بگذشت چندے بدیں داوری
یکے روز افتند نزد علی
زیاراں مخصوص او چند تن
بگفتند اے شمع انجمن
دریں کار خیر او ریت تراست
سکونت دریں خطبہ چندی چراست
رو از خدمت سید انبیاء
بکن خواستگاری خیرا لنساء

بپاسخ چنیں گفت یعسوب دین

کہ دارم دو مانع برآمد ام این

نخست آنکہ شرم آیدم از نبی

دوم خامشتم کردہ دست تہی

برتر غیب یاران علی ولی

بروز دگر رفت نزد نبی

(حملہ حیدری مرزا باذل جلد اول)

ان تمام حوالہ جات نیز دیگر کُتب، الامالی شیخ ابی جعفر طوسی، مناقب خوازمی، مناقب ابن شہر آشوب، کشف الغمہ، بحار الانوار، وغیرہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بترغیب حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوا اور حق مہر کی رقم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا فرمائی اور یہی لوگ نکاح کے گواہ قرار پائے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بمشورہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ نکاح کیا۔ اور جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تنازعہ ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی تصفیہ کے لیے بُلوایا۔

قصہ باغ فدک وابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت جعفر الصادق سے روایت ہے کہ

ان العلماء ورثة الانبياء ان الانبياء لم يورثوا درهما ولا دينارا وانما اورثوا احاديث من احاديثهم (اصول کافی کتاب العلم مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۷)

انبیاء کے وارث علماء ہیں اس لیے کہ انبیاء نے میراث نہیں دی درہم و دینار میں اور

تمہیں میراث دی انہوں نے مگر احادیث۔

ترجمہ: رُسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فدک سے تمہارا قوت رکھ لیتے تھے اور باقی کو تقسیم کر دیتے اور اٹھاتے تھے اس میں سے اللہ کی راہ میں اور تمہارے لیے ---- میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ فدک میں وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے۔ تو اس پر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راضی ہوگئیں اور فدک میں اسی پر عمل کرنے کا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عہد لے لیا اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فدک کی پیداوار کو لیتے تھے اور جتنا اہل بیت کا خرچ ہوتا تھا ان کے پاس بھیج دیتے تھے۔ پھر ابوبکر کے بعد خلفاء نے بھی یہی کیا۔ یعنی حضرت عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے۔ (نہج البلاغت شرح مطبوعہ تہران ج ۳) (درہ نجفیہ شرح نہج البلاغۃ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا سے فرمایا:

واموال واحوال خود را از تو مضائقہ نمی کنم آنچہ فدہی بکیر۔ تو سیدہ امت پدر خودی و شجر طیبہ از برائے فرزندان خود انکار فضل تو کسے نمی قائد کرد و حکم تو نافذ است در اموال من امادر مسلمانان مخالفت پدر تو نمی توانم کرد۔ (حق الیقین فروع کافی جلد ثالث کتاب العصایا)

پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم میرے مال سے جو چاہو لے سکتی ہو اور تمہارا حکم میرے مال میں نافذ ہے لیکن مسلمانوں کے مال میں آپ کے والد کے طریق کے خلاف نہیں کر سکتا۔

ترجمہ: کثیر النواء کہتا ہے کہ میں نے ابی جعفر محمد بن علی (امام باقر) سے عرض کیا کہ اللہ مجھے آپ پر قربان ہونے کی توفیق عطا فرمائے آپ فرمائیں کہ کیا ابوبکر و عمر نے آپ کے حقوق میں کچھ ظلم کیا یا آپ کے حق کو ضائع کیا۔ **فقال لا** فرمایا نہیں اس ذات کی قسم جس نے اپنے بندے تمام عالم کے نذیر (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قرآن مجید اُتارا **ما ظلم من حقنا مثقال حبة من خردل** ہمارے حقوق کے متعلق ان دونوں نے ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ظلم نہیں کیا۔

پھر میں نے عرض کیا کیا میں ان دونوں کے ساتھ دوستی رکھوں فرمایا ہاں! تو ان دونوں کے ساتھ دنیا و آخرت میں دوستی و محبت رکھ۔ (بروایت ابوبکر جوہری شیعہ شرح نہجۃ البلاغۃ)

(ابن ابی الحدید بحث فدک) **قال زید (بن علی بن حسین) لو رجع الا مرالی لقضیت فیه لقضاء ابی بکر** (شرح نہجۃ البلاغۃ حدیدی)

حضرت زید نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر یہ معاملہ فدک میری طرف آتا تو میں بھی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کے مطابق ہی فیصلہ کرتا۔

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلہ دسود آن گرفتہ بقدر کفایت باہل بیت علیہم السلام میدادو خلفاء بعد از دہم بر آن اسلوب رفتار نمود (شرح فارسی نہج البلاغۃ از فیض الاسلام علی نقی)

فلما وصل الامر الی علی بن ابی طالب کلهم فی رد فدک فقال انی لاتیحی من الله ان اردشیا منع منه ابوبکر ومضاه عمر

(الشافی فی الامامۃ سید مرتضیٰ، علم الہدیٰ و شرح، نہجۃ البلاغۃ ابن الحدید)

فدک کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے کہ میں اس چیز کو لوٹا دوں جس کو (حضرت) ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جاری رکھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے ماں باپ تم پر قربان تم میرے نزدیک صادقہ ہو اور امینہ ہو اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے فدک کے معاملہ میں کوئی وعدہ وعید کیا تھا تو میں اس کو تسلیم کرنے کو تیار ہوں تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: **لم یعهد الیّ فی ذالک** (شرح ابن الحدید)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ فدک کے معاملہ میں کوئی وعدہ نہیں فرمایا۔

وفات حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

وخدمات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

وکان (علی) یحرضہا بنفسہ و تعینہ علی ذلک اسما بنت عمیس رحمہما اللہ (امالی شیخ ابی جعفر محمد بن حسن الطوسی)

(پس حضرت بوصیت او عمل نمودہ خود متوجہ تیمار داری او بود اسماء بنت عمیس آن حضرت را در ین امور معاونت می کرد (جلاء العیون ملا باقر مجلسی)

یعنی حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بیماری کی حالت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے تیمار داری کی

وکان علی یصلی فی المسجد الصلوٰت الخمس فلما صلی قال لہ ابو بکر و عمر کیف بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان ثقلت فسالا عنہما (کتاب السلیم بن قیس مطبوعہ حیدریہ نجف)

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ پانچوں وقت مسجد میں نماز پڑھتے تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان سے حضرت بی بی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی مزاج پُرسی فرماتے۔

حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا زوجہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ بعد وفات ان کی نعش کے لئے اس قسم کا تابوت بنایا جاوے کہ کپڑے کے نیچے بھی ان کے جسم کی حالت معلوم نہ ہو اور ان کو غسل بھی وہی دیں۔ اسلام میں یہ پہلا تابوت تھا جو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے تیار کروایا۔ لہٰذا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے تیمارداری کے بعد تابوت بنوایا اور غسل دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بی بی فاطمہ کی وصیت پر عملدر آمد کرنے کا حکم دیا۔ (جلا العیون جلد اوّل اردو ص ۲۲۰)

کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا زوجہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔ کتاب مناقب ابن شہر اشوب اور کشف الغمہ میں بھی موجود ہے۔

حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا کی وفات پر۔

نا قبل ابو بکر و عمر تعزیان علیا و یقولون له یا ابا الحسن لا تسبقنا بالصلوٰة علیٰ ابنة رسول الله

ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعزیت کی اور کہا کہ دختر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ میں جلدی نہ کرنا۔

(کتاب سلیم بن قیس الہلالی عامری)

وفات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلفائے راشدین میں سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ۱۳ھ میں آپ نے طبعی موت سے مدینہ میں وفات پائی۔ مرض یہ تھا کہ غار میں جو آپ کو سانپ نے ڈس لیا تھا اسی کے زہر کا اثر نمایاں ہو گیا تھا۔ آپ اپنی دختر اور زوجِ رسول اللہ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آنحضور کی وفات اسی حجرہ میں ہوئی تھی۔ اور یہیں سپرد خاک بھی کئے گئے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ آپ نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بعد نامزد کر کے امت کا خلیفہ بنایا۔ (الفخری ص ۱۱۹)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طویل خطبہ دیا اور آپ کے فضائل بیان کئے۔ (شرح نہج البلاغۃ)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں نے اپنے میں سے دو نیک آدمیوں کو خلیفہ بنایا دونوں (ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما) نے قرآن کریم اور سنت نبوی اور اسوۂ

حسنہ پر عمل کیا۔ کوئی کام سنت کے خلاف نہیں کیا پھر وفات پا گئے۔ اللہ ان پر رحم کرے۔

(ناسخ التواریخ ۳/۲۴۱)

خدا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم کرے اس نے کجی کو سیدھا کیا اور جہالت کا علاج کیا اور سنت رسول کو قائم کیا بدعت کو پیچھے چھوڑا۔ دنیا سے پاک دامن اور کم عیب ہو کر گزر گیا۔ خوبی کو پالیا۔ شر و فساد سے پہلے ہی چلا گیا۔ خدا کی بندگی کا حق ادا کیا اور تقویٰ کو جیسا کہ چاہیے تھا اختیار کیا اور فوت ہو گیا۔
(ترجمہ نہج البلاغۃ ص ۲۵۰/ ا مطبوعہ بیروت)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہو گیا تو آپ کی بیوہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کر لیا۔ اسماء کا لڑکا محمد ساتھ آیا جس کی حضرت علی نے بڑی محبت سے پرورش کی۔

(تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاصحاب۔ ص ۵۸ بحوالہ فیض الاسلام علی المرتضیٰ نمبر ۶۳)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غلامِ رسول ازہر

کلیم اوّل سینائے ما دمساز پیغمبر — اَمنّ الناسِ بر مولائے ما ہمدم یقیں پرور

نصیبش جلوہ انوارِ رحمت ہر نفس یکسر — زشمع حسن انوارش منور آں رُخ انور

سراپا آئینہ، عکس جمال دلبر خوشتر — زِ آب رود کوثر آں خلیلے خوش نظر گوہر

کہ در حسن و لطافت آں گلِ نازک ادا احمر — کہ در ہمت عزیمت پیل تن کوہ گراں یکسر

زر افشاں نوریاں براو خوشا روزے خوشا منظر — گل رعنا گلستان محبت، آں نظر پرور

متاع زندگی نذر بِلاش آں وفا خوگر — باد کافی رسول اللہ آں مرد غنی، ازہر

وہ جس سے ذوق وشوق آرزو سے صد جہاں پیدا — وہ جس کا ہر نفس مثل صبا خوشتر چمن پرور

عتیق محترم ہے وہ رفیق محسنِ اعظم ﷺ — جو عبداللہ بنا ہے، عبد کعبہ سے وہ بختاور

جو اونٹوں کی نگہبانی سے پہنچا تا جہانبانی — وُہی بو بکر لاثانی ، وہی ایثار کا پیکر

ادب پرورده حسن رفاقت دوماں جس کا — وہی صدیق اکبر ہے مہ و خورشید سے بڑھ کر

صدقِ صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جنابِ امام محمدّ باقر رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق

"عروہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر بن امام زین العابدینؒ سے فتویٰ پوچھا کہ تلوار پر حلیہ (زیور لگانا یا چاندی وغیرہ سے مرصّع کرنا) کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ضرور کرنا چاہیئے، اِس لِئے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تھا۔ راوی کہتا ہے مَیں نے پُوچھا یا حضرت! آپ بھی ابوبکرؓ کو صدّیق کہتے ہیں تو آپ غصّے سے لال پیلے ہو گئے اور جوش میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ ہاں وہ صدّیق ہیں، ہاں وہ صدّیق ہیں، ہاں وہ صدّیق ہیں۔ جو اُن کو صدّیق نہ سمجھے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کی دنیا میں تصدیق کرے گا اور نہ قیامت میں۔"[1]

---

[1] اربلی، ابی الحسن علی بن عیسیٰ: کشفُ الغُمّۃ فی معرفۃ الأئمّۃ (مطبوعہ طہران ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء، صفحہ ۲۲۰ کا عربی متن ملاحظہ ہو:-

"وعن عروۃ بن عبد اللہ قال: سالت أبا جعفر محمد بن علی علیھما السلام عن حلیۃ السیوف فقال لا بأس بہ، قد حلّی أبوبکر الصدّیق رضی اللہ عنہ سیفہ، قلت: فتقول الصدّیق؟ قال: فوثب وثبۃ واستقبل القبلۃ وقال: نعم الصدّیق، نعم الصدّیق، نعم الصدّیق فمن لم یقل لہ الصدّیق فلا صدّق اللہ لہ قولا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ۔"

فاضلِ جلیل علامہ اربلی (متوفی ۶۹۳ھ/۱۲۹۴ء) کی یہ تالیفِ لطیف اب تین جلدوں میں بیروت (لبنان) کے دارالکتاب الإسلامی سے بھی شائع ہو چکی ہے ——— اور مذکورہ حوالہ کشف الغُمّۃ کی جلد دوم کے صفحہ ۳۵۹ پر آگیا ہے۔

بارگاہِ صدّیقیت میں
صاحبِ تفسیرِ قمّیؒ کا خراجِ تحسین

صاحبِ تفسیرِ قمیؒ (کان حیاً قبل ۳۲۹ھ)، زیرِ آیۂ کریمہؑ "اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" لکھتے ہیں کہ غارِ ثور میں حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجابات کو اُٹھا کر لقب صدّیق عطا فرمایا۔

"لما کان رسول اللہ فی الغار قال لابی بکر کانی انظر الی سفینۃ جعفر فی اصحابہ یقوم فی البحر وانظر الی الانصار محتبین فی افنیتھم فقال ابوبکر وتراھم یارسول اللہ قال نعم قال فارنیھم فمسح علیٰ عینیہ فراھم فقال لہ رسول اللہ انت الصدیق۔"[2]

ترجمہ: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہجرت کی رات غار میں تشریف فرما تھے تو آپ نے ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ "میں جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں کو اس کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں، جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصار کو بھی اپنے گھروں کے صحنوں میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔" یہ سُن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ازراہِ تعجب عرض کیا

---

[1] "جب کافروں کی شرارت سے اُنہیں (وقتِ ہجرت مکّہ مکرمہ سے) باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے، جب وہ دونوں (سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ) غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" (۹/۴۰)

[2] قمی، ابی الحسن علی بن ابراہیم: تفسیر القمیؒ، مطبوعہ ایران ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء (طبع قدیم) ص ۲۶۶

کیا آپ واقعی دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا، ہاں! عرض کی مجھے بھی دکھلا دیجئے! تو آپ نے ابوبکرؓ کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر انہیں بھی یہ سب کچھ نظر آ گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ تو صدّیق ہے۔[1]

---

[1] بدقسمتی سے مسلمانوں کے مختلف مکاتبِ فکر کو باہم دست و گریبان کرنے کے لئے دُشمنانِ اسلام ہر دَور میں سرگرمِ عمل رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۸ء میں اِس تفسیر کا جو نیا ایڈیشن مطبعۃ النجف، ایران سے شائع ہوا ہے اس میں جہاں جہاں خلیفۃ الرسول (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا اسمِ گرامی تھا وہاں "فُلاں" کر دیا۔ پھر اسی پر بس نہیں بریکٹس میں غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ "فلاں" (واضح رہے کہ فلاں اور لفلاں کا لفظ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے) نے دل میں خیال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم واقعی جادوگر ہیں۔

تحریف شدہ تفسیر جلد اوّل کے صفحہ ۲۹۰ پر بریکٹ میں دیئے جانے والے ریمارکس ملاحظہ ہوں:۔

(فقال فی نفسه الآن صدقت انك ساحر)

تحریف کنندہ اِس بات پر غور فرما لیتے کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم ایسے شخص کی تصدیق فرما سکتے تھے؟

حدیثِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اذا ظہرت الفتن و البدع و سبت اصحابی فلیظہر العالم علمہ ومن لم یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ لہٗ صرفاً ولا عدلا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جب فتنوں اور بدعتوں کا دنیا میں ظہور ہو اور میرے اصحاب پر سب و شتم ہونے لگے تو ہر عالم کو چاہیئے کہ وہ (اس دینی مکدر فضا کے دفعیہ کے لئے) اپنے علم کا ہتھیار کام میں لائے اور جس نے ایسا نہیں کیا اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی اور اس کے فرائض و نوافل درجہ قبولیت کو نہیں پہنچیں گے۔

(ردِ مذہب شیعہ مصنفہ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ)

مطبوعہ استنبول ترکی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھٰذا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ

مکتبہ اسلامیہ (لائبریری)

یہ لائبریری ۱۹۴۵ء میں تحریک پاکستان کی معاونت، مذہبی شعور پیدا کرنے اور اردو زبان کی ترویج و ترقی کے لیے قائم کی گئی۔ جو آج تک بلا معاوضہ خدمات سرانجام دے رہی ہے کبھی چندہ وغیرہ نہیں لیا گیا۔ البتہ کتب و رسائل وغیرہ شکریہ کے ساتھ قبول کیے جاتے ہیں۔ جو ادارے اپنی مطبوعات تقسیم کرنے کے لیے بھیجتے ہیں۔ ان کی خواہش کے مطابق اہل و مستحق حضرات میں تقسیم کر دی جاتی ہیں۔

منتظمین:۔

صاحبزادہ محمد احسن الجواد (ایڈووکیٹ / انجینئر)

صاحبزادہ محمد محسن الجواد (بی۔اے، انجینئر)

صاحبزادہ محمد منعم المحبوب (ایم ایس سی، کیمیکل انجینئر)

مکتبہ اسلامیہ (لائبریری)

بانی: میاں محمد محبوب الٰہی (انجینئر)

۵۔ڈی سبزہ زار لاہور ۵۴۷۸۰ فون: ۰۴۲۷۸۳۴۶۹